قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک

اُن تین لکچروں کے مجموعہ کا اُردو ترجمہ جو ہندوستانی
ایکیڈیمی کی سرپرستی میں تاریخ ۱۳ و ۱۴ ستمبر
سنہ ۱۹۲۸ع کو

بہ زبان ہندی

رائے بہادر مہامہوپادھیائے گوری شنکر ہیرا چند اوجھا
نے دئیے

مترجمہ

منشی پریم چند

الہ آباد
ہندوستانی ایکیڈیمی، یو۔ پی۔
۱۹۳۱ ع

Published by
THE HINDUSTANI ACADEMY, U. P.
Allahabad.

Printed by Dildar Ali
at the HINDUSTAN PRESS,
3, Prayag Street, Allahabad.

فہرست مضامین

پہلی تقریر

صفحہ

مذہب اور معاشرت

صفحہ

صفحہ

صفحہ

دوسری تقریر

صفحہ

صفحہ

صفحہ

تیسری تقریر

فہرست نقشہ‌جات

تمہید

ممالک متحدہ کی سرکار نے ہندی اور اُردو زبانوں کی ترقی کے لئے ہندوستانی ایکاڈیمی قایم کرکے قابل تعریف کام کیا ھے - اس ایکاڈیمی نے مجھکو سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع یعنی راجپوت عہد کی تہذیب پر تین خطبے پیش کرنے کی دعوت دے کر میری عزت‌افزائی کی ھے - اس کے لئے میں اس انجمن کا ممنون ہوں - یہہ ۶۰۰ سال کا زمانہ ہندوستان کی تاریخ میں بہت ممتاز درجہ رکھتا ھے -

اس عہد میں ہندوستان نے مذہبی ' مجلسی اور سیاسی ' ہر ایک اعتبار سے نمایاں ترقی کی تھی - مذہبی اعتبار سے تو اس دور کے ہندوستان کی حالت واقعی حیرت‌انگیز تھی - بودھہ ' جین ' ہندو ' اور ان مذاہب کے صدھا فرقے سب اپنے اپنے دائرہ میں شاہراہ ترقی پر گامزن تھے - کتنے ھی فرقے معدوم ہو گئے ' کتنوں ھی کا ظہور ہوا - اسی طرح کئی فلسفیانہ فرقوں کا بھی آغاز اور عروج ہوا - ان مختلف مذاہب کی کشمکش ' ترقی ' یا زوال کی داستان نہایت دلچسپ اور عجیب ھے - اِسی زمانہ میں شنکراچاریہ جیسے متبحر عالم پیدا ہوئے جنہوں نے فلسفہ کی دنیا

میں انقلاب کر دیا - اُن کے علاوہ رامانج اور مادھواچاریہ وغیرہ مذہبی پیشوا بھی اسی زمانہ میں پیدا ہوئے -

یونانیوں ' چھتریوں اور کشنوں کی سلطنت ختم ہونے کے بعد گپت خاندان بھی عروج سے گزر کر زوال کی طرف جا رہا تھا - هندوستان میں مختلف خاندان اپنی مقبوضات کا دائرہ وسیع کرتے جاتے تھے - دکھن میں سولنکی راجاؤں کا خاص اقتدار تھا ' شمال میں بیس (هرش) پال ' سین وغیرہ خاندان ترقی کرتے جاتے تھے - مسلمان بھی سندھ میں آ چکے تھے اور گیارھویں بارھویں صدی میں تو مسلمانوں کے قدم جم چکے تھے اور کئی صوبوں پر اُن کا اقتدار ہو چکا تھا - اس طرح مختلف خاندانوں کے عروج یا زوال وغیرہ سیاسی تغیرات نے بھی اس دور کو بہت اہم بنا دیا ہے -

ان معرکۃالارا سیاسی اور مذہبی تغیرات کے باعث اس زمانہ کی مجلسی حالت میں اہم تبدیلیاں ہوئیں - اس زمانہ کے طرز خیال ' اور ریت رواج میں بھی کم اہم تبدیلیاں نہیں ہوئیں - مجلسی نظام بھی کچھہ تبدیل ہو گئے - اور صرف مجلسی حالت نہیں ' اس زمانہ کی سیاسیات پر اس کا معتدبہ اثر پڑا - اس

زمانہ کے نظام حکومت اور شاہی اداروں میں بھی کچھہ تبدیلیاں نمودار ہوئیں -

زراعت ، تجارت اور حرفت تینوں ھی کی گرم بازاری تھی - اس لئے مالی اعتبار سے بھی یہہ دور بہت ممتاز ھے - یوروپ اور ایشیا کے دیگر ممالک سے ھندوستان کی تجارت بہت بڑھی ہوئی تھی - ھندوستان محض زراعتی ملک نہ تھا ، مصنوعات میں بھی اس کی نمایاں حیثیت تھی - پارچہ بافی کے علاوہ سونا ، لوھا ، کانچ ، ھاتھی دانت ، وغیرہ کی مصنوعات بھی بہت ترقی پر تھیں - اس لئے ھندوستان اب سے زیادہ دولتمند اور صاحب ثروت تھا - کھانے پینے کی چیزیں ارزاں تھیں اس سے لوگ آسودہ اور خوشحال تھے -

ذھنی مرکز نگاہ سے بھی وہ ترقی کا دور تھا - مثنویوں ، ناٹکوں ، افسانوں ، وغیرہ ادبی تصانیف کے علاوہ نجوم ، ریاضیات ، طب اور صنعت و حرفت کے اعتبار سے وہ ایک یادگار زمانہ تھا - ایسے اھم اور مہتم بالشان موضوع پر تفصیل سے رائے زنی کرنے کے لئے کافی عرقریزی اور کاوش اور مطالعہ کی ضرورت ھے - لیکن اس کام کو بہ حسن اسلوب انجام دینے کی قابلیت مجھہ میں نہیں ھے - میری منشا تھی کہ یہہ بار زیادہ لائق آدمی کے سر رکھا جاتا - مجھے افسوس ھے کہ ضعف صحت کے

باعث میں اس کام کے لئے خاطر خواہ وقت اور محنت
نہ صرف کر سکا -

اس موضوع کو میں نے تین ابواب میں تقسیم کیا ہے - پہلے باب یا تقریر میں اس زمانہ کے مذہبوں' بودھہ ' جین ' اور ہندو کے مختلف شاخوں اور فرقوں کے عروج اور زوال ' اور نیز اس زمانہ کی مجلسی حالات ' رسم غلامی ' طور طریق ' آداب و اخلاق ' اور نظام ورن آشرم پر روشنی ڈالی گئی ہے -

دوسری تقریر میں ہندوستانی ادبیات ' یعنی لغات ' صرف و نحو ' فلسفہ ' ریاضیات ' نجوم ' طب ' سیاسیات ' مالیات ' صنعت و حرفت ' موسیقی ' فن تصویر ' وغیرہ مضامین کی معاصرانہ حالات پر غور کیا گیا ہے - تیسرے حصہ میں اُس زمانہ کے نظام حکومت ' دیہی پنچایتوں کی ترتیب اور اُن کے اختیارات ' نظام حرب اور آئین انصاف، وغیرہ مضامین پر روشنی ڈالتے ہوئے اُس طولانی زمانہ کے واقعات کا مجمل ذکر کیا گیا ہے اور نیز اُس دور کی مالی حالت ' زراعت ' تجارت ' حرفت ' تجارتی راستے ' مالی فارغ البالی وغیرہ پر بھی رائے زنی کی گئی ہے - متذکرہ بالا مباحث میں ہر ایک اتنا اہم اور وسیع ہے کہ اُس پر علحدہ تصنیف کی ضرورت ہے - صرف تین خطبوں میں اتنے مباحث کا

اجتماع محض اجمالی صورت میں ہی ہو سکتا ہے -

اُس دور کی تہذیب کو قلمبند کرنے کے لئے جو مسالہ دستیاب ہوتا ہے وہ بہت قلیل ہے - خالص تاریخی تصانیف جن میں معاصرانہ تہذیب کا ذکر صراحت سے کیا گیا ہو انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں - ممکن ہے اس مبحث پر متعدد تصانیف لکھی گئی ہوں اور حوادث روزگار نے اُنہیں تلف کر دیا ہو - تاہم اس دور کے متعلق مختلف کتابوں سے مدد مل سکتی ہے - انہیں کتابوں کا ہم یہاں مختصر ذکر کرتے ہیں -

سب سے پہلے قدیم چینی سیاح ہوں سانگ اور اِتسنگ کے سفرناموں سے اُس زمانہ کی مذہبی ' تمدنی ' سیاسی اور مالی حالت کا بہت کچھ اندازہ ہو جاتا ہے - چینی سیاحوں کے علاوہ عرب سیاح المسعودی اور البیرونی کے سفرنامے بھی نہایت قابل قدر تصانیف ہیں - اُس زمانہ کے سنسکرت ' پراکرت ' یا دراوڑ بھاشا کی شاعرانہ تصانیف ' ناٹکوں اور افسانوں وغیرہ سے بھی اس زمانہ کی بہت سی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں - قدیم سکوں کتبوں اور تامب پتروں سے بھی کم مدد نہیں ملتی - یاگیہ ولکیہ ' ہاریت ' وشنو وغیرہ کی سمرتیوں اور وگیانیشور کی لکھی ہوئی یاگیہ ولکیہ سمرتی کی تفسیر متاکشرا سے

اس زمانہ کی کل امور پر بہت خاصی روشنی پڑتی ہے -

اس قدیم مسالہ کے علاوہ جدید مضمون کی کتابوں سے بھی کافی مدد لی گئی ہے - ان میں سے رمیش چندر دت کی تصنیف "اے ہسٹری آف سویلزیشن اِن اینشنٹ انڈیا" (قدیم ہندوستانی تہذیب کی تاریخ)، سر رام کرشن بھنڈارکر کی تصنیف "ویشنوازم، شیوازم اینڈ ادر مائنر ریلیجنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز" (ویشنو اور شیو فرقے اور ہندوؤں کے ضمنی مذاہب اور خیالات)، ونے کمار سرکار کی تصنیف "دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز" (ہندوؤں کے سیاسی نظام اور مطلبے)، رادھا کرشن مکرجی کی تصنیف "ہرش"، کے ایم پنی کار کی تصنیف "شری ہرش آف قنوج" سی وی وید کی کتاب "ہسٹری آف میڈیول انڈیا" (ہندوستانی قرون وسطی کی تاریخ)، میکڈانل کی تصنیف "انڈیاز پاسٹ" (ہندوستان ماضی)، نریندرو ناتھ لا کی تصنیف "اسٹڈیز اِن انڈین ہسٹری اینڈ کلچر" (ہندوستانی تاریخ اور تہذیب کا مطالعہ)، ہربلاس ساردا کی تصنیف "ہندو سوپیریارٹی" (ہندوؤں کی فضیلت)، جان گریفتھ کی کتاب "دی پینٹنگز آف ایجنٹا" (ایجنٹا کی تصاویر)، لیڈی ہیرنگھم کی تصنیف "ایجنٹا فریسکوز"

این سی مہتا کی "استڈیز ان انڈین پینٹنگ" "امپیریل گزٹیر آف انڈیا" پروفیسر میکڈانل اور کیتھ تصنیف "ویدک انڈکس" اور آفریکٹ کی کا "کیٹالوگس کیٹا لوگرم" اوجھا کی "ھسٹری آف انڈیا" میری تصنیف "بھارتیہ پراچین لپی مالا" (ھندوستان قدیم رسم الخط)، "سولنکیوں کی قدیم تاریخ" "راجپوت کی تاریخ"، "ناگری پرچارنی پترکا" اور "انڈ انٹیکویری" "ایپی گرافیا انڈیکا" وغیرہ رسالے خا طور پر قابل ذکر ھیں -

ھندوستانی ایکاڈیمی کا ایک بار پھر شکریہ ادا کر میں اب دور معینہ پر اپنے خیالات کا اظہار ک ھوں -

پہلی تقریر

مذہب اور معاشرت

(۱) بودھہ مذہب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک ہندوستان میں تین خاص مذاہب مروج تھے : ویدک ، بودھہ اور جین ـ ساتویں صدی کے آغاز میں اگرچہ بودھہ مذہب کا زوال ہو رہا تھا تاہم اس کا اثر بہت کچھہ باقی تھا جیسا کہ ہیون سانگ کے سفرنامہ سے ظاہر ہے ـ اس لئے ہم بودھہ مذہب کی تشریح پہلے کرتے ہیں ـ

بودھہ دھرم کا آغاز اور اشاعت

ہندوستان کا قدیم مذہب ویدک تھا جس میں یگیہ وغیرہ ممتاز تھے اور بڑے بڑے یگیوں میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی تھیں ـ گوشت خوری کا رواج بھی کثرت سے تھا ـ جینیوں اور بودھوں کے اہنسا کے اصول پہلے ہی موجود تھے مگر لوگوں پر ان کا خاص اثر نہ تھا ـ شاک بنسی راج کمار گوتم بدھہ نے بودھہ دھرم کی تبلیغ اور اشاعت کا بیڑا اُٹھایا اور ان کی تلقین سے عوام بھی بودھہ دھرم کی جانب مائل ہونے لگے جن میں کتنے ہی راجے ، برہمن ، ویش اور راج خاندان کے لوگ تھے ـ روز بروز اس دھرم کو فروغ ہونے لگا اور موریہ خاندان

کے مہاراجہ اشوک نے اسے راج دھرم بنا کر اپنے احکام سے یگیوں میں جانوروں کی قربانی بند کردی (۱) - اشوک کی کوشش سے بودھ دھرم کی اشاعت محض ہندوستان تک محدود نہ رہی ' بلکہ ہندوستان کے باہر لنکا اور شمال مغرب کے ملکوں میں اس کا زور اور بھی بڑھ گیا - بعد ازاں بودھ سادھوؤں (بھکشوؤں) کے مذہبی جوش کی بدولت وہ رفتہ رفتہ تبت ' چین ' منچوریا ' منگولیا ' جاپان ' کوریا ' سیام ' برما اور سائبیریا کے کرغس اور کلموک تک پھیل گیا -

بودھ دھرم کے عقائد

یہاں بودھ دھرم کے اصول اور عقائد کی مجمل تشریح بے موقع نہ ہوگی - بودھ دھرم کے مطابق زندگی مایۂ غم ہے ' زندگی اور اس کی مسرتوں کی تمنا اسباب غم - اسی تمنا ' اسی ہوس کو فنا کر دینے سے غم کا ازالہ ہو جاتا ہے اور پاکیزہ زندگی ان آلائشوں سے پاک ہو جاتی ہے -

مہاتما بدھ کے قول کے مطابق بودھ دھرم وسطی راستہ ہے ' یعنی نہ تو عیش و عشرت میں محو رہنا چاہئے اور نہ فاقہ کشی ' شب بیداری اور دشوار عملیات سے روح کو ایذا پہونچانی چاہئے - ان دونوں کے بیچ میں رہنا ہی لازم ہے - خیرالاموراوسطہا - دنیا اور اس کی سبھی چیزیں فانی

---

(۱) اشوک کے کتبے - اس کا پہلا کتبہ -

اور غم انگیز هیں - جمله تکالیف کا باعث جهالت هے - ضبط نفس هی کے ذریعه روح کا نشو هو سکتا هے - حرص و هوس اور جمله خواهشات کو ترک کر دینے هی سے تکالیف کا خاتمه هوتا هے - اسی ترک خواهشات هی کا نام نروان هے - یهه نروان زندگی میں بهی حاصل هو سکتا هے - انسان پنچ ارکان کا بنا هوا ایک خاص قسم کا مجموعه هے جس میں طبیعات کا درجه اولی هے - اپنی زبان میں اسی کو روح کهه سکتے هیں - یهی پانچ اسکندهوں کا مجموعه اپنے فعلوں کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں پیدا هوتا هے - اسی کو تناسخ کهتے هیں - خاص خاص عملوں سے ان ارکان کا اپنے حقیقی عنصر میں مضمر هو جانا هی مهانروان هے -

بودهه دهرم کی سب سے بڑی خصوصیت « اهنسا پرم دهرم » کا اصول هے - کسی طرح کی هنسا کرنا گناه عظیم هے - لیکن کچهه زمانه کے بعد هندوستان کے باهر کے بودهوں نے اس خاص اصول کو نظرانداز کرنا شروع کر دیا - اخلاق ' ضبط اور سخاوت هی اولی قربانی هے - بودهه دهرم کی دوسری خصوصیت یهه هے که وه خدا سے منکر هے - عبادت الهی کے بغیر بهی اس کے مطابق مکتی یا نروان حاصل کیا جا سکتا هے - تیسری خصوصیت یهه هے که وه هندو دهرم کی سب سے ممتاز صفت برن آشرم دهرم کو نهیں تسلیم کرتا - اس کی نگاه میں سبهی انسان ' چاهے براهمن هوں یا شودر ' یکساں طور پر اونچے سے اونچا رتبه حاصل کر سکتے هیں - انسان

نبار جنم سے نہیں ، کرم سے کیا جانا چاہئے - بودھوں
ن رتن بدھہ ، سنگھہ اور دھرم مانے جاتے تھے -

بودھہ دھرم کا زوال

ئی راجاؤں کی حمایت پاکر یہہ مذہب خوب پھیلا
مختلف اوقات میں بودھہ بھکشوؤں میں اختلاف رائے
انے کے باعث بودھہ دھرم میں کئی فرقے پیدا ہو گئے -
ختلافات کو دور کرنے کے لئے بودھہ بھکشوؤں میں مشاورت
لسے بھی ہوتے رہے لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا
ات بھی بڑھتے گئے - چینی سیاح اِتسنگ کے زمانہ میں
دھرم میں اٹھارہ فرقے ہو چکے تھے ، بعد کو راجاؤں کی
ت و حفاظت سے محروم ہو جانے کے باعث بودھہ دھرم
بڑی تیزی سے انحطاط شروع ہوا اور ہندو دھرم بڑی
سے فروغ پانے لگا کیونکہ اُسے فرمانرواؤں کی حمایت
ہو گئی تھی -

بودھہ دھرم پر ہندو دھرم کا اثر اور مہایان فرقہ کی ابتدا

رقی پذیر ہندو دھرم کا اثر بودھہ دھرم پر بہت پڑا -
سے بودھہ بھکشوؤں نے ہندو دھرم کی کئی خصوصیتیں
کر لیں - اس کا نتیجہ ' مہایان مت ' کی صورت میں
خاندان کے راجہ کنشک کے زمانہ میں ظاہر ہوا - اصلی
تدائی بودھہ دھرم کا مشرب ترک اور ضبط نفس تھا -

اس کے مطابق گیان اور چار آریہ صداقتوں کے عمل سے نروان حاصل کیا جا سکتا ہے - بودھہ دھرم میں ایشور کی ھستی نہیں مانی گئی تھی اس لئے بدھہ کے دوران حیات میں بھکتی کے ذریعہ حصول نجات کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی - مہاتما بدھہ کے بعد بودھہ بھکشوؤں نے دیکھا کہ سبھی گرھست تو سنیاس نہیں لے سکتے اور نہ خشک اور خدا سے منکر سنیاس ان کی سمجھہ میں آسکتا ہے اس لئے انہوں نے بھکتی مارگ کا سہارا لیا - مہاتما بدھہ کو معبود مان کر ان کی عبادت کی تعلیم دی جانے لگی اور مورتیاں بننے لگیں پھر ۲۴ ماضی، ۲۴ حال، اور ۲۴ مستقبل کے بدھوں کی تخلیق کی گئی - انتاھی نہیں، بودھی ستوؤں اور بیشمار دیویوں کو بھی وجود میں لایا گیا اور سبھی کی مورتیں بننے لگیں - بودھہ بھکشوؤں نے متاھل زندگی بسر کرتے ھوے بھی بھکتی کے ذریعہ "نروان" کا حاصل کرنا ممکن قرار دے دیا - اس بھکتی مارگ — مہایان — پر ہندو دھرم اور بھگوت گیتا کا بہت اثر پڑا - اس کی کچھہ مثالیں نیچے دی جاتی ھیں :-

(۱) "ھین یان" کی کتابیں پالی میں اور مہایان کی سنسکرت میں ھیں -

(۲) مہایان فرقے میں بھکتی مارگ اولیٰ مانا گیا ہے -

(۳) ہین یان فرقے میں بدھ معبود کی طرح پوجے نہیں جاتے تھے لیکن "مہایان" فرقے والوں نے بدھ کو معبود بناکر ان کی پرستش شروع کر دی -

بھارت یا ہندوستان میں اس مہایان فرقے کی خوب اشاعت ہوئی - اتنا ہی نہیں، بودھ فلسفہ پر ہندو فلسفہ کا اثر بھی پڑا - زوال کی طرف جاتا ہوا بودھ دھرم ہندو دھرم پر گہرا اثر ڈالے بغیر نہ رہا - ہندؤوں نے بدھ کو وشنو کا نواں اوتار مان کر بودھ عوام کی نظروں میں مقبولیت حاصل کی - دونوں مذہبوں میں اس قدر یک رنگی پیدا ہو گئی کہ بودھ اور ہندو روایتوں میں تمیز کرنی مشکل ہوئی - اس کا لازمی نتیجہ یہہ ہوا کہ لوگ بودھ دھرم کو چھوڑ کر ہندو دھرم کا دامن پکڑنے لگے جس میں سبھی طرح کی آزادیاں تھیں - بودھ دھرم کا اهنسا کا اصول اگرچہ دلفریب تھا، پر قابل عمل نہ تھا - راجاؤں کو جنگ کرنا ہی پڑتی تھی - عوام بھی گوشت ترک کرنا پسند نہ کرتے تھے - ہندو دھرم میں یہہ قیدیں نہ تھیں اور پھر جب بدھ کو وشنو کا اوتار مان لیا گیا تو بہت سے بدھ کے معتقدوں کا رجحان بھی ہندو دھرم کی جانب ہو گیا - نہایت قدیم زمانہ سے جو قوم ایشور کو تسلیم کرتی آئی تھی اس کے لئے بہت عرصہ تک ذات باری کے وجود سے منکر رہنا مشکل تھا - اسی طرح بودھوں کا ویدوں پر اعتقاد نہ رکھنا ہندؤوں کو بہت کھٹکتا تھا - کمارل



(ا) هندؤوں کا بدهه اوتار

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمیر]

صفحه ۱

بہت اور کئی دیگر بودھ علما نے ان دونوں اصولوں کی زوروں سے مخالفت شروع کی - ان کی یہہ تحریک بہت طاقتور تھی اور اس کا اثر بھی جامع ہوا - کمارل کے بعد شنکراچارج کے ظہور نے اس تحریک میں اور بھی قوت پیدا کر دی - "شنکر دگ بجے" (۱) میں کمارل کی زبان سے شنکر کی شان میں ایک اشلوک کہلایا گیا ہے جس کا ترجمہ یہہ ہے : "ویدوں سے منحرف بودھوں کا خاتمہ کرنے کے لئے آپ نے اوتار لیا ہے، اسے میں مانتا ہوں" -

اسی طرح دیگر برہمن علما نے بھی ہندو دھرم کی تبلیغ میں بہت کوشش کی - ایک تو ہندو دھرم شاہی دھرم ہو گیا اس سے بودھ دھرم میں زوال آیا ہے - دوسرے خود بودھ دھرم میں نقائص پیدا ہو گئے اور روز بروز نئے نئے فرقے پیدا ہونے لگے - فروعات میں بھی اختلاف پیدا ہوے جاتے تھے، اس کے علاوہ بودھ بھکشوؤں کی نمود و نمائش کی کثرت ہو جانے کے باعث عوام کا اعتقاد ان پر سے اٹھہ گیا - اب بودھ بھکشو ویسے متقی اور اصول پسند نہ تھے - ان میں بھی حکومت اور ثروت کی ہوس پیدا ہو گئی تھی - وہ مٹھوں اور بہاروں میں شان وشوکت سے رہنے لگے تھے، عوام کے درد و غم میں شریک ہونا انہوں نے ترک کر دیا تھا - ان وجوہ نے بودھ دھرم پر مہلک اثر ڈالا، حکومت کی اعانت پاکر بودھ دھرم جس سرعت سے بڑھا تھا اتنی ہی تیزی سے اس کا زوال شروع ہوا -

---

(۱) سنسکرت کی تصنیف ہے جس میں شنکراچارج کے سوانح بیان لئے گئے ہیں -

بودهه دهرم کے انحطاط کے تاریخی واقعات

موریہ خاندان کے آخری راجه برهدرتهه کی وفات کے ساتهه هی بودهه دهرم کا انحطاط شروع هو چکا تها - برهدرتهه کو قتل کر کے اس کا سپہ‌سالار پشیه متر جو شنگ خاندان سے تعلق رکهتا تها موریہ سلطنت کا مالک بن بیٹها - اس نے پهر ویدک دهرم کی اعانت میں دو اشو میدهه یگیه کئے - غالباً اس نے بودهوں پر سختیاں بهی کیں - بودهه تصانیف میں اس کا ذکر موجود هے - فی الواقع یهیں سے بودهه دهرم کا زوال شروع هوتا هے - اسی زمانه میں راجپوتانے کے راجه پاراشری پتر نے اشومیدهه یگیه کیا - علی هذا دکهن میں آندهر خاندان کے وید شری شات کرنی کے زمانه میں اشومیدهه ، راجسویه وغیر یگیه کئے گئے - گپت خاندان کے راجه سمدر گپت اور واکاتک خاندان والوں کے زمانه میں بهی اشو میدهه وغیرہ کئی یگیه هوے - اس کا ذکر ان کے زمانه کے کتبوں اور لوحوں میں موجود هے - اس طرح موریہ سلطنت کے خاتمه سے ویدک دهرم کے عروج کے ساتهه ساتهه بودهه دهرم کا زوال هونے لگا پهر بتدریج اس کا زوال هوتا هی گیا - هیونسانگ کے سفرنامے سے معلوم هوتا هے که اس کے زمانه یعنی ساتویں صدی کے پہلے نصف میں ویدک دهرم کے پیروؤں کی تعداد بڑهنے اور بودهوں کی گهٹنے لگی تهی - بان‌بهٹ نے لکها هے که تهانیشور کے ویش خاندان کے راجه پربهاکروردهن کے بڑے بیٹے راج وردهن نے باپ کی وفات کے بعد شاهی تزک و احتشام

کو چھوڑ کر بودھه بھکشو ہو جانے کی خواهش کی تھی اور اس کے چھوٹے بھائی هرش وردھن کے دل میں بھی یہی خیال پیدا ہوا تھا ، مگر کئی وجوہ سے یہه ارادے عمل کی صورت میں نه آئے - هرش کو بودھه دھرم سے بہت عقیدت تھی - ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے که ساتویں صدی میں اگرچه شاهی خاندان کے لوگ هندو دھرم کے پیرو تھے پر بودھه دھرم کا احترام بھی ان کے دل میں کافی تھا - بکرمی سمبت ۷۴۷ (عیسوی سنه ۶۹۰) کے شہرگڈھه (ریاست کوٹه) کے ایک کتبے سے واضح ہوتا ہے که ناگ بنس کے راجه دیودت نے کوش وردھن پہاڑ کے پورب میں ایک بودھه مندر بنوایا تها ، جس سے قیاس کیا جاتا ہے که وہ بودھه دھرم کا پیرو تھا - عیسوی کی بارھویں صدی کے اواخر تک مگدھه اور بنگال کے سوا هندوستان کے تقریباً جمله صوبجات میں بودھه دھرم فنا ہو چکا تھا اور اس کی جگه ویدک دھرم نے لے لی تھی -

جین دھرم

جین دھرم کا آغاز اور اس زمانه کا هندو دھرم

جین دھرم بھی بودھه دھرم سے کچھه پہلے هندوستان میں نمودار ہوا - اس کے بانی مہابیر کا نروان گوتم بدھه کے قبل ھی ہو چکا تھا - اس زمانه کے ویدک دھرم کے خاص عقائد یہه تھے :-

(۱) ویدک علم الهي هے -

(۲) ویدک دیوتاؤں ' اندر ' برن وغیرہ کي کوشش -

(۳) یگیوں میں جانوروں کی قربانی -

(۴) چاروں برن یعنی برهمن ' کشتری ' ویش شودر کا نظام تمدن -

(۵) چاروں آشرم یعني برهمچریه ' گرهست ' بان پرست ' اور سنیاس کی تنظیم -

(۶) روح اور ذات مطلق کا اصول -

(۷) تناسخ اور فلسفه کرم -

مہابیر اور بدهه دونوں هی بزرگوں نے پہلے پانچ عقائد کو باطل قرار دیا - مہابیر نے صرف دو آشرم یعنی بان پرست اور سنیاس تسلیم کئے - مگر بدهه نے صرف سنیاس آشرم هي پر زور دیا - مہابیر خدا کے وجود سے منکر تھے ' اور بدهه نے بھی اس مسئله پر زیادہ توجه نه کی - بودهه دهرم کے عروج اور زوال کا اوپر ذکر کیا جا چکا هے ' اس لئے یہاں هم جین دهرم اور اس کی رفتار پر اجمالی نگاہ ڈالیں گے -

جینوں کے عقیدہ کے مطابق مہابیر چوبیسویں تیرتهنکر تھے - ان کے قبل ۲۳ تیرتهنکر پیدا هوچکے تھے - ممکن هے یهه روایت بودهوں کے ۲۴ بدهوں کی روایت پر مبني هو ' یا بودهوں نے جینیوں سے لیا هو - مہابیر راجه سدهارتهه کے بیٹے تھے اور مقام ویشالی میں پیدا هوئے - انهوں نے

تیس سال کی عمر میں دیکشا لی اور بارہ سال تک فقیرانہ لباس میں رہ کر سخت نفس کشی اور ریاضت کی - اس کے بعد انھوں نے اپنے مذہب کی اشاعت شروع کی اور ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی -

جین دھرم کے خاص عقائد

جین دھرم کے پیرو ذی روح ، غیر ذی روح ، نجات ، عذاب ، ثواب ترک ، تزکیہ وغیرہ کے قائل ہیں - روح غیرفانی اور قدیم ہے - آتما ہی کرم کرتی ہے اور اس کا پھل بھوگتی ہے - مٹی ، پانی ، آگ ، ہوا ، اور نباتات یہہ سب ذی روح ہیں - زمانہ ، عادت ، تعین ، فعل اور حرکت یہہ وجود کے اسباب ہیں - انھیں پانچ علتوں سے مادہ آپس میں ملتا ہے ، اسی سے دنیا کی تخلیق ہوتی ہے ، اور انھیں سے فعلوں کے نتیجے ملتے ہیں - روح کے ساتھہ فعل کا تعلق رہنے کے باعث اُسے بار بار عالم شہود میں آنا پڑتا ہے - روح کی نجات علم اطوار اور فلسفہ کے ذریعہ ہوتی ہے - یہہ تینوں اسباب جین دھرم کے رتن ہیں - نجات کا واحد ذریعہ علم ہے - جسم سے نکلنے کے بعد روح چوستھہ ہزار یوجن لمبی چٹان پرفضا میں مقیم ہوکر اپنے گیان میں ظاہر و باطن کو دیکھتی ہوئی غیر فانی مسرت کا لطف اُٹھاتی ہے - جین لوگ ایشور کو دنیا کا خالق نہیں مانتے ، ان کے عقائد میں یہہ عالم قدیم اور غیر محدود ہے ، ان کے یہاں بھی سیلاب عظیم آتا ہے اور دنیا کی تجدید ہوتی ہے - اس وقت

ایک پہاڑ پر هر ایک جنس کے ایک ایک جوڑی زندہ رہ جاتے هیں - انهیں سے پهر دنیا آباد هوتی هے - حواس خمسہ اور فعل کے حدود سے باهر ' ازلی ' آزاد مطلق ' غیرمتجسم ' پاک ' مبدءمسرت ' روح هی حقیقی مختار هے ' اس سے جدا کوئی ایشور نهیں - روح کی حقیقت سے باخبر شخص هی الوهیت کا درجہ پاتا هے - خیال ' قول اور فعل کی پاکیزگی کے ساتھہ پانچ مہابرت (اهنسا ' راستی ' برهمچریہ ' دیانت اور ضبط نفس) اور عفو ' انکسار ' قناعت ' ایثار ' ضبط ' طہارت ' حق اور توکل کو عمل میں لانےوالا انسان مرشد هوتا هے - رحم اور اهنسا جینیوں کے خاص دهرم هیں ' وہ ویدوں کو نهیں مانتے - روزہ ' برت ' اور تپسیا یہہ جینوں میں بہت اهم سمجھے جاتے هیں - کئی دیویوں اور دیوتاؤں کی بهی پرستش هوتی هے - کئی سادهوؤں کے فاقہ کشی سے مرجانے کی روایتیں بهی پائی جاتی هیں (۱) -

بودهہ اور جین دهرم کا فرق

بودهہ اور جین دهرم میں اتنی یکسانیت هے کہ اکثر مغربی علما کا خیال هے کہ ان دونوں کا مخرج ایک هی هے اور بدهہ مہابیر کے شاگرد تهے ' پیچهے سے دونوں دهرم جدا هو گئے - مگر واقعتاً یہہ خیال غلط هے - دونوں دهرم علحدہ هیں ' هاں یہہ ممکن هے کہ بدهہ نے جین دهرم کے کچهہ

---

(۱) ماخذ از آوٹ لائنس آف جینزم مصنفہ جگ مندرلال جینی ' ص ۷ - ۲۲ -

عقائد اپنے دھرم میں شامل کر لئے ہوں، کیونکہ گھر سے نکلنے کے بعد وہ عرصہ تک تپسیا کرنے والے سادھوؤں کے ساتھ تپسیا کر رہے تھے، ممکن ہے یہہ سادھو جین ہوں اور ان کی صحبت اور تعلیم کا اثر بدھہ پر پڑا ہو -

جین دھرم کے فرقے

بودھہ دھرم کی طرح جین دھرم کے دو خاص فرقے ہیں: (۱) دگمبر (۲) سویتامبر دگمبر سادھو برہنہ رہتے ہیں - سویتامبر - سفید یا زرد کپڑے پہنتے ہیں - ان دونوں فرقوں کے عقائد میں زیادہ اختلاف نہیں ہے - دگمبر لوگ عورتوں کی نجات کے قائل نہیں، سویتامبر قائل ہیں - دگمبر تیرتھنکروں کی پوجا تو کرتے ہیں پر سویتامبروں کی طرح پھول، دھوپ اور زیورات سے نہیں - ان کا قول ہے تیرتھنکر علائق سے آزاد تھے، اور اس طرح ان کی پرستش کرنا بمنزلہ گناہ ہے - یہہ تقسیم کب ہوئی اس کے متعلق تحقیق کچھہ نہیں کہا جاسکتا -

جین دھرم کیوں مقبول نہیں ہوا ؟

جین دھرم کی ابتدا بودھہ سے پہلے ہوئی پر اس کی اشاعت اتنی زیادہ نہ ہوئی - اس کے کئی وجوہ ہیں - بودھہ دھرم کے اصول آغاز میں ہی پراکرت زبان میں لکھے گئے پر جین دھرم کے اصول بہت عرصہ تک سینہ بہ سینہ محفوظ رہے - ایسا مانا جاتا ہے کہ پانچویں سنہ عیسوی میں دیوردھی گن چھماشرمن

نے ولبهی کے مذهبی جلسه میں انهیں قلمبند کرایا -
بودهه بهکشوؤں کی زندگی جین سادهوؤں کی زندگی سے
زیادہ سادہ سهل اور آزاد تهی ' اس سے بهی لوگوں کا میلان
بودهه دهرم کی طرف زیادہ هوتا تها - اس کے علاوہ جین دهرم
کو وہ شاهی حمایت نه ملی جو اشوک اور کنشک وغیرہ
راجاؤں نے بودهه دهرم کی کی ' صرف کلنگ کے راجه کهارویل
نے جو سنه عیسوی کی دوسری صدی کے قریب هوا تها
جین دهرم کو قبول کر کے اس کی کچهه اعانت کی تهی '
انهیں وجوہ سے جین دهرم کی ترقی نه هو سکی (۱) -

جین دهرم کا عروج اور زوال

جس زمانه کا هم ذکر کر رهے هیں اس وقت جین دهرم کا رواج آندهر ' تامل ' کرناتک ' راجپوتانه ' گجرات ' مالوہ اور بہار اور اڑیسه کے کچهه اضلاع میں تها - جین دهرم نے دکهن هی میں زیادہ فروغ پایا - وهاں جین لوگ سنسکرت زبان کے الفاظ بہت استعمال کرتے تهے ' جس کا نتیجه یهه هوا که دکهن کی تامل وغیرہ زبانوں میں سنسکرت کے کتنے هی لفظ شامل هو گئے - جینیوں نے وهاں مدرسے بهی کهولے ' آج بهی وهاں بچوں کو حروف تهجی سکهاتے وقت پهلا کلمه "اوم نمه سدهم" پڑهایا جاتا هے جو جینیوں کا طریقه سلام هے - دکهن میں کئی راجاؤں نے جین دهرم کے ساتهه رفاقت کی - تامل میں

پانڈیہ اور چول راجاؤں نے جین گروؤں کو دان دئے اور ان کے لئے مدورا کے پاس متھہ اور مندر بنوائے - رفتہ رفتہ جینیوں میں بھی مورتی پوجا کا زور بڑھا اور تیرتھنکروں کی مورتیں بننے لگیں - زمانہ زیر بحث میں اس دھرم کا انحطاط شروع ہوگیا تھا مگر شیومت کے مبلغوں نے دکھن میں بھی جین دھرم کو آرام نہ لینے دیا - چول راجاؤں نے جو بعد کو شیو کے پیرو ہوگئے تھے جین دھرم کو وہاں سے نکالنے کے لئے بہت زور مارا - مدورا کے جین مندر میں ایک راجہ نے بہت سے شیو سادھوؤں کی مورتیں رکھوا دیں - کرناٹک میں پہلے چالوکیوں نے جین دھرم کی دستگیری کی تھی مگر زمانہ ما بعد میں ان راجاؤں کے ورثاء نے شیو دھرم قبول کرکے جین دھرم کو زک پہنچانے کی پر زور کوشش کی (سنہ ۱۰۰۰ - ۱۲۰۰ع) - جین مورتیں اُٹھاکر پورانک دیوتاؤں کی مورتیں رکھوا دی گئیں - تنگ بھدرا سے پرے کے کرناٹک دیس میں گنگ خاندان کے راجہ جین تھے - گیارھویں صدی کے آغاز میں چول راجاؤں نے گنگ خاندان کے راجہ کو شکست دی - رفتہ رفتہ ہوئسل راجاؤں نے گنگ راج پر قبضہ کرلیا - ہوئسل کے راجے بھی پہلے جین تھے مگر رامانج نے ویشنومت کا پرچار کرکے انھیں ویشنو بنا لیا - اس طرح تمام دکھن میں جین دھرم کس مپرسی کی حالت میں آگیا - رہی سہی کسر اُڑیسہ میں پوری ہو گئی جہاں شیومت کا خوب زور ہو رہا تھا ، وہاں کے راجاؤں نے تو جینیوں پر مظالم بھی کئے جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں -

جس زمانہ میں دکھن میں جین دھرم کی ہوا بگڑی ہوئی تھی مغربی اضلاع میں وہ سرسبز ہو رہا تھا - راجپوتانہ مالوہ گجرات میں اس کی بہت ترقی ہوئی ' حالانکہ ان مملکتوں کے راجہ بھی شیو تھے - جین آچاریہ ہیمچندر ہی اس عروج کا باعث کہا جا سکتا ہے - ہیمچندر گجرات میں ایک سویتامبر ویش کے گھر سنہ ۱۰۸۴ ع میں پیدا ہوا تھا - فارغ‌التحصیل ہونے کے بعد وہ انل‌واڑے کے جین دارالعلوم کا آچاریہ ہوا - وہ سنسکرت اور پراکرت کا جید عالم تھا - سنسکرت اور پراکرت کی کتابیں اس کی یادگار ہیں - گجرات کے راجہ جے سنگھہ اور کمارپال پر اس کا بہت زیادہ اثر تھا - کمارپال نے جین دھرم قبول کیا اور گجرات کاتھیاوار کچھہ راجپوتانہ وغیرہ اضلاع میں اس کی خوب اشاعت کی - (۱)

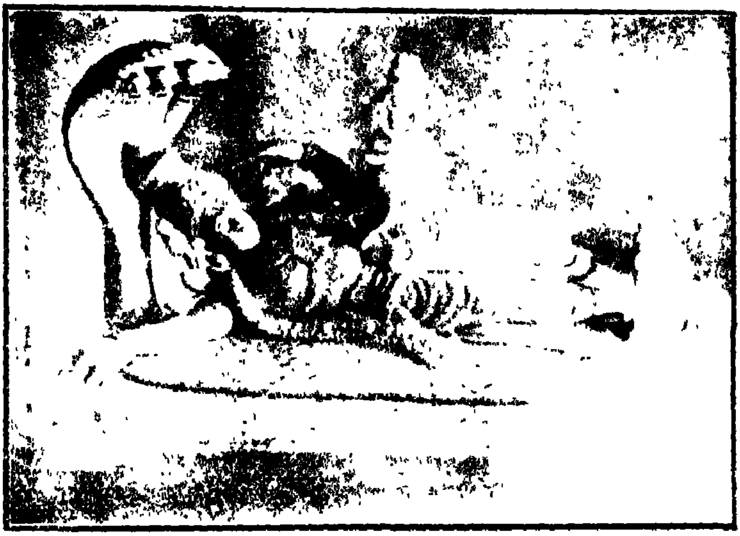
ان صوبوں کو چھوڑ کر ہندوستان میں اور کہیں جین دھرم نے قدم نہیں جمائے ' پیچھے سے کہیں کہیں مارواڑی تاجروں نے جین دھرم قبول کر لیا ہے اور جین مندر بنوائیں ہیں مگر جینیوں کی تعداد اب بہت کم رہ گئی ہے -

برہمن دھرم

ہندوستان میں زمانہ قدیم سے ویدک دھرم رائج تھا - ایشور کی پرستش یگیہ کرنا اور چار برنوں کی تقسیم وغیرہ اس کے خاص رکن تھے - یگیہ میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی

---

(۱) ماخوذ از ہسٹری آف میڈیول انڈیا مصنفہ سی وی وید ج ۳ ' ص ۴۱۱ -



(۲) شیش ناگ پر سوئے ہوئے وشنو (نارائن)

[تریویندرم]

صفحہ ۱۷

تھیں - ایشور کی پرستش اس کے مختلف ناموں کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں ھوتی تھی - تقریباً ھندوستان بھر میں یہی مذھب پھیلا ھوا تھا - بودھہ دھرم کے عروج کے زمانہ میں اس کا زور کچھہ کم ھو گیا تھا - جین دھرم نے بھی اسے زک پھونچائی مگر ان دونوں دھرموں کے زمانہ عروج میں بھی ھندو دھرم معدوم نہ ھوا تھا چاھے کمزور ھو گیا ھو - جوں ھی بودھہ دھرم کا اقتدار کچھہ کم ھوا ' ھندو دھرم نے بڑی سریع رفتار سے ترقی کرنی شروع کی اور تھوڑے ھی دنوں میں ان دونوں دھرموں پر غالب آ گیا - پرانے پودھے میں کونپلیں نکلنے لگیں -

براھمن دھرم میں مورتی پوجا کا رواج

بودھہ دھرم سے ھندو دھرم کے معتقدوں نے بہت سی باتیں سیکھیں - مورتی پوجا کب سے شروع ھوئی یہہ نہیں کہا جا سکتا ' مگر سب سے پرانی شہادت جو اس مسئلہ کے متعلق دستیاب ھوئی ھے وہ یہہ ھے کہ سنہ ۲۰۰ قبل مسیح میں نگری کے کتبہ میں سن کرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر کیا گیا ھے - یہہ مورتی پوجا کی سب سے پرانی اور مستند شہادت ھے - اس سے ثابت ھے کہ یہہ رواج اس سے بہت قبل پڑ چکا تھا - ھندو دھرم کی جوں جوں ترقی ھونے لگی اس میں جدا جدا آچاریوں نے مذھبی فرقے بھی بنانے شروع کئے - سب سے پہلے ھم ویشنو فرقے کا کچھہ ذکر کرتے ھیں -

ویشنو فرقے کا آغاز

بھگود گیتا کے وراث روپ کے تذکرہ کو پیش نظر رکھہ کر جادووں نے باسو دیو کی بھکتی کی اشاعت کے لئے ان کی پرستش جاری کی - جو بھاگوت یا ساتیہوت فرقے کے نام سے مشہور ہوئی - اس وقت لوگوں میں بڑے یگیوں اور مذهبی مراسم کی کثرت سے نفرت پیدا هو گئی تھی - اس لئے انہوں نے اس بھکتی کے سلسلہ کو بہت پسند کیا - بھکتی مارگ کے جاری هو جانے کے بعد کچھہ زمانہ کے بعد وشنو کی مورتیں بھی بننے لگیں - اس کی تحقیق اب تک نہیں هو سکی لیکن نگری کے اس کتبہ میں جس کا اوپر ذکر کیا گیا ھے شنکرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر ھے - اس سے پہلے کسی مورتی کا تذکرہ کتبوں میں نہیں ملتا - تاهم عیسوی سنہ کے قبل چوتھی صدی میں میگستھنیز نے متھرا کے شورسینی جادووں کے متعلق لکھا ھے کہ وہ هیرکلیس (هری کرشن یا باسو دیو) کی پوجا کرتے تھے - پانینی نے بھی اپنے سوتروں میں باسو دیو کے نام کا تذکرہ کیا ھے اور اس پر شرح لکھتے ہوے پتنجلی نے باسو دیو کو معبود کہا ھے - قیاس هوتا ھے کہ پانینی کے زمانہ میں (سنہ ۵۰۰ ق - م) بھی باسودیو کی پوجا جاری هو چکی تھی - اس لئے بھاگوت فرقہ یا مورتی پوجا اس سے بھی قدیم هوگی - (۱)

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۸ - ۱۰ -

ویشنو دهرم کے اصول اور اس کی اشاعت

پہلے تو اس فرقے نے ویدک دهرم کی قربانیوں کو قائم رکھا لیکن ما بعد بودهه دهرم کے زیر اثر اس نے بھی اهنسا دهرم کو فائق مانا - اس فرقے کی خاص مذهبی کتاب "پنچ رانر سنهتا" ہے - یہه لوگ پنچ گانه مراسم پرستش کے پیرو تھے - مندروں میں جانا ، پوجا کے لوازم جمع کرنا - پوجا ، منتروں کا پڑھنا ، اور یوگ سے ایشور کا درشن هونا مانتے تھے - پھر ویشنوں نے وشنو کے چوبیس اوتاروں کی صورت قائم کی یعنی برهما ، نارد ، نر نارائن ، کپل ، دتاتریه ، یگیه ، ریشبهه دیو ، پرتھو ، متسیه ، کورم ، دهنونتری موهنی ، نرسنگهه ، وامن ، پرشورام ، وید ویاس ، رام ، بلرام ، کرشن ، بدهه ، کلکی ، هنس اور هے گریو - ان میں سے دس اوتار متسیه ، کورم ، براه ، نرسنگهه ، وامن ، پرشورام ، رام ، کرشن ، بدهه اور کلکی ، فائق تسلیم کئے گئے - بدهه اور ریشبهه کو هندو اوتاروں میں شامل کرنے سے ظاهر هے که بودهه اور جین دهرم کا اثر هندو دهرم پر پڑ گیا تھا - اور اس لئے ان کے بانیوں کو وشنو کے اوتاروں کے پہلو به پہلو جگه دی گئی - ممکن هے که چوبیس اوتاروں کی یہه تخلیق بھی بودهوں کے چوبیس بدهه اور جینیوں کے چوبیس تیرتھنکروں کی تقلید میں کی گئی هو - وشنو کے مندر سنه ۲۰۰ ق - م سے لیکر زمانه زیر تنقید تک هی نہیں ، اب تک برابر بن رهے هیں - کتبوں ، تانبے کی منقوش تختیوں اور قدیم کتب میں وشنو پوجا کا ذکر ملتا هے - دکھن میں بھاگوت فرقے کا آغاز نویں صدی کے قریب هوا

اور دھر کے آل‌وار راجے کرشن کے بھگت تھے - یہہ امر باعث حیرت ہے کہ بارجودیکہ رام وشنو کے اوتار تھے، پھر بھی دسویں صدی تک ان کے مندروں یا مورتوں کا کہیں پتہ نہیں چلتا اور کرشن کی طرح رام کی بھکتی قدیم زمانہ میں رہی ہو، یہہ امر حقیقت سے بعید ہے - زمانہ ما بعد میں رام کی پوجا ہونے لگی اور رام نومی وغیرہ تہوار منائے جانے لگے - (۱)

رامانج آچاریہ کا فرقہ وششادویت

شنکراچارج کے ادویت‌واد کی تعلیم سے بھکتی مارگ کو گہرا صدمہ پہونچا - جب آتما اور برہم ایک ہی ہوں تو بھکتی کی ضرورت ہی کہاں باقی رہی؟ اس لئے رامانج نے بھکتی مارگ کی تقویت کے لئے ادویت واد پر اعتراضات کرنا شروع کئے - رامانج سنہ ۱۰۱۶ع میں پیدا ہوئے تھے - اس زمانہ کے چول راجہ نے جو شیو تھا رامانج کو ویشنو دھرم کا ایسا پرجوش حامی دیکھہ کر درپئے آزار ہوا، اس لئے رامانج وہاں سے بھاگ کر دوار سمدر کے جادووں کے پاس پہونچا اور وہاں اپنا کام شروع کیا، پھر میسور کے راجہ وشنو وردھن کو ویشنو بناکر وہ دکھن میں اپنے دھرم کی تعلیم دینے لگا - اس نے لوگوں کو سمجھایا کہ بھکتی مارگ کے لئے

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ اَدر مائنر ریلیجس سسٹمس - ص ۳۹ - ۴۷ -

گیان یوگ اور کرم یوگ دونوں کی ضرورت ھے - یگیہ ' برت ' تیرتھہ جاترا ' دان وغیرہ سے نفس کی تہذیب ھوتی ھے - گیان یوگ بھکتی کی طرف لے جاتا ھے اور بھکتی سے ایشور کے درشن ھوتے ھیں - جیواتما اور جگت دونوں برھم سے جدا ھونے پر بھی فی‌الواقع جدا نہیں ھیں - اصولاً دونوں ایک ھی ھیں ' ھاں عملاً ایک دوسرے سے جدا اور خاص اوصاف سے متصف ھیں - اس دھرم کے فلسفیانہ اصولوں کی تنقید فلسفہ کے ضمن میں کیا جائے گا - رامانج کے اس دھرم کا پرچار دکھن میں زیادہ اور شمال میں کم ھوا (۱) -

مدھواچاریہ اور ان کا فرقہ

گیارھویں صدی اور اس کے بعد کے ویشنو آچاریوں کا خاص مقصد ادویت‌واد کو دور کرکے بھکتی مارگ کو تقویت دینا تھا - اگرچہ رامانج نے وششتادویت واد چلاکر شنکر کے ادویت کو مٹا دینے کی کوشش کی پر کامیاب نہ ھوئے - وششتادویت واد کی دلیلوں سے یہہ حقیقت واضح نہ ھو سکی کہ عابد و معبود ایک دوسرے سے جدا ھیں - اس لئے مدھواچاریہ کو اس سے تشفی نہ ھوئی - اس نے پرم آتما ' آتما ' اور پرکرتی ' تینوں کو جدا مان کر اپنے نام سے مدھو فرقہ چلایا - اس کے فلسفیانہ اصولوں کا تذکرہ آگے چل کر فلسفہ کے ذیل میں آئے گا - مدھواچاریہ کی پیدائش

---

(۱) سر رام‌کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۵۱ - ۵۷ -

سنہ ۱۱۹۷ع میں هوئی - اس نے بھی ویدانت درشن اور اُپنشدوں کی تفسیر اپنے مقصد کے اعتبار سے کی - کسی مستند کتاب کا سہارا لئے بغیر کامیابی مشکل تھی ' اس لئے اس نے راماین کے هیرو رام اور سیتا کی پرستش پر زور دیا اور اپنے شاگرد نرهری تیرتھہ کو جگن ناتھہ پری میں رام اور سیتا کی مورتیں لانے کو بھیجا - نرهر تیرتھہ کے علاوہ اس کے تین خاص شاگرد اور تھے : پدم نابھہ تیرتھہ ' مادھوتیرتھہ ' اور اکشوبھیہ تیرتھہ - مدھو فرقے کے پیرو ویراگ ' ضبط ' توکل (اپنے کو ایشور کے قدموں پر نثار کردینا) ' خدمت مرشد ' مرشد سے تلقین ' پرماتما سے بھکتی ' بزرگوں سے عقیدت ' کمزوروں پر رحم ' یگیہ ' سنسکار ' هر ایک کام کو ایشور سے منسوب کرنے اور پوجا وغیرہ کے ذریعہ نجات کے قائل هیں - یہہ لوگ پیشانی پر دو سفید لکیریں ڈال کر بیچ میں ایک سیاہ خط کھینچتے هیں اور وسط میں سرخ نقطہ لگاتے هیں - ان کے کپڑوں پر اکثر شنکھہ ' چکر ' گدا ' وغیرہ کے نشانات بنے هوتے هیں - اس فرقے کی تعداد دکھنی کرناٹک میں زیادہ ھے - مدھواچاریہ کے بعد بھی ویشنووں میں بلبھہ وغیرہ فرقے قائم هوئے ' پر وہ زمانہ زیر بحث سے بعد کے هیں -

وشنو کی مورتیں

وشنو کی مورتی پہلے چار هاتھوں والی هوتی تھی یا دو هاتھوں والی یہہ تحقیق نہیں کہا جا سکتا کیونکہ پانچویں



(۳) وشنو کی چودہ ہاتھ والی مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۲۲



(۴) وشنو جي ڪي ٽري مورتي

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمير] صفحه ۲۲



(ڏ) شيو جي کي تدي مورتي

[گهارا پوري]

صفحه ۲۳

صدی سے قبل کی کوئی وشنو کی مورتی موجود نہیں ہے۔ بدھ اور سورج کی سب مورتیں دو ہاتھوں والی ہیں۔ اور کڈفسس کے ان سکوں پر جو پہلی صدی عیسوی کے ہیں ترسول‌دھاری شیو کی مورتی بنی ہوئی ہے۔ وہ بھی دو ہاتھوں والی ہی ہے۔ جیسے ہندوؤں نے بدھ کی مورتی کو چتربھج (چار ہاتھوں والی) بنا دیا۔ اسی طرح ممکن ہے وشنو اور شیو کی مورتوں کو بھی پیچھے سے چتربھج بنا دیا ہو۔ وشنو کی مورتوں میں نوعیت اور جدت پیدا کرنے کے لئے ۱۴ اور ۲۴ ہاتھوں والی مورتیں بھی بنائی گئیں اور ان ہاتھوں میں مختلف اسلحے بھی دے دئے گئے ایسی کچھ مورتیں دستیاب ہوئی ہیں۔ وشنو کی تین منھ والی مورتیں بھی ملی ہیں جن میں یا تو مکٹ کے ساتھ وشنو کے تین منھ بنائے گئے ہیں یا بیچ میں وشنو کا تاجدار سر ہے اور دونوں طرف براہ اور نرسنگھ کی مورتیں بنی ہوئی ہیں۔ شاید یہ مورتیں شیو کے تثلیث کی نقل ہوں۔

شیو فرقہ

وشنو کی طرح شیو کی پوجا بھی شروع ہوئی اور ان کے معتقد شیو ہی کو خالق و رازق و مالک ماننے لگے۔ اس فرقہ کی کتابیں ''آگم'' کے نام سے مشہور ہوئیں۔ اس فرقہ کے لوگ شیو کی مختلف‌الشکل مورتیں بنانے اور پوجنے لگے۔ عموماً تو یہ ایک چھوٹے سے گول ستون کی صورت

کی ہوتی تھی ' یا اوپر کا حصہ گول بناکر چاروں طرف چار منھہ بنا دئے جاتے تھے - اوپر کے گول حصے سے برھمانڈ (کائنات) اور چاروں مونھوں میں سے پورب والے سے سورج ' پچھم والے سے وشنو ' اُتر والے سے برھما اور دکھن والے سے رودر مراد ہوتے تھے - کچھہ مورتیں ایسی بھی ملی ھیں جن کے چاروں طرف منھہ نہیں ' اِن چاروں دیوتاؤں کی مورتیں ھی بنی ہوئی ھیں - ان مورتوں کو دیکھنے سے یہہ قیاس ہوتا ھے کہ ان کے بنانےوالوں کا منشا یہہ تھا کہ کونین کا خالق شیو ھے اور چاروں طرف کے دیوتا اسی کے صفات کی مختلف صورتیں ھیں - شیو کی عظیم‌الجثہ تری مورتي (تثلیث) بھی کہیں کہیں پائی گئی ھے - اس کے چھہ ھاتھہ ' تین منھہ اور بڑی بڑی جٹاؤں سے مزین تین سر ہوتے ھیں - ایک منھہ روتا ہوا ہوتا ھے جو شیو کے رودر کہلانے کی دلیل ھے - اس کے وسط کے دو ھاتھوں میں ایک میں بجورا ' اور دوسرے میں مالا ' داھنی طرف کے دو ھاتھوں میں سے ایک میں سانپ اور دوسرے میں پیالہ ' بائیں طرف کے دو ھاتھوں میں سے ایک میں پتلی سی چھڑی اور دوسرے میں ڈھال یا آئینہ کی شکل کی کوئی گول چیز ہوتی ھے - تثلیث چبوترے کے اوپر دیوار سے ملی ہوتي ھے اور اس میں صرف جسم کا بالائی حصہ ہوتا ھے - اس کے مقابل زمین پر اکثر شیو لنگ ہوتا ھے - ایسی تری مورتیاں بمبئی سے چھہ میل دور ایلیفنٹا ' چتوڑ کے قلعے ' سروھی راج وغیرہ کئی مقامات میں دیکھنے میں آئی ھیں جن میں سب سے پرانی ایلیفنٹا



(٦) لکولیش (لکوتیش) کي مورت
[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ٢٥

والی ہے - شیو کے رقص کرنے کی مورتیں بھی دھات یا پتھر کی کئی جگہ ملی ہیں -

شیو فرقہ کی مختلف شاخیں اور ان کے اصول

شیو فرقہ عام طور سے پاشوپت فرقہ کہلاتا تھا بعد ازاں اس میں لکولیش فرقہ کا اضافہ ہوا ' جس کے آغاز کے متعلق سنہ ۹۷۱ ع کے ایک کتبے میں یہہ روایت لکھی ہے کہ پہلے بھڑوچ میں وشنو نے بھریگو منی کو شاپ دیا ' بھریگو منی نے شیو کی پرستش کرکے انہیں خوش کیا - شیو ہاتھہ میں ایک ڈنڈا لئے ہوئے نمودار ہوئے - لکٹ ڈنڈے کو کہتے ہیں ' اسی لئے وہ لکوٹیش (لکولیش یا نکولیش) کہلایا اور جس جگہ وہ اوتار ہوا وہ کایا وتار (ریاست برودا میں کاروان) کہلایا اور وہ مقام لکوٹیش فرقہ کا متبرک مقام سمجھا گیا - لکولیش کی کئی مورتیں راجپوتانہ ' گجرات ' کاتھیاواڑ ' دکھن (میسور تک) بنگال اور اڑیسہ میں پائی جاتی ہیں ' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ فرقہ سارے بھارت میں پھیل چکا تھا - اس مورتی کے سر پر اکثر جین مورتیوں کی طرح لمبے بال ہوتے ہیں ' ہاتھہ دو ہوتے ہیں ' دائیں ہاتھہ میں بیجورا اور بائیں ہاتھہ میں ڈنڈا ہوتا ہے - اس کی نشست پدماسن ہوتی ہے -

لکولیش کے چاروں شاگردوں کوشک ' گرگ ' متر اور کورش کے نام لنگ‌پران میں ملتے ہیں (۲۴ - ۱۳۱) جن کے نام سے شیووں کے چار ضمنی فرقے نکلے - آج لکولیش فرقہ کے پیرووں کا کہیں نشان بھی نہیں ' یہاں‌تک کہ لوگ

لکولیش کے نام سے بھی مانوس نہیں - شیو فرقہ کے لوگ مہادیو کو عالم کا خالق ، رزاق اور ہلاک کرنے والا سمجھتے ہیں - یوگ ابھیاس اور راکھہ ملنے کو وہ لوگ ضروری سمجھتے ہیں اور موکش (نجات) کے قائل ہیں - اس فرقہ کی پرستش کے چھہ ارکان ہیں: ہنسنا ، گانا ، ناچنا ، بیل کی طرح باں باں کرنا ، زمین‌دوز ہوکر نمسکار کرنا اور جپ کرنا - اسی طرح کی اور بھی گندی ہی رسمیں یہہ لوگ ادا کرتے ہیں - شیو فرقہ‌والوں کا عقیدہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنے کرموں کے مطابق پھل بھوگتا ہے - جیو قدیم ہے ، جب وہ مایا کے پھندے سے چھوٹ جاتا ہے تو وہ بھی شیو ہو جاتا ہے پر مہاشیو کی طرح مختار کل نہیں ہوتا - یہہ لوگ جپ اور یوگ سادھن وغیرہ کو بہت اہم سمجھتے ہیں - شیوں کے دو دیگر فرقوں کے نام کاپالک اور کالامکھہ ہیں - یہہ لوگ شیو کے بھیرو اور ردر روپ کی پوجا کرتے ہیں - ان میں کوئی خاص فرق نہیں ہے - ان کے چھہ نشانات ہیں - مالا ، زیور ، کنڈل ، رتن ، راکھہ اور جنیو - ان کا عقیدہ ہے کہ ان سادھنوں کے ذریعہ انسان موکش حاصل کرتا ہے - اس فرقے کے لوگ آدمی کی کھوپڑی میں کھاتے ہیں - شمشان کی راکھہ جسم پر ملتے اور اُسے کھاتے بھی ہیں ، ایک ڈنڈا اور شراب کا پیالہ اپنے پاس رکھتے ہیں - ان باتوں کو وہ لوگ دنیا اور عقبیٰ ، دونوں ہی مقاصد پورے کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں - شنکر دگ‌بجے میں مادھو نے ایک کاپالک سے ملنے کا ذکر کیا ہے - بان نے ہرش‌چرت میں

بھی ایک خوفناک کاپالک سادھو کا حال لکھا ہے - بھوبھوتی نے اپنے ناٹک مالتی مادھو میں ایک کپال کنڈلا نامی عورت کا ذکر کیا ہے جو کھوپڑیوں کی مالا پہنے ہوئے تھی - ان دونوں فرقوں کے سادھوؤں کی زندگی نہایت خوفناک اور قابل نفرت ہوتی تھی - اس فرقہ میں صرف سادھو ہی ہوتے تھے عوام نہیں - اب تو ایسے سادھو بھی شاذ ہی پائے جاتے ہیں -

کشمیر میں بھی شیو دھرم کا پرچار تھا، مگر اپنے خالص صورت میں وسو گپت نے اس فرقہ کی خاص کتاب اسپند شاستر لکھا جس کی تفسیر اس کے تلمیذ کلت نے کی - کلت اونتی ورما (سنہ ۸۵۴ ع) کا معاصر تھا - اس تفسیر کا نام "اسپندر کارکا" ہے - ان کا خاص عقیدہ یہہ تھا کہ پرماتما انسانوں کے کرم پھل کا محتاج نہیں، بلکہ اپنی مرضی سے بغیر مادے کی مدد کے دنیا کو پیدا کرتا ہے -

کشمیر میں سومانند نے دسویں صدی میں شیو فرقے کی ایک جدید شاخ قائم کی - اس نے "شیو درشتی" نام کی ایک کتاب بھی لکھی - مگر اس میں اور اصل شیو دھرم میں زیادہ فرق نہیں ہے -

جس زمانہ میں ویشنو دھرم اهنسا کی تلقین کرتا ہوا اپنی نئی صورت میں آندھر اور تامل میں اور شیو فرقے کی مخالفت میں مشرقی اضلاع میں پھیل رہا تھا، اُسی زمانہ میں کرناٹک میں ایک نئے شیو فرقے کا ظہور ہوا - کناری بھاشا کے "بسو پران" سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلچوری راجہ

بجل کے زمانہ میں (عیسوی بارھویں صدی) بسو نام کے برھمن نے جین دھرم کو مٹانے کے ارادہ سے "لنگایت" مت چلایا - اس کے اوصاف دیکھہ کر بجل نے اُسے اپنا مشیر بنا لیا - اور جنگموں (لنگایت فرقے کے دھرم اُپدیشکوں) پر زر کثیر خرچ کرنے لگا - ڈاکٹر فلیٹ کی راے ھے کہ اس فرقہ کا بانی ایکانت نام کا کوئی شخص تھا - بسو تو صرف اس کا اُپدیشک تھا - یہہ لوگ جینیوں کے دشمن تھے اور ان کی مورتیں پھکوا دیتے تھے - اس فرقہ میں بھی اھنسا کو فوقیت کا درجہ دیا گیا تھا - اس میں هندو معاشرت کے خاص رکن تفریق برن کو شامل نہیں کیا گیا تھا اور نہ سنیاس یا تپ کو هی فضیلت دی گئی تھی - بسو کا قول تھا کہ هر فرد کو چاهے وہ سادهو هی کیوں نہو' اپنی محنت سے کسب معاش کرنا چاھئے - بھیک مانگنا اس نے معیوب قرار دیا - اخلاق و اطوار پر بھی اس نے بودھوں یا جینیوں سے کم توجہ نہیں کی - بھکتی اس فرقہ کی نمایاں بات تھی - لنگ کی علامت اس فرقہ کا خاص نشان ھے - اس فرقہ کے لوگ اپنے گلے میں شیو لنگ لٹکائے رھتے ھیں' جو چاندی کی ڈبیا میں رھتا ھے کیونکہ ان کا عقیدہ ھے کہ شیو نے اپنی روح کو لنگ اور جسم دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا - وششٹادویت سے یہہ فرقہ کچھہ کچھہ ملتا ھے - مگر ویدک مت سے اکثر امور میں مختلف ھے - جنیو سنسکار کی جگہ وهاں دیکشاسنسکار هوتا ھے - گایتری منتر کی جگہ وہ

لوگ "اوم نمہ شیوایہ" کہتے اور جنہو کی جگہ گلے میں شیو لنگ لٹکاتے ہیں - (۱)

دکھن میں شیو فرقہ کی پرچار

تامل صوبہ میں سیو فرقہ نے بہت زور پکڑا - یہہ لوگ جینیوں اور بودھوں کے دشمن تھے - ان کی مذھبی تصانیف کے گیارہ مجموعے ھیں جو مختلف اوقات پر لکھی گئیں - سب سے معزز مصنف "تیرونان سمبندھہ" تھا جس کی مورتی تامل دیس میں شیو کے مندروں میں پوجا کے لئے رکھی جاتی ھے - تامل شعرا اور فلسفی اسی کے نام سے اپنی تصانیف کا آغاز کرتے ھیں - کانجی‌پور کے شیو مندر کے کتبہ سے چھتی صدی میں شیو دھرم کے دکھن میں رائج ہونے کا پتہ چلتا ھے - پلو خاندان کے راجہ راج سنگھہ نے جو غالباً سنہ ۵۵۰ ع میں ہوا راج سنگھیشور کا مندر بنوایا - یہہ مسلم ھے کہ ان کے فلسفیانہ اصول اونچے درجہ کے تھے کیونکہ اس کتبہ میں راج‌سنگھہ کے شیو دھرم کے اصولوں میں ماہر ہونے کا ذکر کیا گیا ھے ' لیکن وہ اصول کیا تھے یہہ اب تک معلوم نہیں ہو سکا -

برھما کی مورتی

برھما دنیا کا خالق ' یگیوں کا بانی اور وشنو کا اوتار مانا جاتا ھے - برھما کی مورتی چار مونہوں والی ہوتی ھے - مگر

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف "ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر ریلیجس سسٹمس" - ص ۱۱۵ - ۱۳۲ -

جو مورتی دیوار سے ملی ہوتی ہے اس کے تھن ہی ملبہ رهتے هیں اور جس مورتی کے چاروں طرف طواف کیا جاتا ہے اس کے چاروں مونہہ دکھائے جاتے هیں - ایسی چومکھی مورتیں بہت کم هیں - برهما کے کئی مندر اب تک قائم هیں جن میں پوجا بھی هوتی ہے - برهما کے ایک هاتھہ میں "سروو" هوتا ہے جو یگیہ کرانے کی علامت ہے - شیو اور پاربتی کے مشترک مورتیوں میں جو کئی جگہ ملی هیں برهما پروهت بتایا گیا ہے - تعجب کی بات یہہ ہے کہ جیسے شیو اور وشنو کے فرقے ملتے هیں ' ویسے برهما کے پیرووں کے فرقے نہیں ملتے - مورتی کے تخیل میں برهما ' وشنو اور شیو تینوں ایک هی پرماتما کی مختلف صورتیں مانی گئی هیں - برهما کی کئی مورتیں ایسی ملی هیں جن کے ایک کنارے وشنو اور دوسرے پر شیو کی چھوٹی چھوٹی مورتیں هیں - اسی طرح وشنو کی مورتیوں پر شیو اور برهما کی مورتیں اور شیو کی مورتیوں پر وشنو اور برهما کی مورتیں هوتی هیں - اس سے یہہ معلوم هوتا ہے کہ یہہ تینوں دیوتا ایک هی پرماتما کی مختلف صورتیں هیں - بھکتوں نے اپنی عقیدت کے اعتبار سے الگ الگ فرقے قائم کر دئے - بعد کو ان تینوں دیوتاؤں کی متماثل مورتیں بھی بننے لگیں - شیو اور پاربتی کی مختص مورتوں میں تو آدھا جسم شیو کا ہے اور آدھا پاربتی کا - ایسی هی تینوں کی مجموعی مورتیں بھی ملتی هیں - شیو اور وشنو کی مشترک مورتی کو هر هر اور



(۷) برھما وشنو اور شیو کی مورتی

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]　　　　صفحہ ۳۱



(۸) لکشمی نارائن کی مورت (گروڑ پر سوار)

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳۱



(۹) اردھ ھہ ناریسور کي موت

[مدورا]

صفحه ۳۱

تینوں کی مشترک مورتی کو 'ہری‌ہر پتامہ' کہتے ہیں -

تینوں دیوتاؤں کی پوجا

برهما ، وشنو اور مہیش ہی تین خاص دیوتا مانے جاتے تھے - اتھارھوں پران انہیں تینوں دیوتاؤں سے متعلق ہیں - وشنو ، نارد ، بھاگوت ، گرڑ ، پدم اور براہ پران وشنو سے - متسیہ ، کورم ، لنگ ، بایو ، اسکند اور اگنی پران شیو سے - اور برہمانڈ ، برہم ویورت ، مارکنڈیہ ، بھوشیہ ، وامن اور برہم پران برہم سے تعلق رکھتے ہیں -

شکتی پوجا

پرماتما کے صرف مختلف ناموں ہی کو دیوتا مان کر ان کی علحدہ علحدہ پرستش نہیں شروع ہوئی - بلکہ ایشور کی مختلف شکتیوں اور دیوتاؤں کی بیویوں کی ایجاد کی گئی اور ان کی بھی پوجا ہونے لگی - قدیم ادبیات کے مطالعہ سے ایسی کتنی ہی دیویوں کے نام ملتے ہیں - براہمی ، ماھیشوری ، کوماری ، ویشنوی ، باراھی ، نار سنگھی ، اور ایندری ، ان سات شکتیوں کو ماترکا کہتے ہیں - کچھہ خوفناک اور غضبناک شکتیوں کی بھی ایجاد کی گئی - ان میں سے کچھہ کے نام یتھہ ہیں : کالی ، کرالی ، کاپالی ، چامنڈا اور چنڈی - ان کا تعلق کاپالکوں اور کالامکھوں سے ہے - کچھہ ایسی شکتیوں کی بھی ایجاد ہوئی جو نفس پروری کی طرف لے جانےوالی ہیں - اس قسم کی دیویوں کے نام یہہ ہیں :

آنند بھیروی ؛ تری پور سندري ' اور للتا وغیرہ - ان کے معتقدوں کے خیال کے مطابق شیو اور تری‌پورسندري کی مقاربت سے دنیا کا وجود هوا - ناگری رسم‌الخط کے پہلے حرف अ سے شیو اور آخری حرف ह سے تری‌پورسندری مراد هیں - اس طرح دونوں حرفوں کی ترکیب अहं خط نفس کا اشارہ کرتی هے - (۱)

کول مت

بھیروی چکر کے پیرووں کو شاکت کہتے هیں - شاکتوں کي پرستش کا طریقہ نرالا هے - اس میں عورت کے پوشیدہ عضو کي تصویر کی پوجا هوتی هے - شاکتوں کے دو فرقے هیں ' کولک اور سمئن - کولکوں کی بھی دو قسمیں هیں - پرانے کولک تو عورت کے عضو باطن کی تصویر کی اور نئے کولک اصلی عضو باطن کی پرستش کرتے هیں - پوجا کے وقت یہہ لوگ گوشت ' مچھلی ' شراب ' وغیرہ بھی کھاتے پیتے هیں - سمئن فرقہ والے ان مکروهات سے اجتناب کرتے هیں - کچھہ برهمن بھی کولکوں کے اصول کو تسلیم کرتے تھے - اس بھیروی چکر کے موقع پر ذات پات کی تفریق نہیں مانی جاتي - نویں صدی کے اواخر میں راج‌شیکھر نام کے شاعر نے اپنی کرپور ملجری نام کی تصنیف میں بھیروانند کے منهہ سے کول مت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرایا هے :-

---

(۱) سر آر. جی. بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۱۴۲ - ۱۴۶ -



(۱۰) برهماني (ماتريکا) کی مورت

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمیر]

صفحه ۳۲

(ترجمہ) - هم منتر تنتر وغیرہ کچھہ بھی نہیں جانتے -
نہ گرو کرپا سے همیں کوئی گیان حاصل هے - هم لوگ شراب
خوری اور زنا کرتے هیں اور اسی پرستش کے وسیلہ سے نجات
حاصل کرتے هیں -

فاحشہ عورتوں کی تلقین کرکے هم ان سے شادی کر لیتے
هیں - هم لوگ شراب پیتے اور گوشت کھاتے هیں - بھکشا
سے ملا هوا اناج هی هماری معاش هے اور مرگ‌چھالا هی همارا
پلنگ هے - ایسا کول دهرم کسے پسند نہ آئیگا ؟

گنیش پوجا

ان سب دیویوں کے علاوہ گنیش پوجا همارے زمانہ زیربحث
سے پہلے هی شروع هو چکی تھی - گنیش یا ونایک رودر کے
کے جنات کا سرغنہ تھا - یاگیہ‌ولکیہ سمرتی میں گنیش اور
اس کی ماں امبکا کی پوجا کا تذکرہ ملتا هے - مگر نہ تو
چوتھی صدی سے پہلے کی گنیش کی کوئی مورتی ملی اور
نہ اس زمانہ کے کتبوں میں هی اس کا کچھہ اشارہ هے -
ایلورا کے غاروں میں اور دیوتاؤں کے ساتھہ گنیش کی مورتی
بھی بنی هوئی هے - سنہ ۸۶۲ ع کے گھٹیالا کے ستون میں
سری گنیش کی چار مورتیں بنی هوئی هیں - گنیش کے
منهہ کی جگہ سونڈ کی ایجاد نہ جانے کب سے هوئی -
ایلورا اور گھٹیالے کی مورتوں میں سونڈ بنی هوئی هے -
مالتی مادهو ناٹک میں بھی گنیش کی سونڈ کا ذکر هے -

گنیش کے پیرووں کی بهی کئی شاخیں هو گئیں - دیگر دیوتاؤں کی طرح آج بهی گنیش کی پوجا هوتی هے (۱) - مہاراشٹر میں گنیش یا گنپتی کی پوجا بڑی دهوم دهام سے هوتی هے -

اسکند پوجا

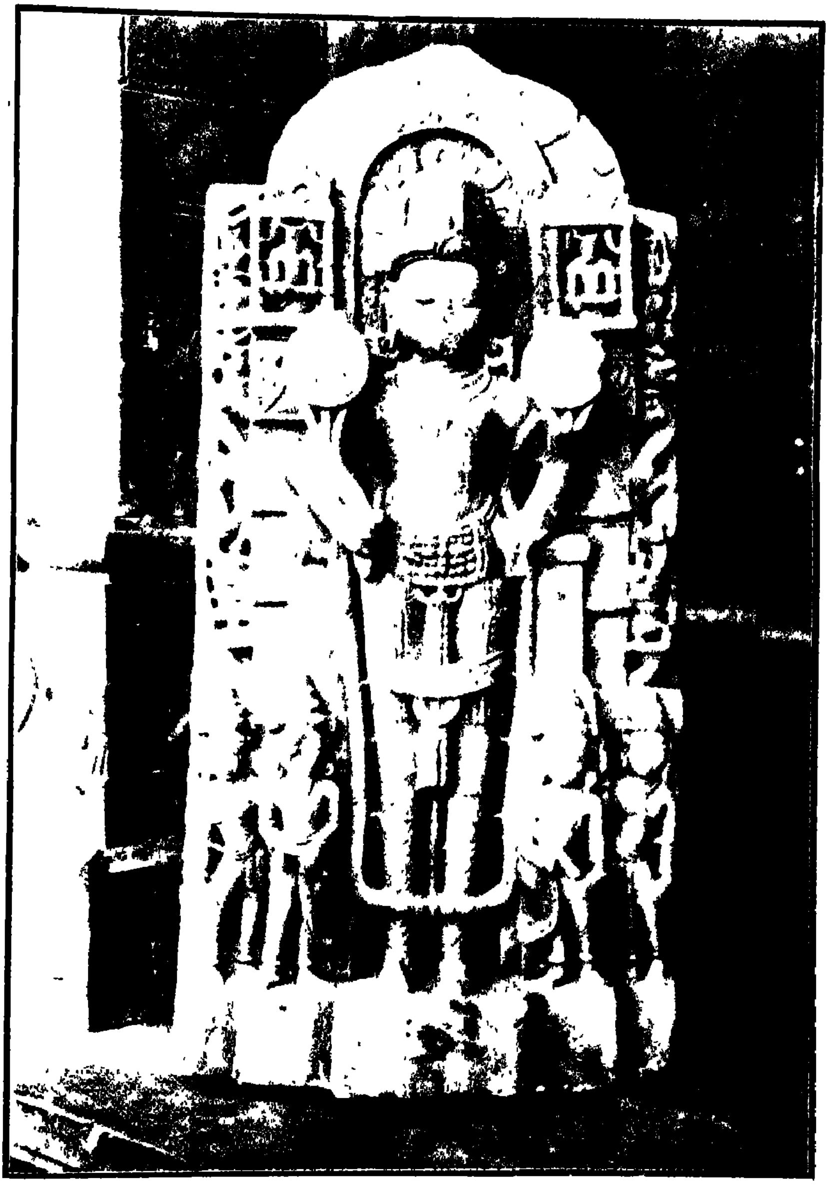
اسکند یا کارتکیه کی پوجا بهی زمانه قدیم میں هوتی تهی - اسکند کو شیو کا بیٹا کہتے هیں - رامائن میں اسے گنگا کا بیٹا کہا گیا هے - اس کے متعلق اور بهی کئی روایتیں مشہور هیں - اسکند دیوتاؤں کا سپه سالار هے - پتنجلی نے مہابهاشیه میں شیو اور اسکند کی مورتیوں کا ذکر کیا هے - کنشک کے سکوں پر اسکند ' مہاسین ' آدی کمار کے نام ملتے هیں - سنه ۴۰۴ ع میں دهرو شرما نے بلسد میں سوامی مہا سین کے مندر میں سائبان بلوائی تهی - هیمادری کے ورت کهنڈ میں اسکند کی پوجا کا حال لکها هے - یهه پوجا آج تک جاری هے -

سورج پوجا

همارے زمانه معینه میں ان دیویوں کی پوجا کے علاوه سورج پوجا کا بہت رواج تها - سورج ایشور کا هی روپ مانا جاتا تها - رگوید میں سورج کی پرستش کا اکثر مقامات پر ذکر هے - براهمنوں اور گریهیه سوتروں میں اس کا اعاده کیا گیا

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بهانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس ‌‌- ص ۱۴۷ - ۱۵۰ -



(۱۱) سوریہ کی مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

ھے - دیوتاؤں میں سورج کا درجہ بہت ممتاز تھا - بہت سے
مراسم میں بھی اس کی پوجا ھوتی تھی - اس کی پوجا
دن کے مختلف اوقات میں ' خالق ' رازق ' اور جابر وغیرہ
حیثیتوں سے کی جاتی تھی - سورج کی مورتیوں کی پوجا
ھندوستان میں کب سے رائج ھوئی یہہ کہنا مشکل ھے -
براہمہر نے لکھا ھے کہ سورج پوجا مگ قوم کے لوگوں نے
رائج کی - سورج کی مورتی دو ھاتھوں والی ھوتی ھے - دونوں
ھاتھوں میں کمل ' سر پر تاج ' سینہ پر زرہ ' اور پیروں میں
گھٹنے سے کچھہ نیچے تک لمبے بوٹ ھوتے ھیں - ھندؤوں
کی پوجی جانے والی مورتیوں میں صرف سورج ھی کی مورتی
ھے جس کے پیروں میں لمبے بوٹ ھوتے ھیں - ممکن ھے سورج
کی مورتی اول خطہ سرد ایران سے آئی ھو جہاں بوٹ کا رواج
تھا - بھوشیہ پران میں لکھا ھے کہ سورج کے پیر کھلے نہ ھونے
چاھئیں - اسی پران میں ایک کتھا ھے کہ راجہ سانب نے
جو کرشن اور جاموتتی کا فرزند تھا سورج کی بھکتی سے
ایک بیماری سے صحت پانے کے بعد سورج کی مورتی قائم
کرنی چاھی - مگر برھمنوں نے اس بنا پر اسے منظور نہیں
کیا کہ دیوتاؤں کی پوجا سے جو چیز حاصل ھوتی ھے اس
سے برھم کریا نہیں ھو سکتی - اس لئے راجہ نے ایران کے
جنوبی مشرقی حصہ سے مگ قوم کے برھمنوں کو بلوایا -
یہہ لوگ اپنی پیدائش برھمن کنیا اور سورج سے مانتے تھے
اور سورج کی پوجا کرتے تھے - البیرونی لکھتا ھے "ھندوستان
کے تمام سورج مندروں کے پجاری ایرانی مگ ھوتے ھیں

راجپوتانه میں ان لوگوں کو سیوک اور بهوجک کہتے هیں - سورج کے هزاروں مندر بنے اور اب تک سیکڑوں قائم هیں - ان میں سب سے بڑا اور شاندار وہ سنگ مرمر کا مندر هے جو سروهی ریاست کے برمان نامی موضع میں موجود هے - یهه پرانا مندر هے اور اس کے ستونوں پر نویں اور دسویں صدی کی عبارت منقوش هے جس میں ان عطیات کا ذکر هے جو اسے ملے هیں - جیسے شیو مندر میں بیل ' اور وشنو مندر میں گروڑ ان کے باهن (سواری) هوتے هیں ' اسی طرح سورج مندر میں سورج کے سامنے چوکور کهمبے کے اوپر ایک کهلی پر ایک کمل کی شکل کا پهیه هوتا هے - یهی سورج کی سواری هے - ایسے چکر آج بهی کئی مندروں میں موجود هیں - سورج کے رتهه کو سات گهوڑے کهینچتے هیں - اسی لئے سورج کو سپتاشو (سات گهوڑوں کا سوار) کہتے هیں - کئی مورتوں میں سورج کے نیچے سات گهوڑے بهی بنے هوے هیں - ایک سورج مندر کے باهر کی طرف سات گهوڑوں والے سورج کی کچهه ایسی مورتیں بهی هم نے دیکهی هیں جن کے نیچے کا حصه بوٹ پہنے هوئے سورج کا اور اوپر کا برهما ' وشنو اور شیو کا هے - پاٹن (جهالرا پاٹن ریاست) کے پدمناتهه نامی وشنو مندر کے پیچهے کے طاق میں ایسی ایک مورتی هے جس میں برهما ' وشنو اور شیو تینوں ملے هوے هیں - یهه ان کے مختلف اسلحوں سے ظاهر هوتا هے - یهه مندر غالباً دسویں صدی کا بنا هوا هے -



(١٢) يم کي مورت

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمير]

صفحه ٣٧



(۱۳) نوکواکب میں سے شکر، سنیچر، راہو، اور کیتو کی مورتیں

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

سورج کے موجودہ مندروں میں سب سے پرانا مندسور کا سورج مندر ہے - یہہ سنہ ۴۳۷ ع میں بنا تھا ' جیسا اس کے ایک کتبہ سے ثابت ہوتا ہے - ملتان کے سورج مندر کا ذکر هیون‌سانگ نے کیا ہے - عرب سیاح البیرونی نے بھی اس مندر کو گیارھویں صدی میں دیکھا تھا - هرش کے ایک تامب پتر سے ظاهر هوتا هے کہ اس کے بزرگ راج وردھن ' آدتیہ وردھن اور پربھاکر وردھن ' سورج کے سچے معتقدوں میں تھے - سورج کے بیٹے ریونت کی بھی گھوڑے پر بیٹھی ہوئی مورتیاں ملتی ہیں - وہ گھوڑوں کا داروغہ دیوتا مانا جاتا ہے - اس کے پیروں میں بھی لمبے بوٹ ہوتے ہیں - (۱)

دوسرے دیوتاؤں کی مورتیں

اسی طرح آٹھہ دگپالوں اندر ' اگنی ' یم ' نیرت ' برن ' مرت ' کبیر اور ایش (شیو) کی بھی مورتیں تھیں - یہہ آٹھہ سمتوں کے نام ہیں - یہہ مورتیں مندروں میں پوجی جاتی تھیں اور کئی مندروں پر اپنی اپنی سمتوں کی ترتیب سے لگی ہوئی بھی پائی جاتی ہیں - آٹھہ دگپالوں کی ایجاد بھی بہت قدیم ہے - پتنجلی نے اپنے مہابھاشیہ میں دھن پتی (کبیر) کے مندر میں مردنگ ' سنکھہ اور بنسی بجنے کا ذکر کیا ہے - (۲)

---

(۱) سر رام کرشن بھانڈارکر کی تصنیف متذکرۂ بالا - ص ۱۵۱ - ۱۵۵ -

(۲) پانٹی سوتر ۲ - ۲ - ۳۴ پر پتنجلی کا بھاشیہ -

هندؤوں میں جب مورتوں کی ایجاد کی رو آ گئی تب دیوتاؤں کی مورتیں تو کیا ' گرہ ' نچھتر ' صبح ' دوپہر ' شام ' وغیرہ اوقات مختلفہ ' هتھیاروں ' کلپی وغیرہ یوگوں تک کی مورتیں بنا ڈالی گئیں - زمانہ بعد میں مختلف دیوتاؤں کے پیرووں میں جنگ و جدال کا سلسلہ بھی بلند ہو گیا - رقابت بھی جاتی رهی - تانب پتر وغیرہ کی شہادتوں سے پایا جاتا ھے کہ ایک راجہ سچا پکا ویشنو تھا تو اس کے لڑکے پکے ماهیشوری یا بھگوتی کے پیرو ہوتے تھے - آخر میں هندوؤں کے پانچ خاص پوجے جانے والے دیوتا رہ گئے - سورج ' وشنو ' دیوی ' رودر ' اور شیو - ان پانچ دیوتاؤں کی مشترک مورتیں پنچائتن کہلاتی ھیں - ایسے پنچائتن مندروں میں بھی ملتے ھیں اور گھروں میں بھی ان کی پوجا ہوتی ھے - جس دیوتا کا مندر ہوتا ھے اس کی مورتی وسط میں ' باقی چاروں کی مورتی چاروں کونوں پر ہوتی ھے -

هندو دهرم کے عام ارکان

هندو دهرم کے ان سلسلوں کا ذکر کرنے کے بعد اس کے چند عام ارکان پر بحث کرنی بھی ضروری ھے - هندؤوں کی مستند مذهبی کتاب وید ھے - همارے زمانہ متعینہ میں بھی وید پڑھے جاتے تھے - پر زیادہ رواج نہ تھا - البیرونی لکھتا ھے :-

> " برهمن لوگ ویدوں کا مطلب سمجھے بغیر
> بھی منتروں کو حفظ کر لیتے ھیں اور بہت

تھوڑے برھمن ان کا مطلب سمجھنے کی
کوشش کرتے ھیں - برھمن لوگ چھتریوں کو
وید پڑھاتے ھیں ' ویشوں اور شودروں کو
نہیں " -

ویشوں نے بودھ ھو کر اکثر وید کا مطالعہ کرنا چھوڑ دیا تھا - تب سے ان کا تعلق ویدوں سے ٹوٹ گیا - البیرونی نے لکھا ھے کہ وید لکھے نہیں جاتے تھے ' یاد کئے جاتے تھے - اس رواج سے بہت سا ویدک لٹریچر غارت ھو گیا - (۱) ویدوں کی جگہ پرانوں کا رواج زور پکڑتا گیا اور پورانک رسموں کی پابندی بڑھتی گئی - شرادھ اور ترپن کی رسم عام ھو گئی - یگیوں کا رواج کم ھو گیا تھا اور پورانک دیوتاؤں کی پوجا بڑھ گئی تھی ' جس کا ذکر پیشتر کیا جا چکا ھے - البیرونی نے بھی کئی مندروں کی مورتوں کا ذکر کیا ھے -

مندروں کے ساتھ متھوں کی داغ‌بیل بھی ڈالی جا چکی تھی - اس معاملہ میں ھندوؤں نے بودھوں کی نقل کی - سبھی فرقوں کے سادھو ان متھوں میں رھتے تھے - کئی کتبوں میں مندروں کے ساتھ متھوں ' باغوں اور تقریبگاھوں کا بھی حوالہ ملتا ھے - بہت سے مراسم کا ذکر یاگیہ‌ولکیہ اسمرتی اور اس کی متاکشرا تفسیر میں ملتا ھے - بودھوں کی رتھہ‌جاترا کی تقلید بھی ھندوؤں نے کی - ان تفہرات کا

---

(۱) جی ری وید کی ھسٹری‌آف میڈیویل انڈیا ' جلد ۳ صفحہ ۴۳۴ و ۴۳۵ -

لازمی نتیجہ تھا کہ مذہبی تصانیف میں بھی تغیر ہو۔ اس دور میں کئی نئی اسمرتیاں بنیں، جن میں معاصرانہ ریت رسم کا ذکر ہے۔ پرانوں کا چولا بھی بدلا اور ان میں جینیوں اور بودھوں کی بہت سی باتیں بڑھا دی گئیں۔ برتوں کا رواج بھی عام ہو گیا۔ کئی دیوتاؤں کے نام سے خاص خاص برت کئے جاتے تھے۔ برت اور روزہ داری کا رواج ہندوؤں نے بودھوں اور جینیوں سے لیا۔ ایکا دشی، جنم اشٹمی، دیوشینی، درگا اشٹمی، رشی پنچمی، دیو پربودھنی، گوری تیجا، بسنت پنچمی، اکشے تیجا، وغیرہ تہواروں پر برت رکھنے کا ذکر البیرونی نے کیا ہے۔ یہاں یہہ امر غورطلب ہے کہ رام نومی کا ذکر اس نے نہیں کیا۔ غالباً اس زمانہ میں پنجاب میں رام نومی کا رواج نہ تھا۔ اسی طرح البیرونی نے کئی مذہبی تہواروں کا بھی ذکر کیا ہے۔ کئی تہوار تو خاص طور پر عورتوں کے لئے ہوتے تھے۔

ہندو سماج کی مذہبی زندگی میں پرائشچتوں (کفارہ) کا بھی درجہ بہت اہم تھا۔ معمولی معاشرتی اصولوں کو بھی مذہب کی شکل دےکر ان کی پابندی نہ کرنے کی حالت میں پرائشچت کے طریقے نکلے گئے تھے۔ ہمارے زمانہ متعینہ میں جو اسمرتیاں بنیں ان میں پرائشچتوں کو ممتاز درجہ دیا گیا تھا۔ اچھوتوں کے ساتھہ کھانے، ناصاف پانی پینے، ممنوع اور حرام اشیا کے کھانے، حائض عورتوں اور اچھوتوں کو چھونے، اونٹنی کا دودھہ پینے، شودر، عورت، گاے، برھمن اور چھتری کو قتل کرنے، شرادھہ میں گوشت دیا جائے تو

اسے نہ کھانے ' بحری سفر کرنے ' زبردستی کسی کو غلام بنانے ' ملیچھوں نے جن عورتوں کو زبردستی لے لیا ہو ان کو پھر شدھ نہ کرنے ' زنا ' شراب خواری ' گئوماس کھانے ' چوٹی کٹوانے ' جنیو کے بغیر کھانا کھانے ' وغیرہ امور میں مختلف قسم کے پرائشچتوں کا حکم ہے - اچھوت ذاتوں کا مسئلہ ہمارے زمانہ متعینہ کے بعد شروع ہوا - اس سے ہندو دھرم میں تنگ خیالی پیدا ہو گئی اور روز بروز یہہ تنگ خیالی بڑھتی گئی -

کمارل بھٹ اور شنکرا چاریہ

ہمارے زمانہ زیر نگاہ میں ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں کمارل بھٹ اور شنکراچاریہ کا درجہ بہت اہم ہے - ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ بودھوں اور جینیوں نے ایشور کے وجود کو تسلیم نہ کیا تھا اور نہ ویدوں کو کتاب الہی مانتے تھے - اس سے عوام میں ایشور کی ذات اور ویدوں سے عقیدت اٹھتی جاتی تھی - یہی دونوں ہندو دھرم کے خاص ارکان ہیں - ان کے مٹ جانے سے ہندو دھرم بھی مٹ جاتا - جس زمانہ میں بودھ دھرم کا زور کم ہو رہا تھا ' اور ہندو دھرم بڑی تیزی سے اپنی کھوئی ہوئی جگہ پر پہونچتا جاتا تھا - اس زمانہ میں (ساتویں صدی کے آخری حصہ میں) کمارل بھٹ پیدا ہوے - اس کے مولد و مسکن کے متعلق علما میں اختلاف ہے - کوئی اسے دکھن کا باشندہ مانتا ہے ' کوئی اتر کا - ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے - اس نے ویدوں کا

پرچار کرنے کے لئے بڑی بڑي جانشانیاں کیں اور یهه ثابت کیا کہ وید علم‌الٰہی هے - اس زمانہ کی اهنسا کی لهر کے خلاف اس نے مراسم قدیم کو پهر زندہ کیا - یگیوں میں جانوروں کی قربانی کو بهی اس نے ثابت کیا - مراسم کی پابندي کے لئے یگیوں اور قربانیوں کی ضرورت تهی - وہ بودهہ بهکشؤوں کے ویراگ اور راهبانہ زندگی کا بهی مخالف تها - اس زمانہ کے ناموافق حالات میں بهی کمارل نے اپنے اصولوں کا خوب پرچار کیا ' حالانکہ اس کو بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا - اس زمانہ میں اهنسا اور ویراگ کا رواج تها - براهمن لوگ بهی قدیم اگنی هوتر اور یگیوں کو چهوڑ کر پران کی دیوي دیوتاؤں کی پرستش کر رهے تهے - ایسی حالت میں اس کے اصول زیادہ مقبول نہ هو سکے - اور ویدوں کی اشاعت میں خاطرخواہ کامیابی نہ هوئي - (۱)

شنکراچاریہ اور اُن کا مت

کمارل کی وفات کے کچهہ دنوں بعد شنکراچاریہ صوبہ کیرل کے کالوی نامي گاؤں میں سنہ ۷۸۸ ع میں پیدا هوئے - انهوں نے کم سنی هی میں تقریباً کل علوم متداولہ حاصل کر لئے اور ایک جید فلسفی اور عالم هو گئے - بودهوں اور جینیوں کے دهریہ‌پن کو وہ مٹانا چاهتے تهے ' لیکن یهہ جانتے تهے کہ کمارل بهٹ کی طرح بہت سی باتوں میں

---

(۱) جي وي وید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۲ صفحہ ۲۰۶ - ۱۲ -

عوام سے مخالفت کرنے کا نتیجہ کچھہ نہیں ہو سکتا ـ انھوں نے فلسفہ اور اهنسا کے اصول کی حمایت کرتے ہوئے ویدوں کا پرچار کیا اور راهبانہ زندگی کو هی فائق بتلایا - برهم یا یا خدا کی هستی کو مانتے هوئے بهی انهوں نے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کو قابل اعتراض نہ کہا - ان کے مایاواد اور ادویت واد کے باعث جو اصولاً بودھوں کے فلسفہ سے بہت کچھہ ملتے تھے ' بودھہ بھی ان کی طرف مخاطب ہوئے - اس لئے انھیں " کامل بودھہ " کا لقب دیا گیا ھے - انھوں نے متذکرہ بالا اصولوں کو مان کر ویدوں کے علم الٰہی ہونے کا بڑے جوش سے پرچار کیا -

شنکراچاریہ کے فلسفیانہ اصولوں اور ان کے کارناموں کا ذکر هم فلسفہ کے بیان میں کریں گے - وہ اپنے خیالات اور اصولوں کی اشاعت پر ایک صوبہ میں دورہ کرکے اور مخالفوں سے بحث مباحثہ کرکے کرتے رہے - دیگر مذاہب کے علما ان کے سامنے لا جواب هو جاتے تھے - انھوں نے یہہ بھی سوچا کہ اپنے اصولوں کا مستقل طور پر پرچار کرنے کے لئے منضبط تحریک کی ضرورت ھے - اس لئے هندوستان کے چاروں اطراف میں انهوں نے ایک ایک متھہ قائم کیا - خاص متھہ دکھن میں سرنگیری مقام میں ' پورب میں پری میں ' پچھم میں دوارکا میں ' اور اُتر میں بدرکاشرم میں هیں - یہہ متھہ اب تک قائم هیں - ان کی کوششوں سے بودھہ دھرم کو بہت زوال هوا - شنکراچاریہ کی وفات ۳۲ سال کی عمر میں هی هو گئی ' پر اتنی چھوٹی عمر میں

انہوں نے ایسے ایسے نمایاں کام کئے کہ هندوؤں نے انہیں جگت گرو کا لقب دے کر ان کی عزت‌افزائی کی - (۱)

مذہبی حالات پر ایک سرسری نظر

تینوں خاص دھرموں کی تشریح کرنے کے بعد اس زمانہ کی مذہبی حالت پر ایک سرسری نظر ڈالنا بے موقع نہ هوگا - اگرچہ زیر تنقید میں مختلف مذاهب موجود تھے اور انہیں کبھی کبھی مناقشے بھی هو جاتے تھے ، لیکن مذہبی تنگ خیالی کا اثر نہایت محدود تھا - هندو دھرم کے متعدد فرقوں میں باهمی اختلاف هونے کے باوجود اُن میں ایک یکرنگی ، ایک موافقت نظر آتی هے - برهما ، وشنو اور مهیش میں باهمی مصالحت کا نتیجہ هی تھا کہ پنچائتن پوجا کا رواج هوا - وشنو ، شیو ، رودر ، دیوی ، اور سورج ، سب ایک هی ذات باری کے مختلف اوصاف کے مجسمے مانے گئے جیسا هم پہلے کہہ چکے هیں - اِس سے سبھی فرقوں میں یکسانیت کا رنگ پیدا هو گیا - هر ایک آدمی اپنے رجحان کے مطابق کسی دیوتا کی پرستش کر سکتا تھا - قنوج کو پرتیهار راجاؤں کی مذہبی رواداری کا یہہ عالم تھا کہ اگر ایک ویشنو تھا تو دوسرا پکا شیو ، تیسرا بھگوتی کا بھکت تھا تو چوتھا پکا آفتاب

---

(۱) سی وی وید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا - ج ۲ ص ۲۱۳ - ۱۷ -

پرست - یہہ مذہبی رواداری صرف ہندو دھرم تک محدود نہ تھی - بلکہ بودھہ اور براہمن دھرموں میں ہمدردی کا خیال پیدا ہو چکا تھا - قنوج کے گہروار خاندان کے گوبند چندر نے جو شیو تھا ' دو بودھہ بھکشوؤں کو بہار کی تعمیر کے لئے چھہ گاؤں دیئے تھے - بودھہ راجہ مدن پال نے اپنی رانی کو مہابھارت سنانے والے پنڈت کو ایک گاؤں عطا کیا تھا - یہہ امر غور طلب ہے کہ اس زمانہ میں کہ ہندوؤں اور بودھوں میں پرانی منافرت دور ہی نہیں ہو گئی تھی بلکہ ان میں شادیاں بھی ہونے لگی تھیں - پکے شیو بھکت گوبند چندر کی رانی بودھہ تھی - جین اور ہندوؤں میں شادیاں ہوتی تھیں جیسا آج کل بھی کبھی کبھی ہوتا ہے - ایسی کتنی ہی نظریں ملتی ہیں کہ باپ وشنو ہے تو بیٹا بودھہ ' اور بیٹا ہندو ہے تو باپ بودھہ - دونوں مذاہب اس قدر قریب آگئے تھے اور اُن میں اتنی یکسانیت پیدا ہو گئی تھی کہ ان کی مذہبی روایات میں تمیز کرنی بھی مشکل تھی - جینیوں اور بودھوں کے بانی ہندو اوتاروں میں شامل کر لئے گئے - جینیوں ' بودھوں اور ہندوؤں کے دھرم میں ۲۲ تیرتھنکروں اور ۲۴ بدھوں اور ۲۴ اوتاروں کی ایجاد میں بڑی بہت یکسانیت ہے - اس زمانہ میں اگرچہ تینوں دھرم رائج تھے لیکن براہمن دھرم غالب تھا - بودھہ دھرم تو جاں بہ لب ہو چکا تھا - جین دھرم کا احاطہ بھی نہایت محدود ہو گیا تھا - ہندو دھرم میں شیومت کا پرچار زیادہ ہو رہا تھا - آخری دور کے اکثر راجہ شیو ہی تھے -

هندوستان میں اسلام کا آغاز

اس زمانه کے مذهبی حالات کی تنقید ادهوری رهے گی اگر هم هندوستان میں داخل هونے والے نئے اسلام دهرم کا ذکر دو چار الفاظ میں نه کریں - اگرچه محمد قاسم کے قبل مسلمانوں کے دو چار حملے هندوستان پر هو چکے تھے پر انهوں نے یہاں قدم نه رکها تها - آٹھویں صدی میں سندهه پر مسلمانوں کا اقتدار هونے کے ساتهه وهاں اسلام کی مداخلت هونے لگی ' اس کے ایک عرصه دراز بعد گیارهویں اور بارهویں صدی میں مسلمان هندوستان میں آئے ' جهاں مسلمان فاتحوں کی تلوار نے اسلام کی تبلیغ میں مدد دی وهاں هندو راجاؤں کی آزاد روی بهی اس کے پهیلنے کا باعث هوئی - راشٹرکوٹ اور سولنکی راجاؤں نے بهی مسجد وغیره بنوانے میں مسلمانوں کی اعانت کی - تهانه کے شلارا خاندان کے راجاؤں نے پارسیوں اور مسلمانوں کو بهت امداد دی تهی - مسلمان اپنے ساتهه نیا مذهب ' نئی زبان اور نئی تهذیب لائے -

---

تمدنی حالت

زمانہ قدیم کے ہندوستانیوں کی تمدنی زندگی کا نمایاں ترین نظام ' برن بیوستھا تھی (چار برنوں کی تقسیم) - اسی بلحاظ پر ہندو معاشرت کی عمارت کھڑی ہے جو زمانہ قدیم سے گوناگوں مشکلات کا مقابلہ کرنے پر بھی اب تک متزلزل نہ ہو سکی - ہمارے متعینہ دور سے بہت قبل یہہ نظام تکمیل کو پہنچ چکا تھا - یجر وید میں بھی اس کا حوالہ ملتا ہے اگرچہ جین اور بودھہ دھرموں نے اس کی جڑ کھودنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی ' پر کامیاب نہ ہوئے ' اور ہندو دھرم کے عروج ثانی کے ساتھہ یہہ نظام بھی قوی تر ہو گیا - ہمارے زمانہ زیر بحث میں یہہ نظام بہت مضبوط تھا - ہیونسانگ نے اس کا ذکر کیا ہے - بودھہ بھکشوؤں اور جین سادھوؤں کا ذکر ہم کر چکے ہیں - اب ہم تمدن کے ہر ایک شعبہ پر مختصر طور سے بحث کریں گے -

براہمنوں کا سماج میں سب سے زیادہ احترام کیا جاتا تھا ' تعلیم اور علم میں یہی فرقہ سب سے آگے تھا اور تینوں برن والے ان کی فضیلت کو تسلیم کرتے تھے - بہت سے کام براہمنوں کے لئے ہی مخصوص تھے - راجاؤں کے مشیر تو براہمن ہوتے ہی تھے - کبھی کبھی سپہ سالاری کا درجہ بھی انھیں کو دیا جاتا تھا - ابو زید ان کے بارے میں لکھتا ہے - "دھرم اور فلسفہ میں کوشش کرنے والے براہمن کہلاتے ہیں"

ان میں سے کتنے هی شاعر هیں ، کتنے هی جوتشی ، کتنے هی فلسفی اور الهیات کے ماهر - یهه سب راجاؤں کے دربار میں رهتے هیں " - (۱) اسی طرح المسعودی ان کے بارے میں لکهتا هے که براهمنوں کا اسی طرح احترام هوتا هے جیسا کسی اونچے خاندان کے آدمیوں کا ، زیادہ تر براهمن هی وراثتاً راجاؤں کے مشیر اور درباری هوتے هیں - (۲)

براهمنوں کا خاص دهرم پڑهنا اور پڑهانا ، یگیه کرنا اور کرانا ، دان دینا اور لینا تها - بردهه دهرم کے عروج کے زمانه میں برن بیوستها کی ناقدری کے باعث براهمنوں کا وقار کچهه کم هو گیا تها - اور یهه کام ان کے هاتهه سے نکل گئے تهے - یگیه وغیرہ کے بند هو جانے سے بهت سے براهمنوں کی روزی جاتی رهی اور وہ مجبور هو کر دوسرے برنوں کے پیشے کرنے لگے - اسی اعتبار سے اسمرتیوں میں بهی ترمیم هوئی - بودهه مت میں کهیتی معیوب سمجهی جاتی تهی ، اسے گناہ خیال کیا جاتا تها - اس لئے کتنے هی ویشوں نے بودهه هو کر کهیتی ترک کر دی تهی - یهه موقع دیکهه کر بهت سے براهمن کهیتی پر گزر بسر کرنے لگے - پاراشر اسمرتی میں سب برنوں کو کهیتی کرنے کا مجاز هے - اس کے علاوہ اس زمانه کی ضروریات کے اعتبار سے چاروں برنوں کو اسلحه استعمال کرنے کی اجازت بهی دی گئی - اتنا هی نهیں ،

---

(۱) هسٹری آف انڈیا مصنفه الیٹ جلد اول صفحه ۶ -

(۲) جی وی وید ، هسٹری آف میڈیول انڈیا ج ۲ ص ۱۸۱ -

اس زمانہ کے براهمن صنعت و دستکاری ' تجارت ' اور دوکانداری بھی کرتے تھے - مگر پھر بھی وہ اپنے وقار کا بہت خیال رکھتے تھے - وہ نمک ' تل (اگر وہ اپنی محنت سے نہ بویا گیا ہو) ' دودھ ' شہد ' شراب اور گوشت وغیرہ نہیں بیچتے تھے - اسی طرح سود کو حرام سمجھ کر براهمن لین دین کا کاروبار نہ کرتے تھے - ان کے طور و طریق میں پاکیزگی کا بہت لحاظ رکھا جاتا تھا - ان کی غذا بھی دیگر برنوں کے مقابلہ میں زیادہ پاکیزہ اور فقیرانہ ہوتی تھی ' جس کا ذکر ہم آگے غذا کے باب میں کریں گے - ان میں روحانیت اور مذہب پرستی کا عنصر غالب تھا - اور اپنے کو دیگر برنوں سے علحدہ اور بالاتر بنائے رکھنے کی وہ برابر کوشش کرتے رہتے تھے - دیگر برنوں پر ان کا اثر عرصہ دراز تک قائم رہا - سیاست میں ان کے ساتھ کئی رعائتیں کی جاتی تھیں - فی‌الواقع برنوں کی پرانی تقسیم اس زمانہ میں بے اثر ہو گئی تھی اور سبھی برن والے اپنی مرضی اور فائدے کے اعتبار سے جو کام چاہتے تھے کرتے تھے - بعد کو راجاؤں نے مناصب کی تقسیم بھی قابلیت کے اصول پر کرنی شروع کر دی ' کسی خاص برن کی قید نہ رہی - (۱)

براهمنوں کی ذاتیں

اپنے زمانہ متعینہ کے آغاز میں ہم هندو سماج کو چار برنوں اور بعض نیچی ذاتوں میں منقسم پاتے ہیں - اگیارھویں

(۱) سی وی وید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا - ج ۲ ص ۱۸۱ و ۱۸۲ -

صدی کے مشہور سیاح البیرونی نے چار برنوں هی کا ذکر کیا ھے (۱) ، مگر همیں اس زمانہ کے کتبوں سے معلوم هوتا ھے کہ برنوں میں ذاتیں بھی بننے لگی تھیں - البیرونی نے جو کچھہ لکھا ھے وہ سماج کی حالت کا مشاهدہ کرکے نہیں بلکہ اس نے کتابوں میں جو کچھہ پڑھا تھا وہ بھی اس میں اضافہ کر دیا ھے ، جس سے اس کی کتاب اُس زمانہ کی تمدنی حالات کی سچی تصویر نہیں پیش کرتی -

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۰۰۰ ع تک براهمنوں کی مختلف ذاتوں کا پتہ نہیں چلتا - اس زمانہ میں براهمنوں کی تخصیص شاخ اور گوتر کے اعتبار سے هی هوتی تھی جیسا کہ سنہ ۱۰۵۰ ع کے چندیلوں کے تامب پتر میں بھاردواج گوتر ، یجرویدی شاخ کے برهمن کا ذکر ھے - سنہ ۱۰۷۷ ع کے کلچوری کتبہ میں جو گورکھپور ضلع کے کہن نامی مقام پر ملا ھے براهمنوں کے ناموں کے ساتھہ ساتھہ شاخ اور گوتر کے علاوہ اُن کی سکونت کا بھی ذکر کیا گیا ھے - اسی طرح کئی دیگر کتبوں میں بھی براهمنوں کی سکونت هی کا حوالہ ملتا ھے - بزانگر کمار پال والی تحریر میں (سنہ ۱۱۵۱ ع) ناگر براهمنوں کا ذکر ھے - کونکن کی بارھویں صدی کی ایک تحریر میں ۳۲ براهمنوں کے نام دئے گئے هیں جن کے گوتر تو هیں ، شاخیں نہیں ، مگر ان میں براهمنوں کے ال بھی دیئے گئے هیں جو

---

(۱) البیرونی کا هندوستان مترجمہ انگریزی از ساچو جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱ -

پیشہ سکونت یا اور کسی خصوصیت کے اعتبار سے دئے گئے معلوم ہوتے ہیں - بارھویں صدی میں ایسے الوں کا کثرت سے استعمال ہونے لگا تھا جس میں سے بعض یہہ ہیں :- دیکشت ' راوت ' تھاکر ' پاتھک ' اُپادھیایہ اور پٹ وردھن وغیرہ - اس زمانہ میں بھی گوتر اور شاخ کا رواج تھا ' پر آل کا رواج بڑھتا جاتا تھا - کتبوں میں ہمیں پنڈت ' دیکشت ' دوی ویدی ' چتر ویدی ' آوستھک ' ماتھر ' تری‌پور ' اکولا ' ڈینڈ وان وغیرہ نام ملتے ہیں جو یقیناً ان کی سکونت اور پیشہ کے اعتبار سے نکلے معلوم ہوتے ہیں - بعد کو کتنے ہی آل مختلف ذاتوں کی صورت میں تبدیل ہو گئے - یہہ ذات کی تفریق روز بروز بڑھتی گئی - ان کی کثرت کا باعث چند خارجی باتیں بھی تھیں ' مثلاً غذا میں اختلاف ' گوشت‌خور یا سبزی‌خور ہونے کے باعث بھی دو بڑی قسمیں ہو گئیں - رسم و رواج ' خیالات ' اور تعلیم کے اعتبار سے کئی ذاتیں پیدا ہو گئیں - فلسفی خیالات میں اختلاف ہو جانے کے باعث بھی تفرقہ بڑھا ' چنانچہ یہہ تقسیم بڑھتے بڑھتے کئی سو ذاتوں تک جا پہونچی - اُس زمانہ تک براہمن پنچ گوڑ یا پنچ‌دروڑ شاخوں میں نہیں منقسم ہوئے تھے - یہہ تفریق سنہ ۱۲۰۰ع کے بعد ہوا جو غالباً گوشت خوری کی بنا پر ہوا (۱) - گیارھویں صدی میں گجرات کے سولنکی راجہ مولراج نے سدھہ پور میں رودر مہالیہ نام کا ایک عظیم‌اشان مندر بنوایا ' جس کی

(۱) سی وی وید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا ' ج ۳ ص ۳۷۵ - ۳۸۱ -

پرتشتھا کے لئے اُس نے قنوج ، کروکشیتر اور شمالی اضلاع سے ایک هزار براهمن مدعو کئے اور جاگیریں دے کر اُنهیں وهیں رکھہ لیا - شمال سے آنے کے باعث وہ اودیچ کہلائے - گجرات میں آباد هونے کے باعث پیچھے سے ان کا شمار بھی قروزوں میں هونے لگا ، حالانکہ اُن کا شمار گوزوں میں هونا چاهئے تھا (۱) -

چھتری اور ان کی فرائض

براهمنوں کی طرح چھتریوں کا بھی سماج میں بہت اونچا درجہ تھا - ان کے خاص فرائض رعایاپروری ، یگیہ ، دان اور مطالعہ تھا - فرمانروا ، سپہ‌سالار ، فوجی منصبدار ، وغیرہ یہی هوتے تھے - براهمنوں کے ساتھہ میل جول رهنے کے باعث بر سر حکومت چھتریوں میں تعلیم کا اچھا رواج تھا - بہت سے راجہ بڑے بڑے عالم هو گزرے هیں - هرش‌وردهن ادبیات کا ماهر تھا - پوربی چالوکیہ راجہ ونیادتیہ ریاضیات کا عالم تھا ، جس کی وجہ سے اُسے گنک کہتے تھے - راجہ بھوج کا تبحر مشہور هے - اُس نے مادیات ، صرف و نحو ، عروض ، یوگ شاستر اور نجوم وغیرہ علوم پر کئی عالمانہ کتابیں لکھیں - چوهان وگرہ‌راج چہارم کا لکھا هوا هرکیلی ناٹک آج بھی کتبوں پر لکھا هوا موجود هے - اسی طرح اور بھی کتنے هی راجاؤں کی تصانیف ملتی هیں - برن کے نظام کے درهم برهم هو جانے اور اکثر چھتریوں کے

---

(۱) تاریخ راجپوتانہ از مصنف - جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ -

پاس زمین نہ رہنے کے باعث بیکار ہو گئے اور اُنہوں نے بھی براہمنوں کی طرح دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے - اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ چھتری دو حصوں میں تقسیم ہو گئے - ایک تو وہ جو اس وقت بھی اپنا کام کرتے تھے - دوسرے وہ جو کھیتی باری یا دوسرے پیشے کرنے لگے تھے - ابن خوردار نے ہندوستان میں جو سات طبقے بتلائے ہیں ان میں سب کتری اور کتری غالباً یہہ دونوں طبقے بھی شامل تھے - (۱)

پہلے چھتری بھی شراب نہیں پیتے تھے - المسعودی لکھتا ہے کہ اگر کوئی راجہ شراب کا عادی ہو جائے تو وہ فرمانروائی کے قابل نہیں رہتا (۲) - ہیونسانگ کے زمانہ میں چھتری بھی براہمنوں کی طرح وقعت کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے - وہ لکھتا ہے "براہمن اور چھتری دونوں نیک اطوار، نمود و نمائش سے دور رہنے والے، سادہ زندگی بسر کرنے والے، کفایت شعار اور بےلوث ہوتے ہیں" -

پہلے چھتری بھی بہت سی ذاتوں میں منقسم نہ تھے، مہابھارت اور راماین میں سورج بنسی اور چندر بنسی چھتریوں کا ذکر آتا ہے، اور یہہ نسلی امتیاز روز بروز بڑھتا گیا - راج ترنگنی میں ۳۶ خاندانوں کا حوالہ ہے - اس زمانہ تک بھی چھتریوں میں ذاتوں کی تفریق نہیں پیدا ہوئی تھی -

---

(۱) سی وی وید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا، ج ۲ ص ۱۷۹ و ۱۸۰ -

(۲) الیٹ کی تاریخ هندوستان جلد اول صفحہ ۲۰ -

ویش اور ان کے فرائض

ویشوں کے فرائض تھے جانوروں کا پالنا - دان، یگیہ، تحصیل بیوپار، علم، لین دین اور زراعت - بودھہ زمانہ میں برن کا نظام درهم برهم هو جانے کے باعث ویشوں نے بھی اپنے پیشے چھوڑ دئے، بودھوں اور جینیوں میں کھیتی کو گناہ سمجھتے تھے، جیسا هم اوپر لکھہ چکے هیں - اس لئے ویشوں نے ساتویں صدی کے آغاز میں هی زراعت کو حقیر سمجھہ کر چھوڑ دیا تھا - هوینسانگ لکھتا هے کہ تیسرا برن ویشوں کا هے جو خرید و فروخت کرکے نفع اُٹھاتا هے - چوتھا برن شودروں یا کاشتکاروں کا هے (۱) - ویشوں نے بھی زراعت چھوڑ کر دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے تھے - ویشوں کے شاهی مناصب پر مامور هونے، سپہ سالار بننے اور لڑائیوں میں شریک هونے کی کتنی هی مثالیں موجود هیں - همارے زمانہ زیر بحث کے آخری حصہ میں ان میں ذات کی تفریق شروع هوئی، کتبوں سے یہی ثابت هوتا هے -

شودر

خدمت کرنے والے برن کا نام شودر تھا، یہہ لوگ اچھوت نہ تھے - براهمنوں، ویشوں اور چھتریوں کی طرح شودروں کو بھی پنچ مہایگیہ کرنے کا مجاز تھا - پتنجلی کے مہابھاشیہ اور اس کے مفسر کیٹ کی تفسیر مہابھاشیہ پردیپ سے اس کی

---

(۱) واٹرس آن هیون سانگ جلد ۱ صفحہ ۱۶۸ -

تصدیق ہوتی ہے (۱) - رفتہ رفتہ ان کے کام بھی بڑھتے گئے ' اس کا خاص سبب تھا کہ ہندو سماج میں بہت سے کام مثلاً زراعت ' دستکاری ' کاریگری وغیرہ کو لوگ حقیر سمجھنے لگے اور ویشوں نے دستکاری بھی چھوڑ دی ' اس لئے ہاتھ کے سب کام شودروں نے لے لئے - شودر ہی کسان ' لوہار ' معمار ' رنگریز ' دھوبی ' جولاہے ' کمہار وغیرہ ہونے لگے - ہمارے زمانہ زیر بحث میں ہی پیشوں کے اعتبار سے شودروں کی بے شمار ذاتیں بن گئیں - کسان تو شودر ہی کہلائے پر دوسرے پیشے والے مختلف ذاتوں میں تقسیم ہو گئے - ہوینسانگ لکھتا ہے بہت سے ایسے فرقے ہیں جو اپنے کو چاروں برنوں میں سے کسی ایک میں بھی نہیں مانتے - البیرونی لکھتا ہے شودروں کے بعد انتجوں کا درجہ آتا ہے جو مختلف قسم کی خدمت کرتے ہیں اور چاروں برنوں میں سے کسی میں بھی نہیں شمار کئے جاتے - یہہ لوگ آٹھہ طبقوں میں منقسم ہیں : دھوبی ' چمار ' مداری ' ٹوکری اور ڈھال بنانےوالے ' ملاح ' دھیور ' جنگلی پرندوں اور جانوروں کا شکار کرنے والے ' اور جولاہے - چاروں برن والے ان کے ساتھہ نہیں کھاتے - شہروں اور

---

(۱) शूद्राणामनिरवसितानाम् ۲ - ۴ - ۱۰ اس سوتر کی تفسیر پتنجلی نے یوں کی ہے एव तर्हि यज्ञात् कर्मणोऽनिर वसितानाम् یعنی جو شودر یگیہ کرنے کے مجاز ہوں وہ ذات باہر نہ سمجھے جائیں - اس کی تفسیر کرتے ہوئے کیٹ نے لکھا ہے शूद्राणाम् पंचयज्ञानुष्ठाने ऽधिकारोऽस्तीति भावः शूद्रोऽपि द्विविधो ज्ञेयः श्राद्धी चैवेतरस्तथा ॥ १० ॥ विष्णुस्मृति, अ० ५ ।

گاؤں میں یہہ لوگ چاروں برنوں سے الگ رهتے هیں (۱) - جوں جوں زمانہ گزرتا گیا شودروں کی جہالت کے باعث ان کی، مذهبی پابندیاں چھوٹتی بھی گئیں -

کایستھہ

ان برنوں کے علاوہ هندو سماج میں دو ایک دیگر فرقے بھی تھے - براهمن یا چھتری جو محرري یا اهلکاری کرتے تھے کایستھہ کہلاتے تھے - پہلے کایستھوں کي کوئی علیحدہ تقسیم نہ تھی - کایستھہ اهلکار هی کا مترادف ھے ' جیسا کہ آٹھویں صدی کے ایک کتبہ سے معلوم هوتا ھے جو کوٹہ کے پاس کن سوا میں ھے - یہہ لوگ شاهی مناصب پر بھی مامور هوتےتھے ' کیونکہ دفتروں میں ملازم هونے کے باعث انھیں سلطنت کی پوشیدہ باتیں معلوم رهتی تھیں - سیاسی سازشوں اور ملکی ریشہ دوانیوں میں اُنھیں کافی مہارت تھی اسي لئے یاگیہ‌ولکیہ میں ان کے هاتھوں سے رعایا کو بچانے رهنے کی خاص طور پر تاکید کی گئی ھے - زمانہ مابعد میں دوسرے پیشہ والوں کی طرح ان کی بھی ایک ذات بن گئی جس میں براهمن چھتری ویش سبھی ملے هوئے هیں - سورج‌دهج کایستھہ اپنے کو شاکدویپی براهمن بتلاتے هیں اور والبھہ کایستھہ چھتری ذات کے هیں ' جیسا کہ سوڈهل کي تصنیف "اُودے سندری کتھا" سے واضح ھے -

---

(۱) البیروني کا هندوستان جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ -

انتم

هندوستان میں اچھوت ذاتیں صرف دو ہیں ' چانڈال اور مری‌تپ - چانڈال شہر کے باہر رہتے تھے - شہر میں آتے وقت وہ زمین کو بانس کے ڈنڈے سے پیٹتے رہتے تھے اور جنگلی جانوروں کو مار کر ان کے گوشت بیچ کر اپنا گذران کرتے تھے - مری تپ شمشانوں کی حفاظت کرتے تھے اور مردوں کے کفن لیتے تھے -

برنوں کا باھمی تعلق

ھندو سماج کے ان مختلف ارکان کا ذکر کرنے کے بعد ان کے باھمی تعلقات پر غور کرنا بھی ضروری معلوم ھوتا ھے - ان برنوں میں دوستانہ تعلقات قائم تھے اور اکثر آپس میں شادیاں بھی ھوتی تھیں - اپنے برن میں شادی کرنا مستحسن ضرور تھا پر دوسرے برنوں میں شادی کرنا بھی معیوب نہ سمجھا جاتا تھا ' نہ دھرم شاستر کے خلاف تھا - براھمن مرد چھتری ' ویش یا شودر کی لڑکی سے بھی شادی کر سکتا تھا - یاگیہ‌ولکیہ نے براھمنوں کو شودر لڑکی سے شادی کرنے کی ممانعت کی تھی پر ھمارے زمانہ زیربحث تک یہہ رواج قائم تھا - بان نے شودر عورت سے پیدا براھمن کے لڑکے پارشو کا ذکر کیا ھے - اس طرح منڈور کے پڑھاروں کے سنہ ۸۳۷ ع اور سنہ ۸۶۱ ع کے کتبوں سے براھمن ھرش‌چندر کے چھتری لڑکی بھدرا سے شادی ھونے کا ذکر کیا گیا ھے - براھمن شاعر راج‌شیکھر نے بھی چوھان لڑکی آونتی‌سندری

سے شادی کی تھی - دکھن میں بھی چھتری لڑکیوں سے براہمنوں کے شادی ہونے کی نظیریں ملتی ہیں - گلواڑا گاؤں کے قریب کی ایک بودھہ گپھا کے ایک کتبہ میں بلور بنسی براہمن سوم کے براہمن اور چھتری لڑکیوں سے شادی کرنے کا ذکر ہے (۱) - چھتری ویش اور شودر کی لڑکی سے شادی کر سکتا تھا لیکن براہمن کی لڑکی سے نہیں - دنڈی کی تصنیف "دش کمارچرت" سے پایا جاتا ہے کہ پاٹلی پتر (قدیم پٹنہ) کے ویشروں کی لڑکی ساگردتا کی شادی کوسل کے راجہ کسم دھنوا سے ہوئی تھی (۲) - ایسی اور بھی کتنی مثالیں ملتی ہیں - اسی طرح ویش شودر کی لڑکی سے شادی کر سکتا تھا - حاصل کلام یہہ کہ ہمارے زمانہ زیربحث میں انولوم وواہ (لڑکا اونچے بنس کا لڑکی نیچے بنس کی) کا رواج تھا - پرتی لوم وواہ (لڑکی اونچے برن کی لڑکا نیچے برن کا) کا نہیں - یہہ تعلقات اُن شودروں کے ساتھہ نہ ہوتے تھے جنہیں پنچ یگیہ کرنے کا مجاز نہ تھا - زمانہ قدیم میں باپ کے برن سے بیٹے کا برن مانا جاتا تھا - براہمن کا لڑکا خواہ کسی برن کی لڑکی سے پیدا ہو براہمن ہی سمجھا جاتا تھا، جیسا کہ رشی پراشر کے بیٹے وید ویاس جو دھیوری کے بطن سے پیدا ہوئے تھے، یا رشی جمدگنی کے بیٹے پرشورام جو چھتری لڑکی ریلوکا سے پیدا ہوئے تھے، براہمن کہلائے -

---

(۱) ناگری پرچارنی پترکا حصہ ۲ صفحہ ۱۹۷ - ۲۰۰ -
(۲) دش کمار چرت - وسرت کتھا -

پہنچے سے یہہ رواج بدل گیا - چھتری لڑکی سے پیدا لڑکا چھتري ہی مانا جانے لگا ' جیسا کہ شنکھہ اور اُشنس وغیرہ اسمرتیوں سے پایا جاتا ھے - (۱)

باھمی شادیوں کا رواج روز بروز کم ھوتا گیا اور بعد ازاں اپنے برنوں تک رہ گیا - ھمارے زمانہ زیر بحث کے بعد یہہ رجحان یہاں‌تک بڑھا کہ شادي کا دائرہ اپنی ذات تک ھی محدود ھو گیا - (۲)

چھوت چھات

آج کل کی طرح پہلے زمانہ میں چھوت چھات کا رواج نہ تھا اور ایک برن والے دوسرے برن والوں کا ساتھہ کھانے پینے میں پرھیز نہ کرتے تھے - براھمن اور سب برنوں کے ھاتھہ کا کھانا کھاتے تھے ' جیسا کہ ویاس اسمرتی کے ایک شلوک سے معلوم ھوتا ھے (۳) - موجودہ چھوت چھات ھمارے زمانہ کے آخري حصہ میں بھي پیدا نہ ھوا تھا - البروني لکھتا ھے کہ چاروں برنوں کے لوگ ایک ساتھہ رھتے تھے اور ایک دوسرے کے ھاتھہ کا کھاتے پیتے ھیں - (۴) ممکن ھے کہ یہہ قول صرف شمالی ھندوستان سے متعلق ھو کیونکہ دکھن میں سبزی خوروں

---

(۱) راجپوتانہ کا اتیہاس جلد ۱ صفحہ ۱۴۷ و ۱۴۸ -

(۲) سي وي وید کی ھسٹري آف میڈیل انڈیا ' جلد ۱ صفحہ ۶۱ - ۶۳ ' جلد ۲ صفحہ ۱۷۸ - ۸۲ -

(۳) ویاس اسمرتي - ادھیایہ ۳ شلوک ۵۵ -

(۴) البیروني کا ' ھندوستان ' جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ -

نے گوشت خوروں کے ساتھہ کھانا چھوڑ دیا تھا - یہہ منافرت رفتہ رفتہ سبھی برنوں میں بڑھتی گئی -

هندوستانیوں کی دنیاوی زندگی

هندوستانیوں نے صرف روحانی ترقی کی طرف دھیان نہیں دیا ' دنیاوی ترقی کی طرف بھی اُن کی توجہ تھی - سلفاء اگر برهمچریہ ' بان پرستھہ وغیرہ آشرموں میں نفس کشی پر زیادہ زور دیتے تھے ' تو گرهستھاشرم میں دنیاوی مسرتوں کا لطف بھی اُٹھاتے تھے - اهل ثروت بڑے بڑے عالیشان محلوں میں رهتے تھے - کھانے ' پینے ' سونے ' بیٹھنے ' مہمانوں کی ملاقات ' گانے بجانے وغیرہ کے لئے الگ الگ کمرے هوتے تھے - کمروں میں هوا کی آمد و رفت کے لئے معقول انتظام رهتا تھا - شہری تمدن کو دلچسپ بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً بڑے بڑے میلے هوا کرتے تھے جہاں لوگ هزاروں کی تعداد میں جاتے تھے - هرش کے زمانہ میں هر پانچویں سال عظیم‌الشان مذهبی جلسے هوا کرتے تھے جن میں هرش فقرا کو دان دیا کرتا تھا - هیون‌سانگ نے اس کا ذکر اپنے سفرنامے میں کیا هے - ان کے علاوہ هر تقریب پر خاص خاص مقامات پر میلے لگتے تھے - مذهبی جلسے محض دلچسپی کے لئے نہ هوتے تھے ' بلکہ اقتصادی پہلو سے بھی بہت اهم هوتے تھے - ان میلوں میں دور دور سے بیوپاری آتے تھے اور جنسوں کی خرید فروخت کرتے تھے - میلوں کا یہہ رواج آج بھی قائم هے - اِن میلوں میں بہت دھوم دھام هوتی

تھی - اکثر تہواروں کے موقعہ پر بھی میلے ہوتے تھے جیسا
کہ رتناولی میں بسنت کے میلہ کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے -
ہندؤوں میں تہواروں کی کثرت ہے اور وہ لوگ انہیں بڑے
حوصلہ سے مناتے تھے - ان میلوں کا ہندؤوں کی معاشرتی
زندگی میں خاص حصہ تھا - ہولی کی تقریب میں پچکاری
سے رنگ ڈالنے کا بھی رواج تھا ' جیسا کہ ہرش نے رتناولی
میں لکھا ہے (۱) - لوگوں کی تفریح کے لئے ناٹک گھروں کا
ذکر بھی ملتا ہے - اسی طرح موسیقی خانوں اور نگار خانوں
کا بھی ذکر پایا جاتا ہے جہاں شہروالے تفریح کے لئے جایا
کرتے تھے - ناٹک ' رقاصی ' موسیقی ' اور تصویرنگاری میں
کہاں تک ترقی ہو چکی تھی (۲) اس پر آگے روشنی ڈالی جائےگی -
کبھی کبھی باغوں میں بڑی بڑی دعوتیں ہوتی تھیں جن میں
عورت مرد سب شریک ہوتے تھے - لوگ طوطا مینا وغیرہ
چڑیاں پالنے کے شوقین تھے - لوگوں کی تفریح کے لئے مرغوں '
تیتروں ' بھینسوں اور مینڈھوں کی لڑائیاں بھی ہوتی
تھیں - پہلوان کشتی لڑتے تھے ' سواری کے لئے گھوڑوں '
رتھوں ' پالکیوں اور ہاتھیوں کا رواج تھا - سیر دریا کا بھی
کافی رواج تھا جس میں کشتیاں کام میں لائی جاتی تھیں -
اس میں عورت مرد سب شریک ہوتے تھے - عورت مرد مل کر

---

(۱) धारायंत्र विमुक्त संततपयः पूरप्लुते सर्वतः ।
सद्यः सांद्र विमर्द कर्दम कृत क्रीडे क्षणं प्रांगणे-रत्नावली अंक १ । ॥ ११ ॥

(۲) ہرش مصنفہ رادھا کمد مکرجی صفحہ 175 - ۷۶ -

جھولا بھی جھولتے تھے - ڈول کا میلہ بارش کے دنوں میں
ہوا کرتا تھا - یہہ رواج آج بھی سارے هندوستان میں قائم
ہے - ان مشاغل تفریح کے علاوہ شطرنج ' چوپڑ وغیرہ بھی
کھیلے جاتے تھے - جوئے کا بہت رواج تھا ' پر اُس پر سرکاری نگرانی
رہتی تھی - قمار خانوں پر محصول لگتا تھا ' جیسا کے
کتبوں سے پایا جاتا ہے (۱) - چھتری شکار خوب کھیلتے تھے - راجے
اور راجکمار ساز و سامان کے ساتھہ شکار کھیلنے جایا کرتے تھے -
شکار تیروں بھالوں وغیرہ سے کھیلا جاتا تھا - شکاری کتے بھی
ساتھہ رکھتے تھے -

پوشاک

بعض علما کا خیال ہے کہ هرش کے زمانہ تک هندوستان
میں سینے کا فن نہ پیدا ہوا تھا (۲) - وہ اس دعوی کی دلیل
میں هیونسانگ کا ایک قول پیش کرتے هیں (۳) ' لیکن ان کا
یہ خیال باطل ہے - هندوستان میں گرم ' معتدل ' سرد
تینوں طرح کے خطے موجود هیں - یہاں نہایت قدیم
زمانہ سے هر موسم کے کپڑے ضرورت کے مطابق پہنے جاتے تھے -
ویدوں اور براهمن گرنتھوں میں سوئی کا نام " سوچی " یا
" ویشی " ملتا ہے - تیتریہ براهمن تین قسم کی سوئیوں کا حوالہ دیتا

---

(۱) وکرمی سمبت ۱۰۰۸ (سنہ ۹۵۱ ء) کے اودے پور کے قریب کے سارنیشور
میں لگے ہوئے کتبہ سے -

(۲) سی وی وید هسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۱ صفحہ ۸۹ -

(۳) واٹرس آن هیونسانگ جلد ۱ صفحہ ۱۴۸ -

ہے : لوہے ' چاندی اور سونے کی (۱) - رگ وید میں قینچی وو بھورج کہا ہے (۲) - سشرت سنگھتا میں باریک دھاگے سے سینے کا ذکر موجود ہے - ریشمی چغے کو تارپیہ (۳) اور اونی کرتے کو شامول کہتے تھے (۴) - دراپی (۵) بھی ایک قسم کا سلا ہوا کپڑا ہوتا تھا جس کے متعلق سائن لکھتا ہے کہ وہ لڑائیوں میں پہنا جاتا تھا - صرف کپڑا ہی نہیں چمڑا بھی سیا جاتا تھا - چمڑے کی تھیلی کا ذکر ویدک زمانہ میں بھی ملتا ہے -

اپنے زمانہ زیربحث سے قبل کی ان باتوں کے لکھنے سے ہمارا منشا صرف یہہ ثابت کرنا ہے کہ ہمارے یہاں سینے کا فن بہت قدیم زمانہ سے معلوم تھا -

ہمارے زمانہ میں عورتوں کی معمولی پوشش انتریہ یا ساڑی تھی جو آدھی پہنی اور آدھی اوڑھی جاتی تھی - باہر جانے کے وقت اس پر اُتریہ (دوپٹہ) اوڑھ لیا جاتا تھا - عورتیں ناچنے کے وقت لہنگے جیسا زری کے کام کا لباس پہنتی تھیں جسے پیشس کہتے تھے (۱) - متھرا کے کنکالی

---

(۱) تیتریہ براہمن ۳ - ۹ - ۶ -

(۲) رگ‌وید ۸ - ۴ - ۱۶ -

(۳) اتھرووید ۱۸ - ۴ - ۳۱ -

(۴) جیمنیہ اُپنشد براہمن ۱ - ۳۸ - ۴ -

(۵) رگ‌وید ۱ - ۲۵ - ۱۳ -

(۶) رگ وید ۲ - ۳ - ۶

تھلے سے ملی ہوئی رانی اور اس کی باندی کی صورتیں ملتوش ہیں - رانی لہنگا پہنے اور اوپر سے چادر اوڑھے ہوئے ھے (۱) - اسمتھ نے اپنی کتاب میں ایک جین مورتی کے نیچے دو چیلوں اور تین چیلیوں کی کھڑی مورتیوں کی تصویر دی ھے - تینوں عورتیں لہنگے پہنے ہوئے ہیں (۲) اور لہنگے بھی آج کل کے سے ھی ہیں - دکھن میں جہاں لہنگوں کا رواج نہیں ھے وہاں آج بھی ناچتے وقت عورتیں لہنگا پہنتی ہیں - عورتیں چھینٹ کے کپڑے بھی پہنتی تھیں ' جیسا کہ اجنتا کے غار میں بچے کو گود میں لئے ایک کالی خوبصورت عورت کی تصویر سے ظاہر ھے - اس میں عورت کمر سے نیچے تک آدھی آستین کی خوبصورت چھینٹ کی انگیا پہنے ہوئے ھے (۳) - بیوپاری لوگ روئی کے چغے اور کرتے بھی پہنتے تھے - دکھن کے لوگ معمولاً دو دھوتیوں سے کام چلاتے تھے - دھوتیوں میں خوش رنگ کناری بھی ہوتی تھی - ایک دھوتی پہنتے تھے اور ایک اوڑھتے تھے - کشمیر کی طرف کے لوگ کھچلی (جانگھیا) (Half-pant) پہنتے تھے (۴) -

ان لباسوں میں رنگینی ' خوبصورتی اور صفائی کا بہت ھی لحاظ رکھا جاتا تھا - ھیونسانگ نے روئی ' ریشم اور اون کے

---

(۱) اسمتھ کی متھرا اینٹی کویٹیز ' پلیٹ ۱۴ -

(۲) ایضاً - پلیٹ ۸۵ -

(۳) اسمتھ اکسفورڈ ھسٹری آف انڈیا ۱۵۹ -

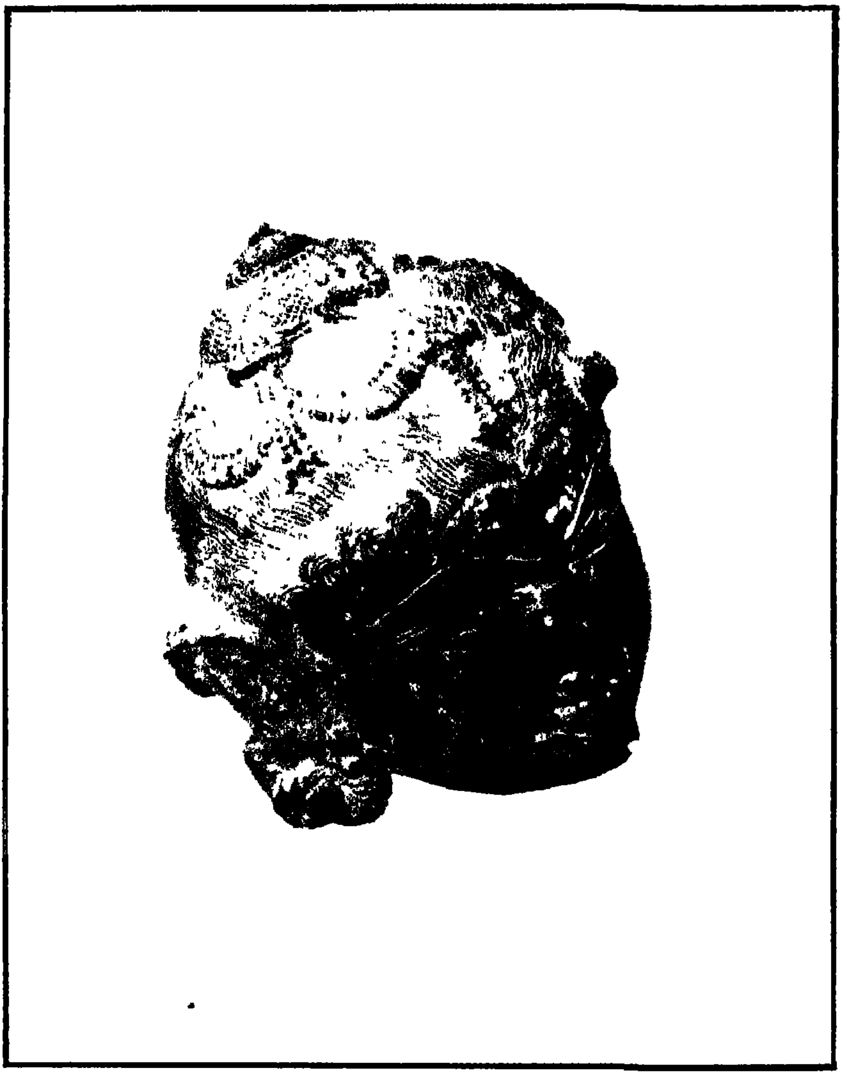
(۴) رادھا کمد مکرجی ' ھرش ' ۱۷۰ - ۱۷۷ -



(۱۴) چھینٹ کی انگیا پہنے ہوئی عورت کی تصویر

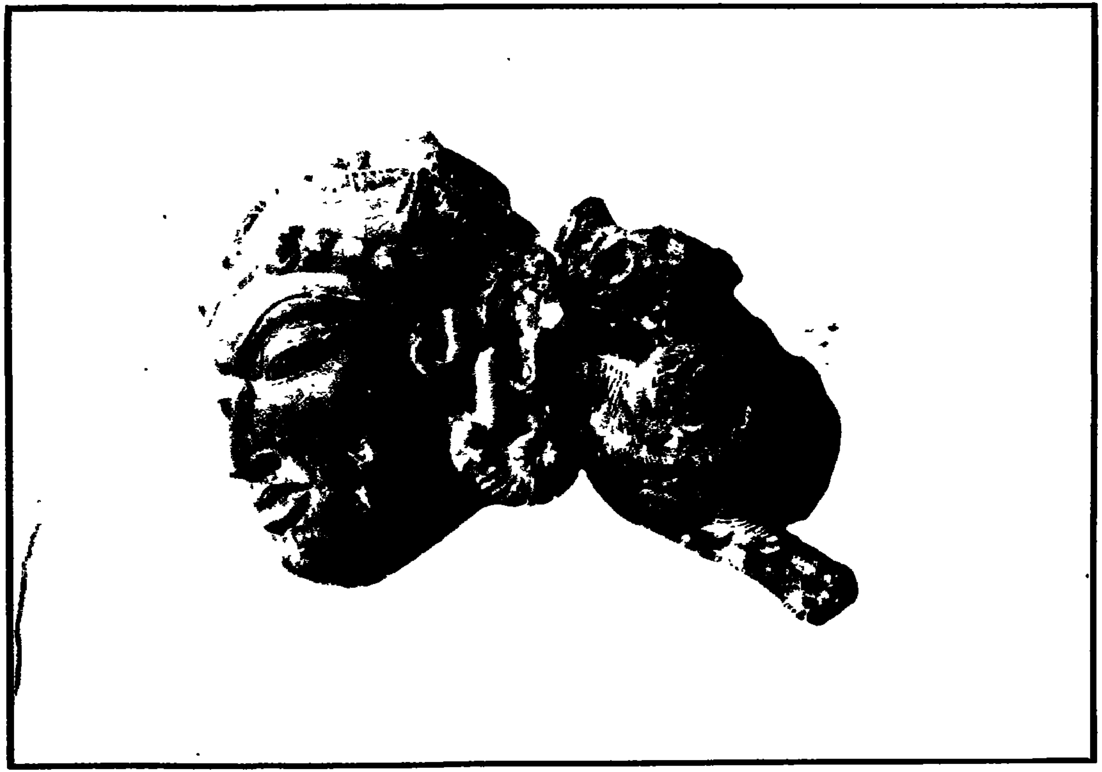
[اجنتا کے غار سے]

صفحہ ۶۴



(۱۵) زیوروں سے آراستہ عورت کا سر

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]



(۱۶) عورت کے سر میں بال کی سنوار

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳

کٹواتے تھے - چھتری لمبی ڈاڑھی رکھتے تھے - جیسا کہ بان کے ایک سپہ سالار کے سراپا سے واضح ہوتا ہے - بہت سے لوگ پیروں میں جوتے نہ پہنتے تھے (۱) -

زیور:

جسم کی آرائش زیوروں کا رواج بھی عام تھا - مرد اور عورت دونوں ہی گہنوں کے شوقین تھے - ہیونسانگ لکھتا ہے کہ راجے اور رئیس کثرت سے گہنے استعمال کرتے تھے - بیش قیمت موتیوں کے ہار ' انگوٹھیاں ' کڑے ' اور مالائیں ان کے زیور ہیں - سونے چاندی کے جڑاؤ بازوبند ' سادے یا کڑے کی شکل کے سونے کے کنڈل وغیرہ کتنے ہی زیور مستعمل تھے - کبھی کبھی عورتیں کانوں کے نیچے کے حصے کو دو جگہ چھدواتی تھیں جن میں سونے یا موتیوں کی لڑیاں پروئی جاتی تھیں - کان میں زیور پہننے کا رواج عام تھا - ایسے چھدے ہوئے کانوں کی عورتیں کی مورتوں کئی عجائب گھروں میں ہیں - پیروں میں بھی سادے یا گھونگرو والے زیور پہنے جاتے تھے - ہاتھوں میں کڑے اور سنکھہ یا ہاتھی دانت کی مرصع چوڑیاں ' بازو پر مختلف قسم کے بازوبند ' گلے میں خوبصورت اور بیش قیمت ہار اور انگلیوں میں طرح طرح کی انگوٹھیاں پہنی جاتی تھیں - پستاں کبھی کھلے ' کبھی پٹی سے بندھے ہوئے اور کبھی چولی سے ڈھکے رکھے جاتے تھے -

---

(۱) سی وی وید کی ہسٹری آف مڈیول انڈیا ج ۱ ص ۹۲ و ۹۳ -

خوش حال زن و مرد خوشبودار پھولوں کے مالے بھی پہنتے تھے - چانڈالوں کی عورتیں پیروں میں جواھر نگار کھلے پہن سکتی تھیں (۱) - ھر ایک شخص اپنی حیثیت کے مطابق زیوروں کا استعمال کرتا تھا - کسی کو زیور پہننے کی ممانعت نہ تھی - نتھہ اور بلاق کا ذکر پرانی کتابوں میں نہیں ملتا ممکن ھے مسلمانوں سے یہہ زیور لئے گئے ھوں -

علما بھی مختلف قسم کی علمی مجلسوں سے تفریح کیا کرتے تھے - ایسی مجلسیں شاھی درباروں یا علما کی صحبتوں میں ھوتی تھیں - بان بھٹ اپنی کادمبری میں راج سبھا کے علمی تفریحات کا کچھہ ذکر کرتا ھے ' مثلاً برجستہ شعر گوئی ' قصہ گوئی ' تاریخ اور پران کا سماع ' موسیقی ' پہیلیاں ' چوپدے ' وغیرہ -

غذا

کھانے میں صفائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھا جاتا تھا - اتسنگ نے اس کے متعلق بہت کچھہ لکھا ھے - هندوستان کے لوگ بذاتہ صفائی پسند ھیں ' کسی دباؤ کی وجہ سے نہیں - کھانے کے قبل وہ نہاتے ھیں ' جھوٹا کھانا کسی کو نہیں کھلایا جاتا ' کھانے کے برتن ایک کے بعد دوسرے کو نہیں دئے جاتے - مٹی اور لکڑی کے برتن ایک بار استعمال کرنے کے بعد پھر کام میں نہیں لائے جاتے - سونے ' چاندی '

---

(۱) کادمبری میں چانڈال لڑکی کا بیان -

تانبے وغیرہ کے برتن خوب صاف کئے جاتے ہوں (۱) - یہہ طریقہ صفائی اب بھی موجود ہے حالانکہ اب اس کي جانب روز بروز کم توجہ کی جاتی ہے -

ہندوستان کی غذا عموماً گیہوں ' چاول ' جوار ' باجرا ' دودھہ ' گھي ' گڑ اور شکر تھي - الادریسی انہل واڑے کے بیان میں لکھتا ہے : ' وہاں کے لوگ ' چاول ' مٹر ' پھلیاں ' اُرد ' مسور ' مچھلی اور دوسرے جانوروں کو جو خود مر گئے ہوں کھاتے ہیں کیونکہ وہ لوگ کبھی ذی روحوں کو ہلاک نہیں کرتے ' (۲) - مہاتما بدھہ کے قبل گوشت کا بہت رواج تھا - جین اور بودھہ دھرم کے اثر سے رفتہ رفتہ اس کا رواج کم ہوتا گیا - ہندو دھرم کے عروج ثانی کے وقت جب بہت سے بودھہ ہندو ہوے تو اہنسا اور سبزي خوری کو اپنے ساتھہ لائے - ہندو دھرم میں گوشت خوري گناہ سمجھي جانے لگی - گوشت سے لوگوں کو نفرت ہو گئی تھی - مسعودی لکھتا ہے کہ براہمن کسي جانور کا گوشت نہیں کھاتے - اسمرتیوں میں بھي براہمنوں کو گوشت کھانے کی ممانعت کی گئی ہے ' لیکن بعض پرانی اسمرتیوں میں شرادھہ کے موقع پر گوشت کھانے کی اجازت دی گئی ہے - اس پر ویاس اسمرتی میں تو یہاں تک کہہ دیا گیا ہے کہ شرادھہ میں گوشت نہ کھانے والا براہمن گنہگار ہو جاتا ہے - رفتہ رفتہ گوشت‌خوری کا

---

(۱) وائوس آن یون چانگ - جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ -

(۲) سي وی وید کي ہسٹري آف میڈیویل انڈیا ' جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ -

مذاق بڑھتا گیا اور براہمنوں کے ایک طبقہ نے گوشت کھانا شروع کر دیا - چھتری اور ویش بھی گوشت کھاتے تھے - ہرن، بھیڑ اور بکری کے سوا دوسرے جانوروں کا گوشت ممنوع ھے - کبھی کبھی مچھلی بھی کھائی جاتی تھی - پیاز اور لہسن کا استعمال ممنوع تھا اور جو لوگ ان کا استعمال کرتے تھے انھیں پرایشچت کرنا پڑتا تھا - شمالی هندوستان کے مقابلہ میں دکھن میں گوشت کا رواج بہت کم تھا - چنڈال هر ایک قسم کا گوشت کھاتے تھے، اس لئے وہ سب سے دور رهتے تھے -

شراب کا رواج قریب قریب نہیں تھا - دوئجوں (جنیو پہننے والوں) کو تو شراب چکھنے کی بھی ممانعت تھی - براهمن تو شراب بالکل نہیں پیتے تھے - المسعودی نے لکھا ھے کہ اگر کوئی راجہ شراب پی لے تو وہ فرمانروائی کے ناقابل سمجھا جاتا ھے - لیکن رفتہ رفتہ چھتریوں میں شراب کا رواج بڑھتا گیا - عربی سیاح سلیمان لکھتا ھے کہ هندوستان کے لوگ شراب نہیں پیتے - اس کا قول ھے کہ جو راجہ شراب پئے وہ فی‌الواقع راجہ نہیں ھے - آس پاس لڑائیاں جھگڑے ہوتے رهتے هیں، تو جو راجہ خود متوالا هو، بھلا کیونکر راج کا انتظام کر سکتا ھے (۱) - واتسیائن کے کام‌سوتر سے معلوم ہوتا ھے کہ صاحب ثروت لوگ باغیچوں میں جاتے اور شراب کی محفلیں آراستہ کرتے تھے - اس زمانہ میں صفائی کا

---

(۱) سلیمان سوداگر صفحہ ۷۸ - (ناگری پرچارنی سبھا) -

خیال بہت تھا تاہم ایک دوسرے کے ہاتھہ کا کھانے کی ممانعت نہ تھی - چھوت چھات کا خیال ویشنو دھرم کے ساتھہ پیچھے سے پیدا ہوا -

مذکورہ‌بالا حالات سے ہماری مراد یہہ ہرگز نہیں کہ ہندوستان کے لوگ صرف مادی زندگی کے دلدادہ تھے - ان کی روحانی زندگی بھی اونچے درجہ کی تھی - کتنی ہی مذہبی باتیں زندگی کا جزو بنی ہوئی تھیں - پنچ مہایگیہ ہر ایک گرہستھہ کے لئے لازمی تھا ' مہمان‌نوازی تو فرض سمجھی جاتی تھی - یگیوں میں جانوروں کی قربانی بودھہ دھرم کے باعث کم ہو گئی تھی اس زمانہ میں یگیہ بہت کم ہوتے تھے - مگر ہندوؤں کے عروج ثانی کے ساتھہ یگیوں کا پھر رواج ہو گیا ' ہمارے زمانہ زیر بحث میں بڑے بڑے یگیوں کا ذکر نہیں ملتا -

غلامی کا رواج

ہندو تہذیب اعلیٰ درجہ کی تھی ضرور پر غلامی کا رواج بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا - یہہ رواج ہمارے زمانہ زیر تنقید کے بہت قبل سے چلا آتا تھا - منو اور یاگیہ‌ولکیہ کی اسمرتیوں میں غلامی کے رواج کا ذکر موجود ہے - یاگیہ‌ولکیہ اسمرتی کے تفسیر نویس وگیانیشور نے (بارھویں صدی) پندرہ قسم کے غلاموں کا ذکر کیا ہے : خانہ‌زاد (گھر کی لونڈی سے پیدا) ' کریت (خریدا گیا) ' لبدھہ (دان‌میں ملا ہوا) ' دایا دو پاگت (خاندانی) ' اناکال بھریت (قحط میں مرنے سے بچایا ہوا) '

آهت (روپیه دے کر اپنے پاس رکھا هوا)، رین داس (قرض کی علت میں رکھا هوا)، یدهه پرایت (لڑائی میں پکڑا هوا)، پلیجت (جوے وغیرہ میں جیتا هوا)، پربرجیاوست (سادهو هونے کے بعد بگڑ کر بنا هوا)، کریت (ایک خاص مدت کے لئے رکھا هوا)، بڑواهرپت (گهر کی لونڈی کے فراق میں آیا هوا) اور آتمبکریتا (اپنے آپ کو بیچنےوالا) - غلام جو کچھ کماتا تها اُس پر اس کے مالک کا حق هوتا تها - کچھ لوگ غلاموں کو چوری کر کے انهیں بیچ ڈالتے تهے -

یہاں کی غلامی دوسرے ملکوں کی غلامی کی طرح حقیر، قابل نفرت اور شرمناک نه تهی - یه غلام گهروں میں گهر کے آدمیوں کی طرح رهتے تهے - تیوهار اور تقریبوں میں غلاموں کی بهی خاطر کی جاتی تهی - جو غلام تندهی سے کام کرتے تهے اُن کے مالک اُن کے ساتھ بہت اچها سلوک کرتے تهے - سلطنت کی طرف سے غلاموں کے ساتھ رحم اور انسانیت کا برتاؤ کرنے کے لئے قانون بنے هوے تهے - یاگیهولکیه اسمرتی میں لکها هے که زبردستی غلام بنائے هوے اور چوروں سے خریدے گئے غلاموں کو اگر مالک خود آزاد نه کر دے تو راجه انهیں آزاد کرا دے - کوئی سانحه پیش آجانے پر آقا کی جان بچانے کے صله میں غلام آزاد کر دیا جاتا تها (۱) - نارد اسمرتی میں تو یہاں تک لکها هوا هے که آقا کی جان بچانےوالے غلام کو

---

(۱) متاکشرا صفحه ۲۳۹ -

اولاد کی طرح جائداد میں ورثہ بھی دیا جاے - جو لوگ قرض کی علت میں غلام بنتے تھے وے قرض ادا کر دینے پر آزاد ہو سکتے تھے - تحطزدے غلام دو گائیں دےکر، آٹھ غلام روپئے دےکر، لڑائی میں پکڑے ہوے اپنے کو خود بیچنے والے اور جوئے وغیرہ میں جیتے ہوے غلام کوئی نمایاں خدمت انجام دےکر یا عوض دےکر آزاد ہو سکتے تھے (۱) - متاکشرا میں اُس زمانہ میں غلاموں کو آزاد کرنے کا طریقہ بھی لکھا ہوا ہے - آقا غلام کے کندھے سے پانی کا بھرا ہوا گھڑا اتھاتا اور اُسے توڑ کر اکشت، پھول وغیرہ غلام پر پھینکتا ہوا تین بار کہتا تھا «اب تو میرا غلام نہیں ہے» - یہہ کہہ کر اسے آزاد کر دیتا تھا - یہاں کے غلام معتمد ملازم سمجھے جاتے تھے - اُن کے ساتھہ کسی طرح کی سختی یا زیادتی روا نہ رکھی جاتی تھی - ایسی حالت میں چینی اور عرب سیاحوں کو ملازموں اور غلاموں میں کوئی فرق ہی نظر نہ آیا - پھر وہ لوگ غلاموں کا ذکر کیسے کرتے ؟

توہمات

ادبیات اور نظریات میں انتہائی ترقی ہونے کے باوجود عوام میں توہمات کی کمی نہ تھی - لوگ جادو ٹونے، بھوت بریت وغیرہ کے معتقد تھے - جادو ٹونے کا رواج

---

(۱) متاکشرا صفحہ ۲۴۹ - ۵۰ -

هندوستان میں زمانہ قدیم سے' چلا آتا تھا - اتھرو وید میں تسخیر ' تالیف ' تخویف وغیرہ کا ذکر موجود ھے - راجہ کے پروھت اتھرو وید کے عالم ہوتے تھے - دشمنوں کا خاتمہ کرنے کے لئے راجہ جادو ٹونے اور عملیات بھی کام میں لاتا تھا - ھمارے زمانہ زیر بحث میں ان توھمات کا بہت زور تھا - بان نے پربھاکروردھن کی موت کے وقت لوگوں کے آسیب کا شبہہ کرنے اور اُس کے رد عمل کا ذکر کیا ھے (۱) - کادمبری میں بھی بان نے لکھا ھے کہ ولاس‌وتی اولاد کے لئے تعویذ پہنتی تھی ' گنڈے باندھتی تھی ' گیدڑوں کو گوشت کھلاتی تھی ' بھوتوں کو خوش کرتی تھی اور رمالوں کی خاطر تواضع کرتی تھی - اِسی طرح حمل کے وقت ارواح خبیث سے اس کی حفاظت کرنے کے لئے پلنگ کے نیچے راکھ کے حلقے بنانے ' گوروچن سے بھوج‌پتر پر لکھے ھوئے منتروں کے جنتر باندھنے ' چڑیل سے بچنے کے لئے مور پنکھوں کے اُرسھنے ' سفید سرسوں بکھیرنے وغیرہ عملیات کا ذکر کیا ھے (۲) - بھوبھوتی نے مالتی‌مادھو میں لکھا ھے کہ اگھورگھنٹ مالتی کو دیوی کے مندر میں حصول مقصد کے لئے قربان کرنے لے گیا تھا - " گوڈوھو " میں بھی دیوی کو خوش کرنے کے لئے آدمیوں اور جانوروں کے قربان کئے جانے کا ذکر ھے - ان اسباب سے ظاھر ہوتا ھے

---

(۱) بان کا ھرش چرت صفحہ ۱۵۴ -
(۲) کادمبری صفحہ ۱۲۸ - ۳۰ -

که همارے زمانہ متعینہ تک ہندوستان میں توہمات کا خاص زور تھا - لوگ بھوت ' پریت ' ڈائنکنی ' شاکنی ' وغیرہ کے معتقد تھے - سومیشور کوي کے سورتھو تسو ' نامی کاویہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ راجہ لوگ جادو منتروں سے دشمنوں کو قتل کرانے یا زخموں کو منتروں کے ذریعہ اچھا کرنے کا عمل کرتے تھے - دیویوں کو خوش کرنے کے لئے جانوروں اور آدمیوں کو بلی دینے کے لئے وحشیانہ اور شرمناک رسم اس وقت بھی موجود تھي -

اطوار

اس موضوع کو ختم کرنے کے پہلے اس زمانہ کی عادات و اطوار پر بھی چند الفاظ لکھنا بے موقع نہ ہوگا - زمانہ قدیم سے ہی ہندوستانیوں کے اطوار بہت ہی پسندیدہ اور نیک رہے ہیں - میگاستھنیز نے لکھا ہے کہ وہ لوگ سچ بولتے تھے ' چوری نہیں کرتے تھے ' اور نہ اپنے گھروں میں تالے ڈالتے تھے - جواں‌مردي میں ایشیا میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا - وہ بہت حلیم اور جفاکش تھے ' انہیں عدالت میں جانے کی ضرورت کبھي نہ ہوتی تھی - یہہ کیفیت زمانہ قدیم میں ہي نہیں تھی - ہمارے زمانہ کے سیاحوں نے بھی ان کے خوش‌کردار ہونے کی خوب تعریف کی ہے - ہیونسانگ لکھتا ہے کہ ہندوستان کے لوگ سادگی اور ایمانداری کے لئے مشہور ہیں - وہ کسي کا مال غصب

10

نہیں کرتے - الادریسی لکھتا ہے کہ هندوستان کے لوگ همیشه حق کی حمایت کرتے هیں ، حق سے دشمنی نہیں کرتے - اُن کے معاملات کی صفائی نیک نیتی اور صداقت مشہور ہے - ان معاملات میں وہ اتنے نیک نام هیں کہ دوسرے ممالک کے لوگ بلا خوف ان سے تعلقات پیدا کرتے هیں جس سے ان کا ملک خوش‌حال هوتا جاتا ہے - (۱) تیرھویں صدی کا شمس‌الدین ابو عبداللہ بدیع‌الزمان کے فیصلہ کا اقتباس کرتے هوے لکھتا ہے کہ هندوستان کی آبادی بہت گھنی ہے ، وهاں کے لوگ دھوکے اور بد نیتی سے نفرت کرتے هیں - زندگی اور موت کی وہ بالکل پروا نہیں کرتے - (۲) مارکو پولو (تیرھویں صدی) نے لکھا ہے کہ براهمن اچھے تاجر اور حق پرور هیں - وہ گوشت مچھلی کا استعمال نہیں کرتے اور کامل احتیاط سے زندگی بسر کرتے هیں - وہ طویل‌العمر هوتے هیں - (۳) - اُس زمانہ کے چھتری چار پائی پر مرنا شرمناک سمجھتے تھے ، شمشیر بکف مرنے کی ان کی تمنا رهتی تھی - یہہ موقع نہ ملتا تھا تو وہ لوگ دریا میں کود کر ، پہاڑوں سے گر کر یا آگ میں جل کر جان دے دیتے تھے - بلال سین اور دھنگ دیو کے پانی میں ڈوب

---

(۱) الیٹ ، جلد ۱ صفحہ ۸۸ -

(۲) میکس مولر ، انڈیا - صفحہ ۲۷ -

(۳) مارکو پولو ، جلد ۲ صفحہ ۳۵۰ - ۶۰ -

مرنے اور مریچھہ‌کٹک کے مصنف شودرک وغیرہ کے آگ میں جل مرنے کی نظیریں ملتی ھیں - بعض اوقات براھمن بھی ضعیف ھو جانے پر آگ میں جل مرتے یا پانی میں کود پڑتے تھے - سکندر کے زمانہ میں ایک براھمن کے آگ میں جل مرنے کا پتہ لگتا ھے - مارکو پولو نے بھی اس رسم کا ذکر کیا ھے - (۱)

هندوستانی تہذیب میں عورتوں کا درجہ

کسی قوم کی معاشرت اس وقت تک مکمل نہیں سمجھی جاتی جب تک اس میں عورتوں کا درجہ اونچا نہ ھو - زمانہ سلف بعید میں عورتوں کا بہت احترام کیا جاتا تھا اسی لئے انہیں اردھانگنی (مردوں کے جسم کا نصف) کا نام دیا گیا تھا - گھر میں ان کا درجہ بہت بلند تھا - یگیہ وغیرہ رسوم میں شوھر کے ساتھہ بیٹھنا لازمی تھا - راماین اور مہابھارت میں ھی نہیں ان کے بعد کے ناٹکوں میں بھی عورتوں کا درجہ بہت اونچا بتایا گیا ھے - ھمارے زمانہ تک بھی عورتوں کا معاشرت میں بہت اونچا درجہ تھا - بھوبھوتی اور نارائن بھٹ کے ناٹکوں سے معلوم ھوتا ھے کہ اس زمانہ میں عورتوں کا کافی وقار تھا -

عورتوں کی تعلیم

پچھلے زمانہ کی طرح اس زمانہ میں عورتوں اور شودروں کو تعلیم دینا خطرناک نہ سمجھا جاتا تھا - ہاں بہت

---

(۱) سی وی وید ' ھسٹری آف میڈیول انڈیا ' جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ -

نے لکھا ہے کہ راج شری کو بودھہ اصولوں کی تعلیم دینے کے لئے دواکرمتر کا تقرر ہوا تھا - بہت سی عورتیں بودھہ بھکشو بھی ہوتی تھیں جو یقیناً بودھہ عقائد سے کما حقہ واقف ہوتی ہوں گی - شنکرا چاریہ کے ساتھہ شاستراتھہ کرنے والے منڈن مسر کی بیوی کے متعلق یہہ روایت مشہور ہے کہ اُس نے شنکرا چاریہ کو بھی لاجواب کر دیا تھا - مشہور شاعر راج شیکھر کی بیوی اونتی سندری علم و فضیلت میں یگانہ روزگار تھی - راج شیکھر نے دیگر علما سے اپنے اختلاف رائے کا اظہار کرتے ہوئے جہاں اور علما کی رایوں کا حوالہ دیا ہے وهاں تین مقامات پر اس نے اونتی سندری کی رائے کا بھی حوالہ دیا ہے - اونتی سندری نے پراکرت میں مستعمل ہونے والے دیسی الفاظ کی ایک لغت بھی بنائی جس میں ہر ایک لفظ کے استعمال کی سند اس نے اپنی ہی تصنیف سے پیش کی تھی - هیم چندر نے اپنی دیسی نام مالا میں دو جگہوں پر اس کے اختلاف رائے کا ذکر کر کے ثبوت میں اس کے اشعار پیش کئے ہیں - عورتوں کی تعلیم کے متعلق راج شیکھر اپنے خیالات یوں ظاہر کرتا ہے - "مردوں کی طرح عورتیں بھی شاعرہ ہوں - ملکہ تو روح میں ہوتا ہے، وہ مرد یا عورت کے جنس میں تمیز نہیں کرتا - راجاؤں اور وزیروں کی بیٹیاں، ارباب نشاط، پنڈتوں کی بیویاں شاستروں کی ماہر اور شاعرہ دیکھی جاتی ہیں (۱) - ہمارے زمانہ میں

---

(۱) ناگری پرچارنی پتریکا حصہ ۲ صفحہ ۸۰ - ۸۵ -

بھی متعدد عورتیں شاعرہ ھوئی ھیں - ان میں سے کچھہ کے نام یہہ ھیں - اِندو لیکھا ، مارولا ، موریکا ، وجکا ، شیلا ، سبھدرا ، پدم سری ، مدالسا اور لکشمی - اتنا ھي نہیں ، عورتوں کو ریاضیات کی تعلیم بھی دي جاتی تھی - بھاسکراچاریہ (بارھویں صدی کے آخر میں) نے اپنی لڑکی لیلاوتی کو حساب سکھانے کے لئے لیلاوتی نام کی کتاب لکھی - فنون لطیفہ کی تعلیم تو عورتوں کو خاص طور پر دی جاتی تھی - بان نے راج سری کو گانا ، ناچنا وغیرہ سکھانے کے لئے خاص انتظام کئے جانے کا ذکر کیا ھے - (۱) تلاش کرنے سے تاریخ میں ایسی اور بہت سی مثالیں مل سکتي ھیں -

پردہ

اس زمانہ میں پردہ کا رواج نہ تھا - راجاؤں کی عورتیں درباروں میں آتی تھیں - ھیونسانگ لکھتا ھے کہ جس وقت ھون راجہ مہر کل شکست کھانے کے بعد پکڑا گیا اس وقت بالادتیہ کی ماں اس سے ملنے گئی تھی - ھرش کی ماں بھی اراکین دربار سے ملتی تھی - بان کادمبري میں لکھا ھے کہ بلاس وتی مختلف شگون جاننے والے جوتشیوں اور مندر کے پجاریوں اور براھمنوں سے ملتی تھی اور مہا کال کے مندر میں جاکر مہا بھارت کي کتھا سنتی تھی -

---

(۱) رتناولي - ایکٹ ۲ -

راج سری هیونسانگ سے خود ملی تهی - اُس زمانه کے ناٹکوں میں بهی پرده کا کوئی ذکر نہیں هے - سیاح ابوزید نے لکها هے که مستورات ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کے سامنے آتی تهیں ، میلوں اور باغوں میں سیر و تفریح کے لئے مردوں کے ساتهه عورتیں بهی جاتی تهیں - کام سوتر میں اس کا ذکر کیا گیا هے - عورتیں فوجی ملازمت بهی کرتی تهیں ، اور راجاؤں کے ساتهه دربار ، هوا خوری ، لڑائی وغیره میں شریک هوتی تهیں - وه مسلح هو کر گهوڑے پر سوار هوتی تهیں - کہیں کہیں لڑائی میں رانیوں اور دیگر عورتوں کے گرفتار کئے جانے کا ذکر بهی آیا هے - دکهن کے پچهمی سولنکی وکرما دتیه کی بہن اکا دیوی طبعاً دلیر واقع هوئی تهی - اور فن سیاست میں اتنی ماهر تهی که چار صوبوں پر حکومت کرتی تهی - ایک کتبه سے معلوم هوتا هے که اسی نے (بیلگانوں ضلع کے) گوکاک کے قلعه کا محاصره بهی کیا تها - اسی طرح اور بهی ایسی مثالیں دی جا سکتی هیں جن سے ثابت هوتا هے که اس زمانه میں پرده کا چلن نه تها - البته تحقیق هے که راجاؤں کے محلوں میں هر خاص و عام کو جانے کی اجازت نه تهی - مسلمانوں کے آنے کے بعد پرده کا رواج شروع هوا - شمالی هندوستان میں مسلمانوں کا زور زیاده تها - اس لئے وهاں اونچے خاندانوں میں گهونگٹ اور پرده دونوں هی کا رواج زور پکڑتا گیا - جن صوبوں میں مسلمانوں کا اثر زیاده نه هوا وهاں پرده یا گهونگٹ کا رواج بهی نه چلا - آج بهی

راجپوتانہ سے دکھن سارے ہندوستان میں کہیں پردہ نہیں ہے اور کہیں ہے بھی تو برائے نام -

شادي

منو اسمرتی میں ' جو ہمارے زمانہ زیر تلقید سے پہلے بن چکي تھی آٹھہ قسم کی شادیوں کا ذکر ہے - براہم ' دیو ' آرش ' پراجاپتہ ' آسر ' گاندھرو ' راکشس اور پشاچ - بہت ممکن ہے کہ اس وقت ان آٹھوں قسموں کی شادیوں کا رواج رہا ہو - لیکن روز بروز کم ہوتا جاتا تھا - یاگیہ‌ولکیہ نے ان سب کی تشریح کر کے پہلی چار قسموں کو ھي مرجح کہا ہے - وشنو اور شنکھہ اسمرتیوں میں پہلی چار قسموں کو ھی جائز کہا ہے - ہاریت اسمرتي میں تو صرف براہم بواہ کو مناسب کہا گیا ہے -

اونچے خاندانوں میں کثرت ازدواج کی رسم موجود تھی - راجہ ' سردار اور اہل ثروت کئی کئی شادیاں کرتے تھے - ایک کتبہ میں کلچوری راجہ گانگیے دیو کے مر جانے پر اس کی بہت سی رانیوں کے ستی ہونے کا ذکر ملتا ہے - اس زمانہ تک کمسنی کي شادیوں کا رواج نہ تھا - کالی داس نے شکنتلا سے دشینت کے ملنے کا واقعہ لکھا ہے - شکنتلا اس وقت بالغ ہو گئی تھي - گریہیہ سوتروں میں شادي کے کچھہ دنوں بعد گربھادھان کرنے کا ذکر ہے - اس سے صاف ظاہر ہے کہ لڑکیاں بالغ ہوتي تھیں - منو اسمرتی میں لڑکی کي عمر ۱۶ بتلائي ہے - راج سری کی عمر شادي کے وقت ۱۲ سال تھی - کادمبری سے معلوم ہوتا ہے

که مہا شویتا اور کادمبری دونوں کی عمر شادي کے قابل تهي - هاں همارے دور متعہدہ کے آخری حصہ میں کم‌سنی کي شادیوں کا آغاز هو چلا تها - مسلمانوں کے آنے کے بعد اس رواج نے زیادہ زور پکڑا - بدهوا بواہ اگر پہلے کی طرح عام نہ تها ' لیکن متروک بهی نہ هوا تها - یاگیہ‌ولکیہ اسمرتي میں بدهوا بواہ کا ذکر موجود هے - وشنو نے یہاں تک لکھا هے که باکرہ بدهوا کی شادی سے جو لڑکا پیدا هو وہ جائداد کا وارث بهی هے - پراشر تک نے لکھا هے که اگر کسی عورت کا خاوند مر گیا هو یا سادهو بن گیا هو ' لا پتہ هو گیا هو ' ذات سے خارج هو گیا هو ' یا قوت مردی سے محروم هو گیا هو تو وہ دوسری شادی کر سکتي هے - مشہور جین منتری وستوپال تیج‌پال کا بیوہ سے پیدا هونا مشہور هے - یہہ رواج رفتہ رفتہ کم هوتا گیا اور آخری دوئجوں (جنیو پہننےوالوں) میں بالکل غائب هو گیا - البیرونی لکهتا هے که عورت بیوہ هو جانے پر شادي نہیں کر سکتی - بدهواؤں کے پہناوے اور وضع و قطع بهي عام عورتوں سے جدا هوتے تهے - بان نے راج شری کے بیوہ هو جانے پر اس کا ذکر کیا هے - آج بهي اونچی ذاتوں میں بدهوا بواہ کا رواج نہیں ' مگر نیچی ذاتوں میں عام هے -

رسم ستي

ستی کا رواج همارے زمانہ کے کچهہ پہلے شروع هو گیا تها - اور مخصوص میں کسی نہ کسی وجہ سے اُس کا

رواج بڑھتا گیا - ہرش کی ماں خود ستی ہو گئی تھی - ہرش چرت میں اس کا ذکر موجود ہے - راج سری بھی آگ میں کودنے کو تیار ہو گئی تھی ' پر ہرش نے اُسے روک لیا - ہرش کی تصنیف "پریہ درشیکا" میں وندھیہ کیتو کی عورت کے ستی ہونے کا ذکر آیا ہے - اس کے پہلے چھٹویں صدی کے ایک کتبہ سے بھانوگپت کے سپہ‌سالار گوپ راج کی بیوی کے ستی ہونے کی نظیر موجود ہے - البیرونی لکھتا ہے "بدھوائیں یا تو تپسونی کی زندگی بسر کرتی ہیں ' یا ستی ہو جاتی ہیں - راجاؤں کی عورتیں ' اگر بوڑھی نہ ہوں تو ستی ہو جاتی ہیں " (۱) - سبھی بیواؤں کے لئے ستی ہونا لازمی نہ تھا - یہہ امر عورتوں کی مرضی پر مبنی تھا -

ان رواجوں کے باوجود معمولی طور پر عورتوں کی تمدنی حالت بری نہ تھی - اُن کی کماحقہ عزت و تعظیم کی جاتی تھی - ویدویاس نے ملو اسمرتی میں اُن کے معمولات کا جو ذکر کیا ہے وہ پڑھنے لائق ہے - اُس کا لب‌لباب یہ ہے - عورت شوہر سے پہلے اُٹھہ کر گھر صاف کرے ' اسنان کرے اور کھانا پکائے ' شوہر کو کھلاکر پوجا کرے - تب خود کھائے ' باقی دن آمدنی و خرچ وغیرہ کے انتظام میں صرف کرے - شام کو بھی گھر میں جھاڑو

(۱) البیرونی جلد ۲ - صفحہ 155 -

اور چوکا لگاکر کھانا پکاوے اور خاوند کو کھلاوے - منو اسمرتی میں لکھا ہے کہ جس گھر میں عورتوں کی عزت ہوتی ہے ۔ وہاں دیوتا رہتے ہیں - اُسی میں لکھا ہے - اچارج اپادھیائے سے اور باپ آچارج سے دس گنا قابل تعظیم ہے ۔ لیکن ماں باپ سے ہزار گنی قابل تعظیم ہے - عورتوں کی قانونی حیثیت بھی کمتر نہ تھی - ان کی ذاتی ملکیت کے متعلق قانون بنے ہوئے تھے - وہ بھی جائداد کی وارث ہو سکتی تھیں - اس مسئلہ کے متعلق ہم تفصیل سے آیندہ لکھیں گے -

دوسری تقریر

ادبیات

قدیم ہندوستان کا ادب بہت جامع، پرمغز اور بلندپایہ تھا - علمائے ہند نے ہر ایک صنف میں طبع آزمائی کی تھی - ادب، صرف و نحو، آیورویدِ، نجوم، ریاضیات، نظریات، صنعت و حرفت، سبھی شعبے کمال کی انتہا تک پہنچ چکے تھے - ہم یہاں ترتیب‌وار ان شعبوں کی ترقیوں کا کچھ مختصر ذکر کرنے کی کوشش کریں گے - یہاں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ زمانہ قدیم میں ادب سے صرف ادب لطیف یعنی شعر، ناٹک، ناول، قصے، کہانیاں، علم عروض وغیرہ ہی مراد ہوتے تھے - حالانکہ فی زمانہ ادب کا مفہوم بہت جامع ہو گیا ہے اور سبھی علوم و فنون اس کے تحت میں آجاتے ہیں -

ہمارے دور کے ادبیات زبان کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہیں -

(۱) سنسکرت ادب سب سے زیادہ گرانمایہ ہے - اس زمانہ میں سنسکرت ہی درباری زبان تھی - سلطنت کے سارے کاروبار اسی زبان میں ہوتے تھے - کتبے، تامبر پتر وغیرہ بھی عموماً اسی زبان میں لکھے جاتے تھے - اس کے علاوہ سنسکرت سارے ہندوستان کے علما کی زبان تھی - اس لئے اس کا رواج کل ہندوستان میں تھا -

(۲) پراکرت بھاشا عوام کی زبان تھی - یہی بول چال کی زبان تھی - اس کا ادب بھی بہت ترقی کر چکا تھا -

(۳) جنوبی ھند میں اگرچہ علما میں سنسکرت کا رواج تھا ' مگر وھاں بول چال کی زبان دراوڑی تھی جس میں تامل ' تلگو ' ملیالم ' کنڑی وغیرہ زبانیں شامل تھیں - ھمارے زمانہ میں ان زبانوں کا ادب بھی ترقی کے شاھراہ میں گامزن ھوا - اب ھم سلسلہ وار ان تینوں بھاشاؤں کی ادبیات پر غور کرتے ھیں -

سنسکرت ادبیات کی ارتقائی رفتار

ادبیات کے اعتبار سے ھمارا دور مخصوص ترقی کر چکا تھا - ھمارے زمانے سے بہت قبل سنسکرت ادب مدون ھو چکا تھا ' لیکن اس زمانہ میں اس کی ترقی کی رفتار قائم رھی - ھم اس زمانہ میں سنسکرت زبان میں دیگر زبانوں کی طرح لفظوں کی ترکیب، یا زبان کے قواعد میں کوئی تغیر نہیں دیکھتے - اس کا خاص سبب یہہ ھے کہ عیسوی کی قبل چھٹویں صدی میں پانني نے اپنے ویاکرن کے سخت قاعدوں سے سنسکرت زبان کو جکڑ دیا اور کسی شاعر یا عالم کو یہہ حوصلہ نہیں ھوا کہ وہ پانني کے اصولوں سے منحرف ھو ' کیونکہ پانني کو لوگ مہرشی سمجھتے تھے ' اور سب کو ان سے عقیدت تھی - ان کے اصولوں کو توڑنا پاپ تھا - یہہ حالت زمانہ قدیم سے چلي آتی ھے - جبھی تو پتنجلي نے بھی پانني کے سوتروں میں بعض

موقعوں پر فلطہاں دکھاتے ہوئے یہ کہہ کر اپنی جان بچائی تھی کہ پانڈی کے مطالب سمجھنا میرے استعداد سے بالاتر ہے - اس زمانہ میں سنسکرت میں لطافت پیدا کرنے کی بہت کوشش کی گئی - اس کا ذخیرہ الفاظ بھی بہت بڑھ گیا - سنسکرت لکھنے کے مختلف طرزوں کی ایجاد ہوئی - یہ نشونما سن ۶۰۰ عیسوی سے نہیں ' اس سے بہت قبل شروع ہو چکی تھی - خدائے سخن کالی داس ' بھاس ' اشو گھوش وغیرہ بھی اپنی سحرآرائیوں سے سنسکرت ادب کو مالامال کر چکے تھے - رامائن اور مہابھارت اور پہلے ہی جلوہ‌افروز ہو چکے تھے - لیکن یہ اس ترقی کی انتہا نہ تھی - سن ۶۰۰ عیسوی کے بعد یہ ترقی کا دور بدستور قائم رہا - ہمارے زمانے میں سیکڑوں نظم و نثر ' ناٹک ' اپنیاس ' کتھائیں ' وغیرہ تصنیف ہوئیں -

اس زمانے کے ادب کی بعض بہترین نظمیں

ہندوستانی ادب میں آج جتنی کتابیں موجود ہیں انہیں سے ہم اس زمانہ کی ادبی ترقی کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے - اس زمانہ کی ہزاروں لاجواب تصنیفیں تلف ہو چکی ہیں اور ہزاروں ایسی پوشیدہ جگہوں میں چھپی ہوئی ہیں جن کا ابھی تک کسی کو علم نہیں ہے - خدا کے فضل سے جو تصانیف دستبرد روزگار سے بچ رہی ہیں ان کی تعداد تھوڑی ہے - پھر بھی اس زمانہ کے ادب کی جو یادگاریں بچ رہی ہیں وہ اس ادب کی رفعت اور

وسعت کا پتہ دے رهی هیں - اس زمانہ کی موجودہ نظموں اور ادبیات سے پتہ چلتا هے کہ اس زمانہ کی زیادہ تر تصانیف رامائن اور مہابھارت کے واقعات سے هی ماخوذ هیں - هم اگر ان دونوں قصوں سے متعلق تصانیف کو خارج کر دیں تو بقیہ کتابوں کی تعداد بہت تھوڑی رہ جائیگی - یہاں هم سنسکرت کے بعض ادبی جواهرریزوں کا ذکر کرتے هیں -

کراتارجن ... اس کا مصنف بھاروی ساتویں صدی میں هوا تھا - اس کا تعلق مہابھارت کے واقعات سے هے - یہ مثنوی صرف ادبی خوبیوں کے اعتبار سے نہیں سیاسیات کے اعتبار سے بھی اعلیٰ درجہ کی هے - لطافت معنوی اس کا خاص وصف هے - اس کے آخری حصہ میں شاعر نے صنعت الفاظ کے نادر نمونے پیش کئے هیں - ایک شلوک میں تو "न" کے سوا اور کوئی حرف هی نہیں آنے پایا - صرف آخر میں ایک त هے (۱) -

امروشتک بھی ایک لاثانی شاعرانہ تصنیف هے - اس کے متعلق مشہور عالم ڈاکٹر میکڈانل نے لکھا هے کہ مصنف عشاق کی خوشی اور رنج ' فراق اور وصال کے جذبات لکھنے میں یدطولی رکھتا هے -

بھٹی کاویہ - اسی بھٹی نے جو ولبھی راجہ دھرسین کا وظیفہ‌خوار تھا ' ادبیات کے پیرایہ میں صرف و نحو کے

न नोननुन्नो नुन्नोनो नाना नानानना ननु ।
नुन्नोऽनुन्नो ननुन्नेनो नानेनानुन्ननुन्ननुत् ॥
(۱) کراتارجن - سرگ ۱۵ - شلوک ۱۴

خشک اصولوں کو سکھانے کے لئے لکھا ہے - اس کے ساتھہ ہی رام چندر کا قصہ بھی بیان کیا ہے -

شوپال بدھہ — اس میں کرشن کے ہاتھوں شوپال کے مارے جانے کا قصہ نظم کیا گیا ہے - اس کا مصنف ماگھہ ساتویں صدی کے دوسرے نصف میں ہوا - اس نظم میں حسن بیان کے ساتھہ تشبیہات، لطافت معنوی اور محاسن شاعری کا نادر نمونہ ہے - اس کی شاعری کے متعلق مشہور ہے —

"کالی داس تشبیہات کا بادشاہ ہے، بھاروی لطافت معنوی میں یکتا، دنڈی محاسن شاعری میں فرد، لیکن ماگھہ ان تینوں اوصاف میں بے مثل ہے" -

نلواودے — اس میں نل دمینتی کا قصہ نظم کیا گیا ہے - اس کا طرز بیان اور تلونِ بحر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے - قافیوں کی بندش اس کی ایک خاص خوبی ہے - قافئے صرف آخر میں نہیں، وسط میں التزاماً لائے گئے ہیں - یہ کتاب سنسکرت ادب میں ایک معجزہ ہے -

راگھو پانڈوی — اس کے مصنف کا نام کوی راج (سن ۸۰۰ع) - اس کتاب میں راماین اور مہابھارت کے واقعات ساتھہ ساتھہ نظم کئے گئے ہیں - ہر ایک شلوک کے دو معنی ہوتے ہیں - ایک راماین کی کتھا کا مظہر ہے، دوسرا مہابھارت کی کتھا کا - اس طرز کے اور بھی کاویہ موجود ہیں -

پارشوابھودے — یہ کتاب جین آچارج جن سین نے دکھن کے راشٹرکوٹ راجہ اموگھہ برش (نویں صدی) کے زمانہ میں لکھی - اس کی خوبی یہہ ہے کہ پارس ناتھہ کے حالات کے ساتھہ کہیں آخری بند، کہیں پہلا اور چوتھا بند، کہیں پہلا اور تیسرا بند، اور کہیں دوسرا اور تیسرا بند میگھدوت سے لیا ہے - اس طرح اپنی ضخیم نظم میں اس نے تمام و کامل میگھدوت کو شامل کر دیا ہے اور اپنے قصہ کی روانی میں کہیں رکاوٹ نہ پیدا ہونے دی - اس کتاب سے میگھدوت کا صحیح متن معلوم ہو جاتا ہے -

یوں تو سنسکرت کا تمام و کمال حصہ نظم موسیقیت سے پر ہے اور اُسے گیت (Lyric poetry) کہہ سکتے ہیں، لیکن جے دیو کی تصنیف گیت گووند جو بارھویں صدی میں لکھی گئی اس اعتبار سے اپنا نظیر نہیں رکھتی - شاعر نے ہر شکل بحروں میں حسن بندش کا کمال دکھایا ہے - اپنی عدیم المثال قدرت کلام سے اُس نے صنائع لفظی اور قافیہ کی موزونی کو اس طرح یکجا کیا ہے کہ ساری نظم بے انتہا شیریں اور پرتاثیر ہے - اُسے مختلف راگوں میں لوگ گا سکتے ہیں - اس تصنیف نے بڑے بڑے مغربی علما کو حیرت میں ڈال دیا ہے - اور کئی نقادوں نے تو اُسے موسیقیت کی انتہا مان لی ہے -

ان کے علاوہ اور بھی کتنی ہی رزمیہ نظمیں ہمارے زمانہ زیر بحث میں لکھی گئیں جن میں سے بعضوں کے

نام درج ذیل هیں - مشهور شاعر چهیمیندر نے « راماین منجری » « بهارت منجری » اور « دس اوتار چرت » « سمے ماترکا » « چانک مالا » « کوي کنٹهه آبهرن » « چتربرگ سنگره » وغیره چهوٹی بڑی کئی کتابیں تصنیف کیں - کمارداس کا « جانکی هرن » هردت کا « راگهو نیشدهی » منکهه کا « شری کنٹهه چرت » هرش کا « نیشدهه چرت » وستوپال کا « نر نارائن آنند کاویه » راجانک جے رتهه کا « هر چرت چنتامن » راجانک رتناکر کا « هر بجے مهاکاویه » دامودر کا « کٹني نیمت » باگ بهٹ کا « نیمی نروان » دهننجے کا « دوی سندهان مهاکاویه » سندهیاکر نندی کا « رام چرت » ولهن کا « وکرمانک دیو چرت » پدم گپت کا « نو ساهسانک چرت » هیم چندر کا « دویا شرے مها کاویه » جهانک کا « پرتهوی راج بجے » سوم دیو کی « کیرتی کومدی » اور کلهن کي « راج ترنگنی » صدها رزمیه نظمیں هیں - ان میں سے پچهلی سات تاریخیں هیں -

مجموعهٔ لطائف و ظرائف

همارے زمانه میں لطائف و ظرائف کے کئی اچهے مجموعه هو چکے تهے - امت گتی (۹۹۳ ع) کے « سوبهاشت رتن سندوه » اور بلبهه دیو (گیارهویں صدی) (۱) کے « سوبها

(۱) کئي علما اسے چودهویں صدي کي تصنیف مانتے هیں مگر یهه صحیح نهیں - سروانند نے جو ۱۰۸۱ شک سمبت (۱۱۵۹ع) میں هوا تها امر کوش کي «ٹیکا سروسو» نام کي تشریح میں «سوبهاشتاولي» کے اجزا نقل کئے هیں -

شتاولی ' کے علاوہ ایک بودھه عالم کا مجموعہ بھی ملتا ھے جو مشہور ماہر سلف ڈاکٹر تامس نے ' کویندر بچن سمچے' کے نام سے شائع کیا ھے - اس کتاب کی بارھویں صدی کی لکھی ہوئی ایک نقل ملی ھے - مگر کتاب یا مصنف کا نام ابھی تک تحقیق نہیں ھو سکا -

تصانیف نثر

ادب میں کتھاؤں اور قصوں کا بھی خاص درجہ ھے - ھمارے زمانے میں اس صنف کو بھی ادیبوں اور مصنفوں نے نظرانداز نہیں کیا - چھوٹی چھوٹی کہانیوں کا رواج ھندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا ھے - بودھوں اور جینیوں کے مذھبی تصانیف جس وقت لکھی گئیں ' اس زمانہ میں اس صنف ادب نے بہت ترقی کر لی تھی - سنہ ۱۰۰ع سے قبل کتنی ھی کتھائیں بن چکی تھیں جو مہابھارت اور پورانوں میں شامل کر دی گئی ھیں - مشہور زمانہ ' پنچ تنتر بھی تیار ھو چکا تھا - اس کے ترتیب کا زمانہ ابھی تحقیق نہیں کیا جا سکا - ھاں سنہ ۵۷۰ عیسوی میں اس کا پہلوی زبان میں ترجمہ ھو چکا تھا - یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ عربی اور سریانی زبان میں بھی اس کے تراجم ھو گئے - اس کے سوا ھمارے زمانہ کے بہت پہلے ' برھت کتھا ' بھی موجود تھی جسے ''گناڈھیہ'' نام کے ایک عالم نے پشاچی زبان میں لکھا تھا - دنڈی ' سوبندھو- اور بان وغیرہ شعرا نے بھی تحقیق کی ھے -

چھیمیندر نے سنہ ۱۰۳۷ عیسوی میں "برهت کتھا منجری" کے نام سے سنسکرت زبان میں اس کا ترجمہ کیا - پنڈت سوم دیو نے بھی "کتھا سرت ساگر" کے نام سے (سنہ ۱۰۶۷ عیسوی اور سنہ ۱۰۸۱ عیسوی کے بیچ میں) اس کا ترجمہ کیا تھا - اس کا تیسرا ترجمہ بھی "برهت کتھا شلوک سنگرہ" کے نام سے دستیاب ہوا ہے - اس کے علاوہ بیتال "پچیسی" "سنگھاسن بتیسی" اور شوک بہتری" وغیرہ قصص کے مجموعے بھی ملتے ہیں جو ہمارے زمانہ میں بھی رائج تھے - ان تراجم سے ہندوستانی کتھائیں یورپ میں بھی پہونچ گئیں اور وہاں بھی ان کا رواج ہو گیا - یہی سبب ہے کہ کتنے ہی عربی قصوں میں ہندوستانی قصوں کا رنگ جھلکتا ہوا معلوم ہوتا ہے -

چھوٹی چھوٹی کہانیوں کے ان مجموعوں کے علاوہ کئی نثر کے ناول یا "آکھیائکائیں" بھی لکھی گئیں - اگر چہ یہہ سنسکرت کی نثر میں لکھی گئی ہیں پر ان کا طرز بیان شاعرانہ ہے - صنائع و بدائع اور الفاظ کی رنگینی ان کی خصوصیات ہیں - پیچیدہ ترکیبوں اور صنعتوں کے باعث جا بجا ان کی زبان بہت سخت ہو گئی ہے - ان تصانیف سے معاصرانہ تہذیب اور معاشرت پر بہت روشنی پڑتی ہے - دنڈی کوی کی تصنیف "دش‌کمار چرت" سے ہمیں اس زمانہ کے رسم و رواج، عام تہذیب، راجاؤں اور اراکین سلطنت کے عام برتاوات کے متعلق کتنی ہی باتوں کا انکشاف ہوتا ہے -

سوبندھو کا بنایا ہوا " واسودتا " بھی سنسکرت ادب کی ایک لاثانی تصنیف ہے - لیکن صنعتوں کی اس میں اس قدر بھرمار ہو گئی ہے کہ اس کو سمجھنا لوہے کے چنے چبانا ہے - کہیں کہیں تو ایک ہی جملے یا فقرے کے کئی کئی معنی نکلتے ہیں - اس سے شاعر کے تبحر کا پتہ بھلے ہی ملتا ہو ' پر عام آدمیوں کے لئے تو وہ بہت ہی ادق ہے اور شرح کے بغیر تو اس کے مطالب سمجھنے میں دقت معلوم ہوتی ہے - بان کے " ہرش چرت " اور " کادمبری " بھی سنسکرت ادب کی مایۂ ناز تصانیف میں ہیں - " ہرش چرت " ایک تاریخی اور شاعرانہ نثر کی کتاب ہے - اس سے ہرش کے زمانہ کے حالات پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے - اس کی زبان نہایت مشکل اور بندشوں سے پرهے - اس کا ذخیرہ الفاظ بہت بڑا ہے - جذبات اور زبان ہردو لحاظ سے کادمبری بہترین تصنیف ہے - اِس کی زبان مشکل نہیں ہے اور لطافت بھی پہلی کتاب سے زیادہ ہے - اس کو پورا کرنے کے قبل ہی بان کا انتقال ہو گیا - اس کا قصہ ثانی اس کے بھتیجے پلن بھٹ نے لکھ‌کر کتاب پوری کر دی - اِن دونوں بزرگوں نے سنسکرت نثر لکھنے میں زبان کی اتنی خوبیاں پیدا کردی ہیں کہ اور کسی مصنف کے ہاں نہیں ملتیں - اس سے علما میں یہہ ضرب‌المثل ہو گیا ہے کہ ساری دنیا کے ادیب بان کے آتش خوار ہیں سوڈھل کی " اُدے سندری کتھا " اور دھن‌پال کی " تلک‌منجری " بھی رنگین نثر کے بیش‌بہا نمونے ہیں -

چمپو

سنسکرت ادب میں چمپو (نظم و نثر ملی ہوئی) تصانیف کا خاص درجہ ہے - سب سے مشہور "نل‌چمپو" ہے جس سے تری بکرم بھٹ نے سنہ ۹۱۵ع کے قریب بنایا تھا - سوم دیو کا "یشس تلک" بھی اس صنف کی یادگار کتاب ہے - راجہ بھوج نے چمپو راماین لکھنا شروع کیا تھا پر پانچ ہی کانڈ لکھے جا سکے -

ناٹک

ناٹکوں کا رواج ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے اور پانینی کے قبل ہی جو عیسوی کی چھٹویں صدی میں پیدا ہوا، اس کے اصول و قواعد منضبط ہو چکے تھے - پانینی نے شلالی اور کرں شاشو کے نٹ سوتروں کا نام بھی دیا ہے - زمانہ ما بعد میں بھرت نے "ناٹیہ شاستر" بھی لکھا - ہمارے زمانہ کے قبل "بھاس" کالی داس اشو گھوش وغیرہ نامور ناٹک نویس ہو گذرے تھے اور ہمارے زمانہ میں بھی کئی اچھے ناٹکوں کی تصنیف ہوئی - مہاراجہ شودرک کا بنایا ہوا "مرچھ کٹکا" بلندپایہ ناٹک ہے - اس میں روحانی قوت اور سعی کے جذبات بڑی باریکی کے ساتھ دکھائے گئے ہیں - قنوج کے راجہ ہرش وردھن نے جو بہت ہی علم دوست واقع ہوا تھا "رتناولی" اور "پریہ درشکا" نام کے دو ناٹک لکھے - افراد کی تشریح اور اقسام کی ترتیب کے اعتبار سے دونوں ہی ناٹک اونچے

درجہ کے ھیں - اس کا تیسرا ناٹک " ناگانند " ھے جس کی پروفیسر میکڈانل وغیرہ علما نے بہت تعریف کی ھے - اس فن میں کالی داس کا مدمقابل بھو بھوتی بھی زمانہ زیر تنقید میں ھوا - بھوبھوتی برار کا رھنے والا براھمن تھا - اُس کے تین ناٹک " مالتی مادھو " " مہابیر چرت " اور " اُتر رام چرت " موجود ھیں - ان میں ھر ایک اپنی اپنی خصوصیات رکھتا ھے - " مالتی مادھو " میں " شرنگار رس " (حسن و عشق) " مہابیر چرت " میں " بیر رس " (دلاوری) اور " اُتر رام چرت " میں " کرونا رس " (درد و غم) غالب ھے - مگر جذبات درد کے اظہار میں بھوبھوتی کو سبھی شعرا پر تفوق ھے - اُس کی بلندی فکر حیرت انگیز ھے - اُس کے ناٹکوں میں یہ عیب ھے کہ افراد کی گفتگو بہت طولانی ھو گئی ھے اور اس لئے وہ کالی داس یا بھاس کے ناٹکوں کی طرح کھیلے جانے کے لئے موزوں نہیں ھیں - بہٹ نارائن ھے تو اسی زمانے کا شاعر مگر اس کے متعلق اب تک صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ کس سنہ میں پیدا ھوا - اس کا " بینی سنگھار " ناٹک بہت اونچے درجہ کا ھے - اس میں مہا بھارت کی لڑائی کا ذکر ھے - چنانچہ " ویر رس " اس کی خصوصیت ھے - " مدرا راکشس " کا مصنف وشاکھہ دت بھی آٹھویں صدی کے قریب ھوا - یہہ ناٹک اپنے رنگ میں فرد ھے - اس میں سیاسیات کا رنگ نمایاں ھے - راج شیکھر نے بھی جو قنوج کے راجہ مہندر پال اور مہی‌پال کا وظیفہ‌خوار تھا کئی اچھے ناٹک لکھے - وہ سنسکرت اور پراکرت دونوں زبانوں کا

جیهد عالم تھا - اپنے ناٹکوں میں اس نے کئی نئے بحروں کی ایجاد کی ھے - کہاوتوں کا بھی اس نے اکثر موقع بہ موقع استعمال کیا ھے - اس کے " بال راماین " اور بال " مہابھارت کا " موضوع تو نام سے ھی ظاھر ھے - اس کا تیسرا ناٹک " ودھہ شال بھنجکا " ایک ظرافت‌آمیز ناٹک ھے - کوی دامودر نے جو سنہ ۸۵۰ عیسوی سے قبل ھوا تھا " ھنومان ناٹک " لکھا جسے ناٹک کہنے کے بجائے مثنوی کہہ سکتے ھیں - اس میں پراکرت کا مطلق استعمال نہیں کیا گیا - کرشن مسر کوی نے (سنہ ۱۱۰۰ عیسوی) " پربودھہ چندرودے " نام کا ایک بےنظیر ناٹک لکھا - اس میں صنائع اور جذبات پر خاص طور پر زور دیا ھے - فلسفیانہ اور اخلاقی اعتبار سے اس ناٹک کا ھمسر نہیں - اس میں قناعت ' عفو ' حرص ' طمع ' غصہ ' تکبر ' حسد ' نکاہ باطل وغیرہ افراد ھیں - تاریخی اعتبار سے بھی اس ناٹک کو اھم کہہ سکتے ھیں - ان ناٹکوں کے علاوہ اور بھی درجہ دوم کے بہت سے ناٹک ھیں - مراری کا لکھا ھوا " انرگھہ راگھو " بلھن کا لکھا ھوا " کرن سندری " (ناٹکا) ' چندیل راجہ پرمردی دیو کے وزیر بتس‌راج کے لکھے ھوئے چھہ روپک (تمثیلات) - " کراتارجنی " (ایک ایکٹ کا ناٹک) " کرپور چرت " (بھانو - مذاقیہ ڈراما) " رکمنی پرنے " (ایہامرگ - درد و فراق کا ڈراما) - " ترپرداہ " (ڈم - شیطانی ڈراما) " ھاسیہ چوڑامنی " (ظرافت کا ڈراما) اور " سمدر متھن " (سموکار - شجاعت کا ڈراما) وغیرہ - چوھان راجہ

وگرہ راج کا لکھا ہوا " ہرکیلی ناٹک " سومیشور کا " للت وگرہ راج " پرمار راجہ دھارا برش کے بھائی پرھلادن دیو کا " پارتھہ پراکرم " وغیرہ اچھے ڈرامے ہیں - ان کے علاوہ اور بھی سدھا ناٹک لکھے گئے ' جن کے نام یہاں طوالت کے باعث نہیں دئے جا سکتے -

بھچھ صنائع وغیرہ ارائیں ا ب

ادب کے دیگر شعبوں نے بھی ہمارے زمانہ میں اچھی ترقی پائی - ادب کے خاص ارکان صنائع ' رنگ (رس) اور لہچھہ وغیرہ پر کئی کتابیں تصنیف ہوئیں - ممت نے " کاویہ پرکاش " لکھا پر وہ اسے پورا نہ کر سکا - اس کا باقی حصہ الکھہ سوری نے لکھا - گوبردھن آچاریہ کا " دھون آلوک " بھاما کا " النکار شاستر " - راج شیکھر کی " کاویہ میمانسا " ہیم چندر کا " کاویہ انوشاسن " باگ بھٹ کا لکھا ہوا " کاویہ انوشاسن " اور " باگ بھٹ النکار " ادبھوٹ کا " کاویہ النکار سنگرہ " رودرٹ کا " کاویہ سنگرہ " بھوج کا " سرسوتی کنٹھہ آبھرن " خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں - اس موضوع سے متعلق ہمارے زمانہ میں بھی کئی کتابیں تصنیف ہوئیں - چھند شاستر (علم عروض) تو وید کا عضو سمجھا جاتا ہے - اس پر بھی متعدد اعلی تصانیف لکھی گئی ہیں ' جن میں پینگل اچاریہ کا " پنگل چھند سوتر " سب سے قدیم ہے - ہمارے زمانہ میں اس شعبہ سے متعلق کئی کتابیں لکھی گئیں جن میں سے دامودر مسر کا بانی

بھوشن ، ھیم‌چندر کا ' چھند انوشاسن ' اور چھیمیندر کی تصنیف ' سوورت تلک ' قابل ذکر ھیں -

ھم اوپر کہہ چکے ھیں کہ ھمارے سیکڑوں کاویہ ، ناٹک ، اوپنیاس ، تاریکی اور جہالت کے دور میں جو مسلمان فرمانرواؤں کے عہد حکومت میں شروع ہوا تلف ھو گئے - جو اب بھی موجود ھیں ان کا ھم نے صرف نام گنا دیا ھے - ممکن ھے تلاش سے اور بھی اعلیٰ درجہ کی اور تاریخی اھمیت کی کتابوں کا پتہ لگ جائے -

ادبیات پر ایک سرسری نظر

سنہ ۹۰۰ عیسوی سے سنہ ۱۲۰۰ عیسوی تک ادبیات پر سرسری نظر ڈالنے سے پتہ لگتا ھے کہ ادبی زاویہ نگاہ سے وہ زمانہ انتہائی ترقی کے درجہ پر پہونچا ہوا تھا - کاویہ ، صنائع ، چھند شاستر (علم عروض) ' ناٹک ، سبھی اصناف شاھراہ ترقی پر گامزن نظر آتے ھیں - ان ادبی کتب میں محض حسن و عشق کے افسانے نہیں ھیں بلکہ شجاعت ، درد ، وغیرہ دیگر رنگوں کی تکمیل بھی نظر آتی ھے - اخلاق اور تعلیم کے اعتبار سے بھی ان تصانیف کا پایہ بہت بلند ھے - بھاروی کا ' کراتارجنی ' سیاسیات کے اعتبار سے لاثانی تصنیف ھے - بان کی کادمبری اور ' ھرش چرت ' میں جو اخلاقی تعلیم دی گئی ھے وہ اپنی نظیر نہیں رکھتی - بلندی فکر تو تقریباً تمام کتابوں میں کم و بیش موجود ھے -

شاعری هندوستان کے آریوں کی بہت عزیز چیز تھی - صرف نظم سے متعلق کتابیں هی نظم میں نہیں لکھی گئیں بلکہ ویدک (طب) جوتش (نجوم) ویاکرن (صرف و نحو) انک گنت (علم اعداد) بیج گنت (جبر و مقابلہ) اور اُن کے سوالات اور مثالیں تک نظم میں لکھی گئیں - اتنا هی نہیں ' هم دیکھتے هیں کہ گپت خاندان کے راجاؤں کے سکوں پر بھی منظوم تحریر منقوش هے - اس زمانۂ قدیم میں دنیا کے اور کسی ملک میں سکوں پر منظوم عبارت نہیں لکھی جاتی تھی -

ویاکرن

زمانہ قدیم میں ویاکرن کو بہت اهمیت دی جاتی تھی - وید کے چھہ شعبوں میں ویاکرن هی اولی اور اول سمجھا جاتا تھا - سنہ ۱۰۰ ع تک ویاکرن کی بہت کچھہ تکمیل هو چکی تھی - پانن کے ویاکرن پر کاتیائن اور پتنجلی اپنے وارتک اور مہابھاشیہ لکھہ چکے تھے - شرب ورما کا " کاتنتر ویاکرن ' بھی جو مبتدیوں کے لئے لکھا گیا تھا بن چکا تھا - اس پر سات تفسیریں مل چکی هیں - هم دیکھتے هیں کہ عرصہ دراز تک ویاکرن هندوؤں کے مطالعہ کا ایک خاص مضمون بنا رها - پنڈت هونے کے لئے ویاکرن میں ماهر هونا لازمی تھا - همارے زمانہ زیر بحث میں بھی ویاکرن کے متعلق کئی اعلی درجہ کی کتابیں لکھی گئیں - سب سے پہلے پنڈت

جیادتیہ اور بامن نے سنہ ۶۶۲ ع کے قریب پانِنی کے
ویاکرن کی تفسیر لکھی جس کا نام "کاشکا برتی" رکھا -
یہہ بہت مفید تصنیف ھے - بھرت ھری نے بھاشا شاستر
(علم اللسان) کے نقطہ نگاہ سے ویاکرن پر "واکیہ پردیپ"
نام کی ضخیم کتاب لکھی اور "مہابھاشیہ دیپکا اور
مہابھاشیہ تریپدی" نام کے خطبے بھی تیار کئے - اس زمانہ
تک "اُنادی سوتر" بھی بن چکے تھے جس کی تفسیر
سنہ ۱۲۵۰ع میں اجل دت نے لکھی - پانِنی کے ویاکرن سے
متعلق تفسیروں کے علاوہ کئی مستقل کتابیں بھی لکھی
گئیں - چندر گومن نے سنہ ۶۰۰ ع کے قریب "چاندر ویاکرن"
لکھا - اس میں اس نے پانِنی کے سوتروں اور مہابھاشیہ
سے بھی مدد لی ھے - اسی طرح جین "شاکٹائن" نے نویں
صدی میں ایک ویاکرن کی ترتیب دی - مشہور جین
عالم ھیم چندر نے اپنے زمانہ کے راجہ سدھہ راج کی یادگار
قائم رکھنے کے لئے شاکٹائن کے ویاکرن سے ھی زیادہ مبسوط
"سدھہ ھیم" نام کا ویاکرن لکھا - جین ھونے کے باعث
اُسی نے وید کی زبان سے متعلق قواعد کا مطلق ذکر نہیں
کیا - اِن کے سوا ویاکرن سے متعلق صدھا چھوٹی چھوٹی
کتابیں مرتب ھوئیں جن میں سے بعضوں کے نام یہہ ھیں:
وردھہ مان کی لکھی ھوئی "گن رتن مہو ددھی" بھاسروگیہ
کی لکھی "گن کارکا" بامن کی لکھی ھوئی "لنگا نوشاسن"
ھیم چندر کی لکھی ھوئی "اُنادی سوتر برتی" دھاتو پاتھہ
"دھاتو پارائن" "دھاتو مالا" اور "شبد انوشاسن" وغیرہ -

لغت

هم اوپر لکھ چکے هیں کہ سنسکرت کے نشو کا رجحان اصلاح زبان کی طرف نہیں ' بلکہ ذخیرۂ الفاظ کی توسیع اور زبان میں رنگینی و بلاغت پیدا کرنے کی جانب تھا - اس زمانہ میں اس کا ذخیرۂ الفاظ بہت بڑھ گیا تھا - اس لئے لغت کی ضرورت محسوس ہوئی اور کئی لغت بنے - اس میں بعض ایسے هیں جن میں ایک موضوع کے تمام مترادف الفاظ جمع کر دئے گئے هیں اور کچھ ایسے هیں جن میں ایک لفظ کے مختلف معانی کی توضیح کی گئی ھے - کئی لغتوں میں تذکیر و تانیث سے مخصوص بحث کی گئی ھے - امر سنگھ کا مرتب کیا ہو امر کوش جو منظوم لغت ھے نہایت مشہور تصنیف ھے اور همارے زمانہ کے آغاز کے قریب مرتب کیا گیا ھے - یہہ ' کوش ' اتنا مقبول ہوا کہ اس پر تقریباً پچاس تفسیریں شائع ہوئیں ' جن میں سے اب چند هی تفسیروں کا کچھہ نشان ملتا ھے - بہت چھیر سوامی کی تفسیر جو تقریباً سنہ ۱۰۵۰ ع میں لکھی گئی خاص طور پر مشہور ھے - پرسوتم دیو نے ' ترکانڈ شیش ' کے نام سے امر کوش کا ایک تکملہ لکھا - یہہ بہت هی مفید مطلب مجموعہ ھے کیونکہ اس میں بودھہ سنسکرت اور دوسری پراکرت زبانوں کے الفاظ بھی دئے گئے هیں - اسی مصنف نے ' هاراولی ' نام کی ایک لغت اور مرتب کی جس میں وہ سب غامض الفاظ شامل کئے گئے هیں جن میں اس کے

قبل کے لغت نویسوں نے نظر انداز کر دیا تھا - اس کا زمانہ بھی سنہ ۷۰۰ ع کے قریب سمجھنا چاھئے - شاشوت کا لکھا ھوا "انیکارتھہ سمچے" بھی نہایت کارآمد تصنیف ھے - ھلایدھہ نے سنہ ۹۵۰ ع کے قریب "ابھی دھان رتن مالک" نام کی لغت لکھی - اُس میں کل ۹۰۰ شلوک ھیں - دکھنی عالم یادو بہت کا "بیجینتی کوش" بھی اچھی کتاب ھے - اس میں الفاظ' حروف کی تعداد اور جنس کے ساتھہ ساتھہ ردیف وار لکھے گئے ھیں - ان لغات کے علاوہ دھننجے کی "نام مالا" مہیشور کی "بشو پرکاش" اور منکھہ کوی کی "انیکارتھہ کوش" وغیرہ مجموعے بھی تیار ھوئے - ھیم چندر کا "ابھی دھان چنتا منی" معرکۃالارا تصنیف ھے جو اُسی کے بیان کے مطابق اس کے ویاکرن کا تکمہ ھے - پھر اس نے اس کا ایک اور تکمہ مرتب کیا جس میں عام نبانات سے متعلق الفاظ کی تشریح کی گئی ھے - اِس کا نام "نگھنٹ کوش" ھے - اس نے انیکارتھہ سنگرہ بھی لکھا - سنہ ۱۲۰۰ع کے قریب کیشو سوامی نے نانارتھہ سنکاپ نام کی ایک لغت مرتب کی -

فلسفہ

ھمارا زمانہ فلسفہ کے اعتبار سے ترقی کی انتہا تک پہونچا ھوا تھا - اس کے قبل ھندوستان میں فلسفہ کے چھہ مشہور شعبے تکمیل پا چکے تھے - نیائے "ویشے شک"

سانکھیہ ، یوگ ، پورب میمانسا اور اتر میمانسا (ویدانت) ۔
پانڈی نے نیائے سے " نیائک " کا استخراج کیا ہے ۔ سبھی
شعبے منتہائے عروج پر تھے ۔ ان کے ۔ علاوہ بودھ اور جین
فلسفہ نے بھی خوب فروغ حاصل کیا تھا ۔ قوم کی
خوشحالی ، ملک میں امن اور اطمینان اور رعایا میں
معاش کی جانب سے بےفکری کا قدرتی نتیجہ تھا کہ فلسفہ
کو فروغ ہو ۔ سنہ ۲۰۰ عیسوی سے قبل تک ان تمام
شعبوں کی خاص خاص تصانیف (سوتر گرنتھ) مرتب
ہو چکی تھیں اور ان پر عالمانہ و محققانہ تفسیریں بھی
لکھی جا چکی تھیں ۔

نیائے درشن

نیائے فلسفہ کے اس شعبے کو کہتے ہیں جس میں کسی
شے کا حقیقی علم حاصل کرنے کے لئے استدلال کی صورتیں
قائم کی گئی ہیں ۔ اس درشن کے مطابق ان سولہ اسباب
(پدارتھوں) کے حقیقی علم پر نجات مبنی ہے ۔

دلیل ، وہم ، علت ، وہ شے جو ثابت کی جائے ، تمثیل ،
حقیقت ، بحث ، حجت ، تحقیق ، مقدمہ ، مناظرہ ،
اعتراض ، دلیل فاسد ، انحراف ، تذلیل ، تردید ۔

دلیل کے چار اقسام ہیں ۔ بدیہہ (پرتیکش) ، قیاس
(انومان) ، تقابل (اپما) ، اور شہادت (شبد) ۔

بدیہہ کی دلیل بزرگوں کے اقوال ہیں ۔ معنوی امور
کی دلیل وید ہیں ۔ وید منجانب خدا ہیں ۔ اس لئے

اُن کے مقولات ہمیشہ مستند اور صادق ہیں ۔ پرمئے (وہ اشیاء جو ثابت کی جائیں) بارہ ہیں ۔

(۱) آتما (روح)

(۲) شریر (جسم)

(۳) اندریاں (حواس خمسہ و قواء ذہنیہ ۔

(۴) ارتھہ (وہ اشیاء جن سے خواہشات کی تکمیل ہو) .

(۵) بدھی (عقل)

(۶) من (ادراک)

(۷) پربرتی (فطرت)

(۸) دوش (وہ اسباب جو فطرت کو دنیاوی امور کی جانب مائل کرتے ہیں ۔

(۹) پلر جلم (تناسخ)

(۱۰) پھل (راحت یا تکلیف کا احساس)

(۱۱) دکھہ

(۱۲) اپ ورگ یا موکش (نجات)

اِچھا (اِرادہ) دویش (منافرت) ، پریتن (سعی) ، سہہ ، دکھہ اور علم حقیقی ، آتما کے ارکان ہیں ۔ ما ہی فعلوں کا محرک اور اشیاء کا جالب ہے ۔ دنیا کا الق آتما ہی ایشور (پرم آتما) ہے ۔ آتما ہی کی طرح

ایشور میں بھی اعداد ، مقدار ، تشخص ، اتصال ، انفصال ، ادراک ، ارادہ ، علم وغیرہ صفات ہیں مگر مستمر صورت میں - پہلے جنم کے فعلوں کے مطابق ہمارا جسم پیدا ہوتا ہے - عناصر خمسہ حواس کی تخلیق ہوتی ہے اور ذرات کے اجتماع سے تکوین -

نیاے درشن کے اس مجمل ذکر سے واضح ہوگا کہ هندو نیاے شاستر محض منطق نہیں ہے بلکہ پرمیوؤں (وہ اشیاء جو ثابت کی جائیں) سے بحث کرنے والا فلسفہ ہے - مغربی منطق یا Logic سے اسے کوئی نسبت نہیں -

نیاے شاستر کا مصنف گوتم تھا - اس کے نیاے سوتروں کی شرح باتسائن نے کی - اور اس شرح کی تفسیر ساتویں صدی کے آغاز میں اُدوت‌کر نے لکھی - یہہ تفسیر نیاے شاستر کے علما میں بہت مستند سمجھی جاتی ہے - واسودتا کے مصنف سوبندھو نے ملی ناگ ، نیاے استھتی ، دھرم کیرتی اور اُدوت‌کر ان چاروں منطقیوں کا ذکر کیا ہے - قیاساً یہہ سبھی ساتویں صدی کے آغاز میں ہوئے ہوں‌گے - اُدوت‌کر کی تفسیر واچسپتی مسر نے لکھی ، اور اس تفسیر کی تفسیر مزید اُدینا چارج نے تاتپریہ پری شدھی نام سے لکھی - سنہ ۹۸۴ عیسوی کے قریب ایک دوسرے اُدین نے اپنی مشہور کتاب , کسمانجلی ، لکھی - اس میں اس نے نیاے شاستر کے اُصولوں سے ایشور کا وجود ثابت کیا ہے - دنیا میں مسئلۂ توحید پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں

اُن میں اس کا بھی شمار ہے - اُدین کا طرز استدلال اور اسلوب یہاں نہایت عالمانہ اور حیرت‌انگیز ہے - اِس میں اُس نے میمانسا کے منافقانہ اصولوں اور ویدانتیوں، سانکھیوں اور بودھوں کے ستکارباد (علت میں معلول کا پہلے سے موجود رہنا) کا کامل طور پر ازالہ کیا ہے - اُس نے بودھہ فلسفہ کی مخالفت میں بھی ایک کتاب "بودھہ دھکار" لکھی- یہہ سب کتابیں قدیم نیائے شاستر سے تعلق رکھتی ہیں -

سنہ ۲۰۰ع سے نیائے شاستر کے معتقدوں میں جین اور بودھہ علما نے بھی حصہ لینا شروع کر دیا تھا - ان کا طرز استدلال قدیم طرز سے جداگانہ تھا - اس کی تکمیل آٹھویں صدی کے قریب ہوئی - اسے زمانہ متوسط کا نیائے کہتے ہیں - بودھہ منطقی دنگناگ نے اس دائرہ کی بنیاد ڈالی - نالندہ میں رہنےوالے دھرم‌پال کے تلمیذ دھرم کیرتی نے ساتویں صدی میں "نیائے بندو" نام کی کتاب لکھی جس پر دھرموتر نے سنہ ۸۰۰ع کے قریب ایک تفسیر مرتب کی - جین عالم ہیم‌چندر نے سوتروں کے طرز میں پرمان میمانسا لکھی - متوسطین کی زیادہ‌تر کتابیں اب لاپتہ ہیں - ہاں تبت میں بودھہ نیائے سے متعلق کئی سنسکرت کتابوں کے تبتی ترجمے ملتے ہیں جن کی اصلیں حوادث روزگار کی نذر ہو گئیں -

نئے منطقی دور کا آغاز سنہ ۱۲۰۰ ع کے قریب شروع ہوا- بنگال کے نودیپ میں گنگیش نے "تتو چنتامنی" لکھہ کر اس فرقہ کی بنا ڈالی - نئے دور کی خصوصیت مشکل

الفاظ کا استعمال اور لفظی مباحثہ ہے - زمانہ مابعد میں ندیا میں اس اسکول نے بہت فروغ پایا - لیکن نہ اس میں تحقیق کی روح رہی نہ حق کی جستجو - محض لفظی نمائش رہ گئی - اب تک بنگال میں اُس کا رواج ہے -

ویشیشک درشن

ویشیشک اس فلسفہ کا نام ہے جس میں مجردات اور عناصر کی تحقیق ہو - مہرشی کناد اس کے بانی ہیں - اس درشن اور نیائے درشن میں بہت کچھ مماثلت ہے - دونوں ایک ہی فلسفہ کی دو شاخیں ہیں اور اُصول میں نیائے کہنے سے دونوں ہی مراد ہوتے ہیں - کیونکہ گوتم کے نیائے میں استدلال کا رنگ غالب ہے ' اور ویشیشک میں مجردات کا - ایشور ' روح ' دنیا وغیرہ کے متعلق دونوں کے اصول ایک ہیں - نیائے میں بالخصوص طرز استدلال اور دلیل کی تحقیق کی گئی ہے ' لیکن ویشیشک میں اس سے دو قدم آگے بڑھ کر درویوں کا انکشاف کیا گیا ہے - درویہ (مفردات) نو ہیں - زمین ' پانی ' روشنی ' ہوا ' فضا ' زمانہ ' جہت ' روح ' پرم آتما اور من - اس میں اول چار لطیف حالت میں قدیم اور کثیف حالت میں حادث ہیں - دوسری چار قدیم اور لامحدود ہیں - من قدیم ہے مگر لا محدود نہیں - انہیں خصوصیات کا انکشاف کرنے کے اعتبار سے اس شعبہ کا نام ویشیشک پڑا - کیونکہ وشیش کے معنی خاص ہیں - اس فلسفہ کے مطابق پدارتھ صرف چھ ہیں - درویہ (مجردات) ' گن (صفت) ' کرم (حرکت) ' کلیت ' جلسیت اور اتحاد - بعض لوگوں نے

زمانہ مابعد میں ساتواں پدارتھہ بھی مان لیا اور وہ " نیستی " ہے - گن چوبیس " ہیں - رنگ ، مزہ ، بو ، احساس ، تعداد مقدار ، تجرد ، وصل ، فصل ، تقدم ، تاخر ، ثقل ، رقت ، التزام ، سماع ، تکلیف ، راحت وغیرہ - حرکت پانچ قسم کی ہے دوري ، قبض ، انبساط وغیرہ -

ویشیشک کی مادیت محتاج بیاں نہیں - مادہ قدیم اور لاثاني ہے - اسی کے اجتماع سے اشیاء بنتی ہیں اور دنیا کی تکوین ہوتی ہے - جب وہ وقت آ جاتا ہے کہ روح اپنے فعلوں کے قدیم نتائج بھوگے تو ایشور انہیں حالات کے مطابق اس کی تخلیق کرتا ہے - اسی اِرادہ یا تحریک سے مادہ میں حرکت یا انتشار پیدا ہوتا ہے اور وہ باہم متحد ہو کر تخلیق میں سرگرم کار ہو جاتے ہیں - جین درشن سے یہہ اصول بہت کچھہ ملتے جلتے ہیں - مگر ویشیشک پر کوئی پرانی تفسیر دستیاب نہیں ہے - پرشست پاد کا " پدارتھہ دھرم سنگرہ " غالباً سنہ ۷۰۰ ع کے قریب لکھا گیا تھا - وہ اس گروہ کی مستند کتاب ہے - سری‌دھر نے سنہ ۹۹۱ ع میں " پدارتھہ دھرم سنگرہ " کی ایک نہایت عالمانہ شرح لکھی - جوں جوں زمانہ گزرتا گیا ویشیشک اور نیائے دونوں ایک دوسرے کے قریب تر ہوتے گئے -

سانکھیہ

سانکھیہ میں تکوین عالم کے نظام سے بحث کی گئی ہے - سانکھیہ کے مطابق پرکرت (مادہ) ہی دنیا کی

علت هے ' - اور ستو ' رج اور تم (سرور ' خواهش اور جمود) ان تینوں صفات کے اجتماع سے عالم اور اس کے کل موجودات کی تخلیق هوئی هے - آتما هی پرش هے - وہ عمل سے خالی ' شاهد ' اور فطرت سے جدا هے - سانکھیہ کے مطابق پرماتما یا ایشور کا وجود نہیں هے - اس فرقہ کے لوگ ۲۵ عناصر کے قائل هیں - " پرش (آتما) ' پرکرتی (مادہ) ' مہاتتو (عقل) ' اهنکار (انانیت) ' گیارہ حواس (حواس خمسہ اور ان کے اعضا اور دل) ' پانچ صفات اور پانچ عناصر اولی -

سانکھیہ درشن بھی دوسرے درشنوں کی طرح بہت قدیم هے - بدھہ کے زمانہ میں اس کا بہت زور تھا - سانکھیہ درشن میں چونکہ مادیت کا رنگ تھا اسی لئے بدھہ نے بھی ایشور کے وجود کو غیر ضروری خیال کیا - واچسپتی مصر نے ایشور کرشن کی " سانکھیہ کارکا ' پر " سانکھیہ تتو کومدی ' نام سے ایک مستند تفسیر لکھی - اس فرقہ کی کتابیں کم ملتی هیں اور جو ملتی بھی هیں وہ همارے دور کی نہیں - یہہ امر یقینی هے کہ اس خیال کے مقلد گیارھویں صدی میں بھی کثرت سے تھے - عرب کے عالم سیاح البیرونی نے اپنے مشہور سفر نامے میں اس درشن کا مفصل ذکر کیا هے - ایشور کرشن کی " سانکھیہ کارکا ' اس زمانے میں بھی علما میں بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی جیسا کہ البیرونی کے ان اقتباسات سے ظاهر هوتا هے جو اس نے اس موضوع پر پیش کئے هیں - اپنشدوں میں جس سانکھیہ کا

ذکر آیا ہے اس سے تو وہ موحد معلوم ہوتا ہے پر ایشور کرشن اور اس کے بعد کے مفسروں نے اسے منکر ثابت کیا ہے -

یوگ

یوگ وہ درشن ہے جس میں خیال کو یکسو کرکے ایشور میں مستغرق ہو جانے کے طریقے بتلائے گئے ہیں - یوگ درشن میں آتما (روح) اور جگت (موجودات) کے متعلق سانکھیہ درشن کے خیالات ہی کی تائید کی گئی ہے لیکن پچیس عناصر کی جگہ یوگ درشن میں چھبیس عناصر مانے گئے ہیں - چھبیسواں عنصر تکلیف اور فعلوں کے اثر سے پاک، ایشور ہے - اس میں یوگ کے مقاصد، ارکان اور ایشور کے وصال کے ذرائع پر غور کیا گیا ہے - یوگ درشن کے مطابق انسان ان پانچ مفردات کا شکار ہوتا ہے : جہالت، انانیت، خواہش، کینہ، اور الفت - ہر ایک آدمی کو اپنے فعلوں کے زیر اثر دوسرا جنم لینا پڑتا ہے - ان مضرات سے بچنے اور حصول نجات کی تدابیر کو یوگ کہتے ہیں - یوگ کی عملیات کی مشق کرتے کرتے بتدریج انسان کامل ہو جاتا ہے اور بالآخر نجات حاصل کر لیتا ہے - ایشور ازلی، مختار، لاشریک، لاثانی اور قید زمان سے آزاد ہے - دنیا دارالمحن ہے اس لئے قابل ترک - یوگ کے آٹھ ارکان یہہ ہیں - تزکیہ اخلاق، ضبط، طرز نشست، حبس دم، تزکیہ نفس، تیقن، محویت اور استغراق -

یوگ کی تکمیل کے لئے ان آٹھوں ارکان میں مزاولت لازمی اور لابدی ہے - مجردات کے متعلق یوگ کا بھی وہی خیال ہے جو سانکھیہ کا ہے - اس سے سانکھیہ کو گیان یوگ اور یوگ کو کرم یوگ کہتے ہیں -

اس درشن کا ہندوستانی معاشرت اور تہذیب پر بہت زیادہ اثر پڑا - کتنے ہی اس کے مقلد ہو گئے - یوگ سوتروں کی 'ویاس بھاشیہ' کی تفسیر واچسپتی مصر نے لکھی - وگیان بھکشو کا 'یوگ سار سنگرہ' بھی ایک مستند تصنیف ہے - راجہ بھوج نے یوگ سوتروں پر ایک آزادانہ تفسیر لکھی - عقب میں یوگ شاستر میں تنتر کی آمیزش ہو گئی اور جسم کے اندر کئی چکر بنا ڈالے گئے - ہتھہ یوگ، راج یوگ، لے یوگ، وغیرہ موضوعات پر بھی اکثر کتابیں لکھی گئیں -

پورب میمانسا

بعض علما کا عقیدہ ہے کہ پہلے میمانسا کا نام نیائے تھا - ویدک اقوال کے باہمی مناسبت اور توازن کے لئے جیمنی نے پورب میمانسا میں جن دلیلوں اور ثبوتوں کا استعمال کیا وہ پہلے نیائے کے نام سے مشہور تھے - 'آپستمب دھرم سوتر' کے نیائے سے پورب میمانسا ہی مقصود ہے - مادھو اچاریہ نے پورب میمانسا سے متعلق 'سار سنگرہ' نامی کتاب لکھی جو 'نیائے مالا وستار' نام سے مشہور ہے - اسی طرح

واچسپتی نے " نیائے کنی کا " نام سے میمانسا کے موضوع پر ایک کتاب لکھی -

میمانسا شاستر عمل کا مؤید ہے اور وید کے عملی حصہ کی تشریح کرتا ہے - اس میں یگیہ وغیرہ رسوم سے متعلق منتروں میں جن رسوم ، قربانیوں ، یگیوں کا ذکر آیا ہے ان کی تفصیل کی گئی ہے - یہہ یگیوں اور قربانیوں کو ہی ذریعہ نجات سمجھتا ہے - اس لئے میمانسا کے مقلد ہر ایک انسانی یا وحدانی قول کو عمل کا مؤید تسلیم کرتے ہیں - میمانسا میں آتما ، برہم یا موجودات کی تشریح نہیں کی گئی ہے - یہہ صرف وید کی ازلیت ثابت کرتا ہے - اس کے مطابق وید منتر ہی دیوتا ہیں - اس کا قول ہے کہ سبھی افعال نتیجہ کے ارادہ سے ہی کئے جاتے ہیں - نتیجہ عمل سے ہی حاصل ہو سکتا ہے - لہذا فعل اور اس کے معاون اقوال کے علاوہ کسی خدا کے ماننے کی ضرورت نہیں - میمانسا والے " شبد " یا آواز کو قدیم مانتے ہیں ' نیائے والے حادث ' سانکھیہ اور میمانسا دونوں ہی وجود خدا سے منکر ہیں - وید کا مستند ہونا دونوں تسلیم کرتے ہیں - فرق صرف یہی ہے کہ سانکھیہ والے ہر ایک کلپ (کلپ کئی ہزار سالوں کا ہوتا ہے) میں وید کی تجدید کے قائل ہیں - اور میمانسا والے اُسے قدیم کہتے ہیں -

جیمنی کے سوتروں (میمانسا) پر سب سے پرانی تفسیر شبر سوامی کی موجود ہے جو غالباً پانچویں صدی میں

لکھی گئی - کچھہ زمانہ کے بعد میمانسا کے دو حصے هو گئے - اُن میں ایک کا بانی کمارل بھٹ ساتویں صدی میں هوا - اس نے میمانسا پر " کاتنتر وارتک " اور " شلوک وارتک " دو کتابیں تصنیف کیں جس میں اُس نے وید کی ربانیت سے منکر بودهوں پر اعتراضات کئے - مادهو اچاریہ نے اس موضوع پر " جیمنیہ نیائے مالا وستار " نام سے ایک معرکةالارا کتاب لکھی - اس فلسفہ کا نام پورب میمانسا اس لئے پڑا کہ " کرم کانڈ " (شریعت) اور " گیان کانڈ " (معرفت) میں سے سابق کی اس میں تفصیل کی گئی هے - اس لئے نہیں کہ یہ " اُتر میمانسا " یعنی ویدانت سے پہلے بنا -

اُتر میمانسا

اُتر میمانسا یا ویدانت کی همارے دور میں سب سے زیادہ اشاعت هوئی - ویاس کے ویدانت سوتر دیگر حلقوں کی تصانیف کی طرح بہت پہلے بن چکے تھے - اس کی سب سے قدیم تفسیر جو بھاگری نے لکھی اب موجود نہیں - دوسری تفسیر جو شنکراچاریہ نے لکھی وہ موجود هے -

شنکراچاریہ اور ان کا ادویت واد (توحید)

شنکراچاریہ نے اس دور میں مذهبی اور علمی انقلاب پیدا کر دیا - مذهبی انقلاب کا مختصر ذکر هم اوپر کر چکے هیں - انہوں نے ویدانت میں " ادویت واد " یعنی آتما اور پرماتما یا خدا اور ماسوا میں دوئی کا نہ هونا اتنے محققانہ اور مجتہدانہ انداز سے ثابت کیا کہ

لوگ دنگ رہ گئے - ویدانت سوتروں میں اس "مایا واد" کا ارتقا کہیں نظر نہیں آتا - پہلے پہل شنکراچاریہ کے گرو گووند اچاریہ کے گرو گوڑ پاد کی کاریکاؤں میں مایا کا کچھ ذکر آتا ہے جسے سنکراچاریہ نے بہت اہمیت دےکر اسے ممتاز جگہ دے دی - یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ خود "ادویت واد" کے بانی تھے - انہوں نے اپنی زبردست تبحر سے "ویدانت سوتر" گیتا اور اپنشدوں کا بھاشیہ لکھا جس میں ان تینوں کتابوں کی ادویت واد کے نقطہ نگاہ سے تاویل کی گئی تھی - علما کے گروہ میں اس بھاشیہ کو قبول عام حاصل ہو گیا - کسی کو اُن کے پرزور دلیلوں کے خلاف زبان کھولنے کا حوصلہ نہ ہوا - شنکراچاریہ کے دندان‌شکن طرز استدلال، لطافت زبان اور مجتہدانہ شان نے کتنے ہی علما کو ان کا متلد بنا دیا - ادویت واد کی تلقین کے لئے انہوں نے صرف دھرم گرنتھوں کا بھاشیہ ہی نہیں لکھا، بلکہ سارے ہندوستان میں گھوم گھوم کر دوسرے درشنوں کے مقلدین سے مباحثہ و مناظرہ کیا اور انہیں شکست دی - اس سے ان کے علم و کمال کا سکہ جم گیا - شنکراچاریہ کا اصلاح‌کردہ ویدانت ہی آج کل کا ویدانت ہے -

ویدانت کے عقائد کا کچھ مختصر تذکرہ ضروری ہے - نیائے اور ویشیشک نے ایشور، جیو (روح) اور پرکرتی (فطرت) تینوں کو مان‌کر ایشور کو دنیا کا خالق ٹھہرایا ہے - سانکھیہ

نے دو هی علتوں کو قدیم اور ازلی مانا - ویدانت نے ایک قدم اور آگے بڑھکر ادویت واد — همه اوست — کا اصول قائم کیا - برهم هی دنیا کی علت اور معلول دونوں ہے - دنیا میں اور جتنی چیزیں نظر آتی هیں وہ سب خیالی اور عارضی هیں - برهم کا وجود روحانی ہے - سب چیزوں میں اسی ایک روشنی کا جلوہ ہے - ساری چیزیں اسی کی مجازی اور ظاهری صورتیں هیں - جیو اور برهم میں کوئی فرق نہیں دنیا اور کائنات کے متعلق ویدانتیوں کا خیال ہے کہ یہہ برهم کی فرضی صورت ہے - رسی سے جس طرح سانپ کا گمان هوتا ہے اسی طرح ازلی اور لطیف برهم میں هم مغالطہ آمیز' اور مجازی دنیا کا گمان کر لیتے هیں - یہہ عالم نہ تو برهم کی حقیقی صورت ہے اور نہ اس کا فعل یا معلول هی - مایا کے باعث هی برهم مختلف صورتوں میں نظر آتا ہے - برهم کے ساتھہ مایا کے مل جانے هی سے جیو بنتا ہے - گیان سے مایا کا پردہ دور هو جاتا ہے اور حقیقی ایشور رہ جاتا ہے - مایا ایک ناقابل بیان شے ہے -

اس ادویت واد یا مایا واد پر بودھہ دھرم کا بہت زیادہ اثر پڑا تھا - اسی لئے بہت سے علما شنکراچاریہ کو بودھہ ثانی کہتے هیں - اگرچہ بودھہ دھرم کے زوال کے ساتھہ بودھہ فلسفہ کا بھی انحطاط هو گیا تھا پر دنیا کو باطل اور مغالطہ آمیز ماننے کے اصول کو شنکراچاریہ نے بدستور قائم رکھا - برهم اور ویدوں کو ازلی اور دنیا کو باطل اور بے حقیقت

ماننے کے باعث ویدانت هندؤں اور بودهوں میں یکساں طور پر مقبول هوا - یہی سبب هے کہ اس فرقہ کو اتنی جلد فروغ هو گیا - شنکراچاریہ کے بهاشیوں پر ان کے شاگردوں نے بهی کئی عالمانہ تفسیریں لکهیں جن کا ویدانتیوں کے فرقہ میں بہت وقار هے - اس علمی فرقہ کے فروغ کا ایک دوسرا سبب یہہ تها کہ شنکراچاریہ نے اسے مذهبی جماعت کی شکل دےکر هندوستان کے چاروں گوشوں میں متهہ قائم کر دئے جن کا ذکر اوپر کیا جاچکا هے - ان متهوں کے ذریعہ ویدانت کی خوب اشاعت هوئی - شنکراچاریہ کے پیروؤں نے ویدانت کے خزانہ کو خوب مالامال کر دیا -

رامانج اور ان کا وششت ادویت

شنکراچاریہ کا یہہ ادویت‌واد بہت دنوں تک' ویدانت فرقہ کے نام سے چلتا رها - کسی نے اس کی مزاحمت نہ کی مگر بارهویں صدی میں رامانج نے اس فرقہ میں ایک نئی شاخ قائم کی - یہہ شنکراچاریہ کے ادویت واد سے بالکل متبائن تها - اسے هم وششت‌ادویت واد کہہ سکتے هیں - اس کے مطابق جیو اور جگت (روح اور دنیا) برهم سے جدا هونے پر بهی جدا نہیں هیں - اس فرقہ میں اگرچہ برهم جیو اور جگت تینوں اصلاً ایک هی مانے جاتے هیں تو بهی عملاً تینوں ایک دوسرے سے مختلف اور بعض خاص صفات سے متصف هو جاتے هیں - جیو اور برهم میں وهی تعلق هے جو آفتاب اور اس کی کرن میں

ہے - کرن جس طرح سورج سے نکلتی ہے اسی طرح جیو بھی برھم ھی سے نکلتا ہے - برھم واحد ہے اور کثیر بھی - وہ صرف علت ہے - اس فلسفہ کے دنیاوی اصول سانکھیہ درشن ھی کے اصولوں سے ماخوذ ھیں - در اصل دویت اور ادویت دونوں کے درمیان یہہ وسطی راستہ ہے - اسے "بھیدا بھیدواد" یا دویت‌آدویت بھی کہتے ھیں -

رامانج نے بھی ویدانت سوتروں گیتا اور اپنشدوں کی تاویل دویت‌واد کے نقطہ سے کی اور 'شری بھاشیہ' لکھا - انہوں نے بھی شنکراچاریہ کی طرح دکھن میں ایک فرقہ جاری کیا جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے - اگرچہ یہہ فرقہ شنکراچاریہ کے فرقہ کی طرح رائج نہ ہوا تو بھی اس کی کافی اشاعت ہوئی -

مادھواچاریہ اور ان کا دویت‌واد

رامانج کے زمانہ میں ھی مادھواچاریہ نے بھی دویت واد کی تلقین کرکے مادھو فرقہ قائم کیا - انہوں نے بھی سات پرانے اپنشدوں 'بھگوت گیتا' بھاگوت پران' اور ویدانت سوتروں پر دویت نقطۂ نگاہ سے بھاشیہ اور کئی مستقل کتابیں لکھیں - انہوں نے سانکھیہ اور ویدانت کو ملا دیا - اپنے عقائد کے اصولوں کا مجموعہ انہوں نے 'تتو سنکھیان' نامی کتاب میں کیا ہے - انہوں نے ایشور' جیو اور پرکرتی کو جدا جدا مانا ہے - ویدانت فرقہ میں وہ شنکراچاریہ کے مخالف تھے - اس فرقہ میں بھی علمی صورت کے مقابلہ میں مذھبی صورت ھی زیادہ اختیار کی -

اِس طرح ہمارے دور میں ویدانت فرقہ نے بہت زیادہ ترقی کی - مختلف علما نے اپنے اپنے اصول کے مطابق ویدانت سوتروں کی تاویلیں کر کے کئی فرقے قائم کر دئے - اگر چہ ان میں سے بعض فرقے اب بھی زندہ ہیں مگر شنکراچاریہ کا ادویت‌واد سب پر حاوی ہے - اُس کا ایک نتیجہ یہہ بھی ہوا کہ سبھی پرانی کتابیں ایک نئے نقطۂ نظر سے دیکھی جانے لگیں - مایا واد کے اس عقیدہ نے ہندؤں کے جو پہلے ہی بودھہ دھرم کے باعث دنیا کو باطل اور بے حقیقت مانے ہوئے تھے دلوں میں گھر کر لیا جس کا اثر ابھی تک قائم ہے -

چارواک

ان چھہ فلسفیانہ فرقوں کے علاوہ اس وقت اور بھی کئی فرقے موجود تھے - چارواک کا فرقہ بھی بہت قدیم ہے - اس کے سوتروں کا مصنف برھسپتی زمانہ قدیم میں ہو گزرا تھا - بودھوں نے اس منکر اور مجاز پسند فرقہ کو نیست و نابود کرنے کی بہت کوشش کی - نہیں کہا جا سکتا یہہ فرقہ کب‌تک منتظام صورت میں قائم رہا - اتنا تحقیق ہے کہ شنکراچاریہ کے زمانہ میں بھی یہہ فرقہ اتنا مطعون نہ ہوا تھا کہ اس سے اغماض کیا جا سکے -

بودھہ فلسفہ

بودھہ دھرم کا زوال شروع ہو گیا تھا لیکن بودھہ فلسفہ بہت عرصہ تک قائم رہا - بودھہ دھرم کے آغاز کے ساتھہ

ھی اس کا فلسفہ معرض وجود میں نہ آیا تھا - بودھہ علما نے بہت عرصہ کے بعد اپنے عقائد کو فلسفہ کی صورت میں لانا شروع کیا - بودھہ دھرم کے اصولوں کا ذکر ھم پہلے کر چکے ھیں -

جین درشن

جین فرقہ کے علما نے بھی اپنے عقائد کو فلسفہ کی ھیئت دینے کی کم کوشش نہیں کی - کچھہ ھی دنوں میں جین فلسفہ نے بھی کافی ترقی حاصل کر لی - اس کے اصولوں کا بھی ذکر ھم اوپر کر چکے ھیں - پھر بھی یہاں ان کے خاص مذھبی اصول "سیاد باد" کا کچھہ مختصر تذکرہ کرنا ضروری ھے -

انسان کا علم غیر یقینی ھے - وہ کسی شے کی صورت کو یقینی طور پر نہیں جان سکتا - اپنے حواس اور دل کی دوربین ھی کے ذریعہ وہ ھر ایک چیز کی صورت قائم کرتا ھے جو اس مغالطہ سے مبرا نہیں - اس لئے یہہ لازمی نہیں کہ اُن کے مشاھدات ھمیشہ صحیح ھوں - اگرچہ وہ انہیں صحیح سمجھہ رھا ھو - اسی اصول پر جینیوں کے "سیاد باد" کا آغاز ھوا ھے - وہ ھر ایک گیان کے سات درجے قائم کرتے ھیں - (۱) شاید ھو (۲) شاید نہ ھو (۳) شاید کسی صورت میں ھو کسی صورت میں نہ ھو (۴) شاید لفظوں میں اس کا اظہار نہ کیا جا سکے (۵) شاید ھو اور لفظوں میں اس کا ذکر نہ کیا جا سکتا ھو

(۶) شاید نہ ہو اور لفظوں میں اس کا ذکر نہ کیا جا سکے
(۷) شاید کسی صورت میں ہو ' کسی صورت میں نہ ہو '
پر ناقابل اظہار ہو - غرض ہر ایک قسم امکان یا شبہہ
کی حالت میں ہی ہم کو معلوم ہوتی ہے -

اُس زمانے کی علمی ترقی پر سرسری نگاہ

اگر ہم ہندوستان کے اِن چھہ سو سالوں کی علمی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہم کو واضع ہوگا کہ سبھی عقائد اپنے اپنے دائرہ میں ترقی کر رہے ہیں - اگر ادویت واد ملتہائے عروج پر ہے تو دویت واد بھی کافی سرسبز ہے - ایک طرف اگر بجائے روح اور ایشور کا چرچا ہے تو دوسری طرف چارواک شیشہ و ساغر کی (۱) تعلیم دے رہا ہے - ادھر نیائے ' ویدانت ' یوگ توحید کی اشاعت کر رہے تھے ' تو دوسری طرف سانکھیہ خدا کے وجود سے منکر ہو رہا تھا - پورب میمانسا والے اگر عمل اور شریعت کی تعلیم دے رہے تھے تو ویدانتی گیان کو ہی ذریعہ نجات سمجھتے تھے -

مغربی فلسفہ پر ہندوستانی فلسفہ کا اثر

ہندوستان کی اس علمی ترقی کا مغربی فلسفہ پر کیا اثر پڑا یہہ ایک وسیع مضمون ہے اور ہمارے دائرہ سے کچھہ خارج بھی ہے - ہمیں تو صرف سنہ ۶۰۰ع سے سنہ ۱۲۰۰ع

---

(۱) यावज्जीवं सुखं जीवेत्, ऋणं कृत्वा घृतं पिबेत् ।
भस्मीभूतस्य देहस्य पुनरागमनं कुतः ॥

تک کے زمانہ سے بحث کرنی ہے اور یہاں کے فلسفہ کا جو اثر مغربی فلسفہ پر پڑا اُسے اس دور سے کوئی تعلق نہیں - لیکن چونکہ مضمون بہت ہی اہم ہے یہاں اس کا کچھہ تذکرہ کرنا بےموقع نہ ہوگا -

مشرقی فلسفہ کا یونان کے فلسفہ پر بہت زیادہ اثر پڑا ہے - دونوں کے خیالات میں بہت کچھہ یکسانیت موجود ہے - زینوفینس اور پرمینڈس کے اصولوں اور ویدانت میں بہت کچھہ مطابقت ہے (۱) - سقراط اور افلاطوں کا بقائے روح کا اصول مشرقی اصول ہے - سانکھیہ کا اثر یونان کے فلسفہ پر بہت واضع ہے - بعضوں کا یہہ بھی خیال ہے کہ یونان کا مشہور عالم فیثاغورث ہندوستان میں فلسفہ پڑھنے آیا تھا - اس کے علاوہ اور بھی کئی علما ہندوستانی فلسفہ پڑھنے کے لئے یہاں آئے تھے (۲) - فیثاغورث نے تناسخ کے مسئلہ کو یہاں سے لے جا کر یونان میں رائج کیا - زمانہ قدیم کی یونانی روایات کے مطابق تھیلس، ایمپی ڈاکلس، ڈیماکریٹس وغیرہ علما نے الہیات کا مطالعہ کرنے کے لئے مشرق کا سفر کیا تھا (۳) ناسٹک (Gnostic) فرقہ پر سانکھیہ کا اثر ظاہر ہے (۴) -

---

(۱) اے اے میکڈانل - انڈیاز پاسٹ صفحہ ۱۵۹ -

(۲) ڈانٹر اِن فیلڈ - ہسٹری آف فلسفی جلد ۱ صفحہ ۶۵ -

(۳) پروفیسر میکڈانل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۴۲۲ -

(۴) پروفیسر میکڈانل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۴۲۳ -

آخر میں ہم مشرقی فلسفہ کے متعلق بھی علما کی رایوں کا اقتباس پیش کر کے اس مبحث کو ختم کرینگے -

شلیگل نے لکھا ہے کہ یورپ کا اونچے سے اونچا فلسفہ هندوستانی فلسفہ کے شمس نصف‌النہار کے سامنے ایک ٹمٹماتے ہوئے چراغ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا (۱) -

سر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے لکھا ہے کہ هندوستانی فلسفہ میں علم اور عمل ' دھرم اور ادھرم ' ذی روح ' غیر ذی روح اور روح ' جبر و اختیار ' روح اور خدا ' وغیرہ مسائل پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے - اس کے علاوہ عالم کی تکوین ' انتظام اور ارتقا کے متعلق مختلف پہلوؤں سے غور کیا گیا ہے - ارتقا پر حال کے علما کے خیالات کپل کے ارتقا کی تکمیل معلوم ہوتے ہیں (۲) -

شری متی ڈاکٹر ایوسلٹ لکھتی ہیں : هندوستان کا علم‌الذهن یورپ کے علم‌الذهن سے زیادہ مکمل ہے (۳) -

پروفیسر میکس ڈنکر نے لکھا ہے کہ هندوستان کا استدلال حال کے کسی قوم کے منطق سے کم نہیں ہے (۴) -

---

(۱) هسٹری آف لٹریچر -
(۲) ہنٹر - انڈین گزیٹیر - انڈیا صفحہ ۲۱۳ - ۲۱۴ -
(۳) لیکچر آن نیشنل یونیورسٹیز اِن انڈیا (کلکتہ) جنوری سنہ ۱۹۰۶ء -
(۴) هسٹری آف اینٹی کویٹی جلد ۴ صفحہ ۳۱۰ -

جوتش

دیگر علوم کی طرح فلکیات میں بھی زمانہ قدیم میں هندوستان نے بہت ترقی کی تھی - ویدوں میں نجوم کے بہت اونچے اصولوں کا ذکر آیا ہے - ایک براهمن میں لکھا ہے کہ فی الواقع آفتاب طلوع یا غروب نہیں ہوتا بلکہ زمین کے گھومنے سے دن رات ہوتے ہیں (۱) - زمانہ قدیم میں یگیوں اور قربانیوں کی کثرت کے باعث سیاروں اور معین اوقات کا علم عوام میں بھی رائج تھا - نجوم کو بھی ویدوں کا ایک رکن مانا جاتا تھا - اسی لئے اس کا مطالعہ عام تھا - عیسیٰ سے بھی قبل ' بردهہ گرگ سلکھتا ' اور جینیوں کی ' سری پنتی ' وغیرہ نجوم کی کتابیں تصنیف ہو چکی تھیں - ' آشولائن سوتر ' ' پارسکر گرہ سوتر ' مہابھارت اور ' مانو دھرم شاستر ' میں جوتش کی کتنی ہی باتیں ماخوذ ہیں - عیسوی کے بعد کا سب سے پہلا اور مکمل ' سوریہ سدھانت ' تھا جو اب دستیاب نہیں - اس کا پورا حال وراہ مہر نے اپنی ' پنچ سدھانتکا ' میں کہا ہے - وہ موجود ہے - حال کا ' سوریہ سدھانت ' اس سے جدا اور جدید ہے - وراہ مہر نے (۵۰۵ ع) اپنی ' پنچ سدھانتکا ' میں اُن پانچ سدھانتوں پولش ' رومک ' وسشت ' سور ' اور پتامہ کا کرن روپ سے (جس میں علم الاعداد ہی

---

(۱) میکڈانل - انڈیاز پاسٹ صفحہ ۱۸۱ -

کے ذریعہ سے جوتش کا حساب ہو سکتا ہے اور عمل قوس کی ضرورت نہیں رہتی) بیان کیا ہے - اور لاتا چاریہ ' سنگھا چاریہ اور اس کے مرشد آریہ بھٹ ' پردمن اور بجے نندی کی رایوں کا اقتباس کیا ہے جس سے واضع ہوتا ہے کہ یہہ علما اس کے قبل کے ہیں - پر افسوس ہے کہ اب آریہ بھٹ کے سوا اور کسی کی تصانیف کا پتہ نہیں ہے - آریہ بھٹ نے جو سنہ ۴۷۶ع میں پیدا ہوا تھا ' آریہ بھٹی ' لکھی - اُس نے سورج اور تاروں کے ثابت ہونے اور زمین کی گردش سے رات اور دن ہونے کا ذکر کیا ہے - اس نے زمین کا محیط ۴۹۶۷ یوجن یا ۲۴۸۳۵ میل بتلایا ہے - اس نے سورج اور چاند کے گرھن کے اسباب کی بھی تحقیق کی ہے - اس کے بعد ایک دوسرا آریہ‌بھٹ بھی ہوا جس نے ' آریہ سدھانت ' لکھا اور جس کا ذکر بھاسکراچاریہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے -

وراہ مہر کے پانچ سدھانتوں میں ' رومک سدھانت ' غالباً یونان سے آیا ہے - ہندوستانی اور یونانی نجوم بہت سی باتوں میں ملتے ہیں - یہہ تحقیق کرنا مشکل ہے کہ کس نے کس سے کتنا سیکھا -

سنہ ۶۰۰ع سے سنہ ۱۰۰۰ع تک کی فلکیاتی تصنیفات

وراہ مہر کے بعد جوتش کے سب سے جید عالم برھم گپت ہوا - اس نے سنہ ۶۲۸ع کے قریب ' براھم اسپھٹ سدھانت ' اور ' کھنڈ کھاد ' لکھے - اس نے زیادہ تر متقدمین

کی نانهد کی هے - اس کا طرز بیان زیادہ جامع اور مدلل هے - اس نے گیارهویں باب میں آریه بهٹ کا تبصرہ کیا هے - اس کے کچهه برسوں کے بعد مشہور عالم لل هوا جس نے اپنے «لل سدهانت» میں آریه بهٹ کے دورہ ارض کے اصول پر اعتراض کرتے هوے لکها هے که اگر زمین گردش کرتی هوتی تو درخت پر سے اڑا هوا پرند اپنے گهونسلے میں پهر نه جا سکتا - (۱) لیکن لل کو شاید معلوم نه تها که زمین مع ماحول کے گردش کرتی هے - اگر یهه بات اسے معلوم هوتی تو وہ گردش زمین پر ایسا بیدا اعتراض نه کرتا - لل کے بعد همارے دور میں چترویدی پرتهودک سوامی نے سنه ۹۷۸ع کے قریب برهم گپت براهم سپهٹ سدهانت کی تفسیر لکهی - سنه ۱۰۳۸ع کے قریب سری پت نے «سدهانت شیکهر» اور «دهی کوتد» (علم الاعداد) بیرن نے برهم گپت کے «کهنڈ کهاد» کی تفسیر اور بهوج دیو نے «راج مرگانک» لکهے - برهم دیو نے گیارهویں صدی کے آخر میں «کرن پرکاش» نام کی کتاب مرتب کی -

همارے دور کے آخر میں مشہور جوتشی مہیشور کا فرزند بهاسکراچاریه هوا - اس نے «سدهانت شرومنی» «کرن کوتوهل» «کرن کیسری» «گرہ گنت» «گرہ لاگهو»

---

(1) यदि च भ्रमति क्ष्मा तदा स्वकुलायं कथमाप्नुयुः खगाः ।
इषवोऽभिनभः समुज्झिता निपतंतः स्युरपांपतेर्दिशि ॥
(लल्ल सिद्धान्त)

د گرہان بھاسکر ' د سوریہ سدھانت ویاکھیا ' اور د بھاسکر دیکشکی ' لکھے – د سوریہ سدھانت ' کے بعد د سدھانت شرومنی ' مستند کتاب مانی جاتی ھے – اس کے چار حصے لیلاوتی ' بیج گنت ' گرہ گنت ادھیاے اور گولادھیاے ھیں – پہلے دو تو ریاضیات کے متعلق ھیں اور پچھلے دو جوتش سے متعلق ھیں – بھاسکراچاریہ نے اس کتاب میں زمین کے گول ھونے اور اس میں قوت کشش کے ھونے کے اصولوں کی تشریح نہایت واضح طور پر کی ھے – وہ لکھتا ھے :-

"کسی دائرہ کے محیط کا سووان حصہ خط مستقیم معلوم ھوتا ھے – ھماری زمین بھی ایک بڑا بھاری کرہ ھے – انسان کو اس کے محیط کا بہت ھی چھوٹا حصہ نظر آتا ھے – اسی لئے وہ چپٹا دکھائی دیتا ھے" (۱) –

"زمین اپنی قوت کشش کے زور سے ھر ایک چیز کو اپنی طرف کھینچتی ھے – اسی لئے سبھی چیزیں اس پر گرتی ھوئی نظر آتی ھیں" (۲) –

---

(1) समो यतः स्यात्परिधेः शतांशः पृथ्वी च पृथ्वी नितरां तनीयान् ।
नरश्च तत्पृष्ठगतस्य कृत्स्ना समेव तस्य प्रतिभात्यतः सा ॥
(सिद्धान्तशिरोमणि—गोलाध्याय)

(२) आकृष्टशक्तिश्च मही तया यत् स्वस्थं गुरुस्वाभिमुखं स्वशक्त्या ।
आकृष्यते तत् पततीव भाति समे समन्तात् क पतत्त्वियं खे ॥

نیوٹن سے کئی صدیوں پہلے هی بهاسکراچاریه نے اصول کشش کا بیان اتنے واضع طور پر کر دیا هے که دیکهه کر حیرت هوتی هے - اسی طرح فلکیات کے دیگر اصولوں کو بهی اس نے بیان کیا هے -

اس سے معلوم هوتا هے که همارے دور میں علم نجوم نے کافی ترقی کر لی تهی - البیرونی نے بهی اپنے مشہور سفر نامے میں همارے نجوم کی ترقی اور اس کے کچهه اصولوں کا ذکر کیا هے - ڈبلیو ڈبلیو هنٹر کے قول کے مطابق آٹهویں صدی عیسوی میں عرب کے علما نے هندوستان سے نجوم حاصل کیا اور اس کے اصولوں کا عربی میں " سند هند " کے نام سے ترجمه کیا (۱) - خلیفه هارون رشید اور المامون نے هندوستانی منجموں کو بلا کر ان کی تصانیف کا عربی میں ترجمه کرایا (۲) - اهل یونان کی طرح اهل هند بهی عربوں کے استاد تهے - آریه بهٹ کی کتابوں کے ترجمه کا نام " ارض بهدر " رکها گیا (۳) - چین میں بهی هندوستانی جوتش کا بهت رواج هوا - پروفیسر ولسن نے لکها هے - " بروج فلکی کی تقسیم ، شمسی اور قمری مهینے ، ستاروں کی رفتار کا تعین ، طریق الشمس ، نظام شمسی ، زمین کا روزانه اپنے محور پر گردش کرنا ، چاند کی رفتار

---

(۱) هنٹر - انڈین گزیٹیر صفحه ۲۱۸ -
(۲) مل - هسٹری آف انڈیا جلد ۲ صفحه ۱۰۷ -
(۳) ویبر - انڈین لٹریچر صفحه ۲۵۵ -

اور زمین سے اس کا فاصلہ ، ستاروں کے درجوں کی پیمائش اور گرہن کا حساب ، وغیرہ ایسے مسائل ہیں جو غیر مہذب قوموں میں معدوم ہیں " (۱) -

پھلت جوتش

ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے لوگوں کو پھلت جوتش پر اعتقاد رہا ہے - پھلت جوتش سے مراد اُن اثرات سے ہے جو ستاروں کی گردش اور محل وقوع سے انسان پر پڑتے ہیں - برہمنوں اور دھرم سوتروں میں بھی کہیں کہیں اس کا حوالہ ملتا ہے - اس علم کی قدیم تصانیف نایاب ہیں - بہت ممکن کہ وہ تلف ہو گئی ہوں - "بردھہ گرگ سنگھتا" میں بھی اس کا کچھہ ذکر آیا ہے - وراہ مہر کے قول کے مطابق علم نجوم تین حصوں میں منقسم ہے - تنتر ، ہورا اور شاکھا - تنتر یا اصولی نجوم کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے - ہورا اور شاکھا کا تعلق پھلت جوتش سے ہے - ہورا میں زائچہ وغیرہ سے انسان کی زندگی کے متعلق مساعد یا نامساعد حالات پر غور کیا جاتا ہے - شاکھا یا سنگھتا میں پچھل تاروں ، شہاب ثاقب ، شگون اور ساعت وغیرہ کی تشریح ہوتی ہے - وراہ مہر کی "برہت سنگھتا" پھلت جوتش کے لئے مستند ہے - اس میں مکان بنوانے ، کنوئوں اور تالاب کھدوانے ، باغ لگانے ،

---

(۱) مل - ہسٹری آف انڈیا جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ -

موزوں قائم کرنے اور ایسے ہی دیگر امور کے لئے متعدد شگون درج ہیں - اس نے شادی اور فتوحات کے لئے وقت روانگی کے متعلق بڑی کئی کتابیں لکھیں - پہلت جوتش ہی پر 'برھج جاتک' نام سے اس نے ایک ضخیم کتاب لکھی جو بہت مشہور ہے - سیاروں کا محل دیکھ کر انسان کا مستقبل بتلانا ہی اس کتاب کا خاص موضوع ہے - سنہ ۹۶۰ع کے قریب وراہ مہر کے لڑکے پرتھویشا نے پہلت جوتش کے متعلق 'ہورا کیت پنچاشکا' نام کی ایک کتاب لکھی - دسویں صدی میں بھٹوتپل نے وراہ مہر کی تصانیف پر مبسوط اور جامع تفسیں لکھیں - سنہ ۱۰۳۹ع میں شری پت نے اسی صنف میں 'رتن مالا' اور 'جاتک دھتی' نامی کتابیں لکھیں - زمانہ مابعد میں بھی اس صنف میں اور کتابیں لکھی گئیں -

علم‌الاعداد

نجوم کے ارتقا کے ساتھ علم‌الاعداد کا ارتقا بھی لازمی تھا - ہم دیکھتے ہیں کہ چھٹویں صدی تک ہندوستان علم‌الاعداد میں انتہائی منزل تک پہونچ چکا تھا - اس نے ایسے ایسے دقیق اصولوں کی تحقیق کر لی تھی جن کا مغربی دنیا کو کئی صدیوں کے بعد علم ہوا - مشہور عالم کجوری نے اپنی 'ہسٹری آف میتھمیٹکس' میں لکھا ہے یہہ امر قابل غور ہے کہ ہندوستانی علم‌الاعداد نے ہمارے موجودہ طبیعات میں کس حد تک نفوذ کیا ہے - موجودہ

الجبرہ اور علم‌الحساب دونوں کا عمل اور انداز ہندوستانی ہے، یونانی نہیں - علم‌الاعداد کے ان مکمل نشانات اور ہندوستانی علم‌حساب کے ان عملوں پر جو موجودہ عملوں کی ہی طرح مکمل ہیں، اور ان کے الجبرہ کے قاعدوں پر غور کرو اور پھر سوچو کہ ساحل گنگا کے بسنے والے برہمن کس تعریف اور توصیف کے مستحق نہیں ہیں - بدنصیبی سے ہندوستان کی کئی بیش بہا ایجادیں یورپ میں بہت پیچھے پہونچیں، جو اگر دو تین صدیاں پہلے پہونچی ہوتیں تو ان کا اثر کہیں زیادہ پڑتا -

اسی طرح ڈی مارگن نے لکھا ہے "ہندوستانی علم حساب یونانی علم حساب سے کہیں بڑھ کر ہے - ہندوستانی حساب وہ ہے جس کا ہم آج بھی استعمال کرتے ہیں -

علم‌الاعداد کا ارتقا

علم حساب پر مجموعی طور پر بحث کرنے سے قبل علم اعداد پر بحث کرنا زیادہ مفید اور نتیجہ‌خیز ہوگا - ہندوستان نے دیگر اقوام کو جو متعدد باتیں سکھلائیں اُن میں سب سے اونچا درجہ علم‌الاعداد کا ہے - دنیا میں علم حساب و نجوم، طبیعات وغیرہ میں آج جو ترقی نظر آتی ہے اُن کا اصلی مدار موجودہ نشست اعداد ہے جس میں ایک سے نو تک کے اعداد اور صفر، ان دس نشانات سے علم حساب کا سارا کام چل جاتا ہے - یہہ ترتیب اہل ہند نے ہی لگائی اور دنیا کے ہر ایک گوشہ میں

پہنچائی - ہندی ناظرین میں بہت کم اصحاب کو معلوم ہوگا کہ اس ترتیب اعداد کے قبل دنیا میں کون سا طریقہ رائج تھا اور وہ نجوم اور طبیعات وغیرہ علوم کی ترقی میں کتنا حارج تھا - اس لئے یہاں مختصراً دنیا کے قدیم علم الاعداد کا معائنہ کرکے موجودہ اعداد کے ہندوستانی ایجاد ہونے کے متعلق کچھہ لکھنا بے محل نہ ہوگا -

ہندوستان کے قدیم کتبوں ' وصیت ناموں ' سکوں ' اور قلمی نسخوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں اعداد کی ترتیب حال کی ترتیب سے بالکل مختلف تھی - اس میں ایک سے نو تک اعداد کے نو نشانات ۱۰ - ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ کے نشانات اور ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے ایک ایک نشان مخصوص تھے - انہیں بیس علامتوں سے ۹۹۱۹۹ تک کے اعداد لکھے جاتے تھے - لاکھہ کروڑ وغیرہ کے لئے بھی اُس زمانہ میں علامتیں مخصوص تھیں یا نہیں یہہ تحقیق نہیں کہا جا سکتا - ان اعداد کے لکھنے کی ترتیب ایک سے نو تک تو ویسی ہی تھی جیسی اب ہے - ۱۰ کے لئے نئے نظام کے مطابق ۱ کے ساتھہ صفر نہیں بلکہ ایک جدا نشان ہی بنایا جاتا تھا - علیٰ ہذا ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ - ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے الگ الگ نشانات رہتے تھے - ۱۱ سے ۹۹ تک لکھنے کا طریقہ ایسا تھا کہ پہلے دہائی کی عدد لکھکر اس کے آگے اکائی کی عدد لکھی جاتی تھی - مثلاً

۱۵ کے لئے ۱۰ کی علامت لکھکر اس کے آگے ۵ اور ۳۳ کے لئے ۳۰ کی علامت کے آگے ۳ وغیرہ - ۲۰۰ کے لئے ۱۰۰ کی علامت لکھکر اُس کے داھنی طرف کبھی اوپر کبھی نیچے ' کبھی وسط میں ' ایک سیدھی لکیر (ترچھی) جوڑ دی جاتی تھی - ۳۰۰ کے لئے ۱۰۰ کی علامت کے ساتھ ویسي ھی دو لکیریں جوڑی جاتی تھیں - ۴۰۰ سے ۹۰۰ تک کے لئے ۱۰۰ کی علامت لکھ کر ۴ سے ۹ تک کی عدد ترتیب‌وار ایک چھوٹی سی آڑی لکیر سے جوڑ دی جاتی تھی - ۱۰۱ سے ۹۹۹ تک لکھنے میں سیکڑے کي عدد کے آگے دھائی اور اِکائی کے نشانات لکھے جاتے تھے - مثلاً ۱۲۹ کے لئے ۱۰۰ ' ۲۰ اور ۹ - ۹۵۵ کے لئے ۹۰۰ ' ۵۰ اور ۵ - اگر ایسے اعداد میں دھائی کی عدد نہ ھو تو سیکڑے کے بعد اِکائي کی عدد رکھی جاتی تھی - مثلاً ۳۰۱ کے لئے ۳۰۰ اور ۱ - ۲۰۰۰ کے لئے ۱۰۰۰ کی علامت داھنی طرف اوپر کی جانب ایک چھوٹی سی سیدھي آڑي (یا نیچے کو مڑی ھوئی) لکیر جوڑي جاتی تھی اور ۳۰۰ کے لئے ویسی ھی لکیریں - علیٰ ھذا ۹۹۹۹۹ لکھنے ھو تو ۹۰۰۰۰ ' ۹۰۰۰ ' ۹۰۰ ' ۹۰ اور ۹ لکھتے تھے -

ھندوستان میں اعداد کا یہہ تریقہ کب رائج ھوا ' اِس کا پتہ نہیں چلتا ' لیکن اشوک کے سدھاپور ' سہسرام اور روپ ناتھہ کے کتبوں میں اس طرز کے ۲۰۰ ' ۵۰ '

ر ۲ کی دو دو مختلف صورتیں ملتی هیں -

مصر کا قدیم رسم الاعداد جو مصری رسم الخط کی شکل
ں هوتا تھا هندوستان کے قدیم رسم الاعداد سے بھی زیادہ
یچیدہ تھا - اُس میں خاص اعداد کے تین نشانات تھے -
- ۱۰ اور ۱۰۰ - انہیں تین عددوں کے بار بار لکھنے سے
۹۹ تک کے اعداد بنتے تھے - ایک سے نو تک کھنے کے
ے ایک کو نو بار لکھا جاتا تھا - ۱۱ سے ۱۹ تک کے
ئے ۱۰ کی علامت کی بائیں طرف ایک سے نو تک
ڑی لکیریں کھینچی جاتی تھیں - ۲۰ کے لئے ۱۰ کی
لامت دو بار، اور ۳۰ سے ۹۰ تک کے لئے بالترتیب تین
، نو بار تک لکھتے تھے - ۲۰۰ بنانے کے لئے ۱۰۰ کی
امت کو دو بار لکھتے تھے - اُسی طرح ۳۰۰ کے لئے
ین بار - اس نظام میں ۱۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ کے لئے بھی
ک ایک تصویر مخصوص تھی - لاکھہ کے لئے مینڈھک
ر ۱۰ لاکھہ کے لئے ایک انسان هاتھہ پھیلائے هوے بنایا
اتا تھا - اس سے ظاهر هے کہ یہہ علم الاعداد کی بالکل
تدائی صورت تھی -

فنیشیا کا رسم العدد بھی مصری رسم العدد سے نکلے هیں
ر اُن کی ترتیب بھی اتنی هی پیچیدہ هے - صرف ۱۰ کی
امت کو بار بار لکھنے کی زحمت کو کچھہ کم کرنے کے
، اُس میں ۲۰ کے لئے ایک نئی علامت بنائی گئی
ں سے ۳۰ کے لئے ۲۰ اور ۱۰ اور ۹۰ کے لئے چار بار

بوس لکھکر ۱۰ کی علامت لکھی جاتی تھی -

کچھ عرصہ کے بعد مصریوں نے کسی دوسرے ملک کے آسان رسم العدد کو دیکھکر' یا خود اپنی عقل سے اپنے بھدے مصور اعداد کو سہل بنانے کے لئے ہندوستانی رسم العدد جیسا جدید طرز نکالا - ایک سے نو تک کے لئے نو' دس سے نوے تک کے لئے نو اور سو سے ہزار تک کے لئے ایک ایک علامت قائم کی - اس رسم العدد کو هیرےٹک کہتے ہیں - اس میں بھی مندرجہ بالا دونوں رسموں کی طرح اعداد دائیں طرف سے بائیں طرف لکھے جاتے تھے -

ڈیماٹک اعداد بھی هیرےٹک اعداد سے ہی نکلے ہیں اور ان دونوں میں بہت کم فرق ہے جو شاید زمانہ کا اثر ہو - یورپ میں بھی زمانہ قدیم میں اہل یونان صرف دس ہزار تک کی گنتی جانتے تھے اور اہل روم ایک ہزار تک کی - ان کے رسم العدد کا استعمال اب بھی کبھی کبھی مطبوعہ کتب میں سنہ لکھنے ہیں' دیباچہ میں صفحات کی تعداد کے لئے یا گھڑیوں میں وقت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے - اس میں ۱' ۵' ۱۰' ۵۰' ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ تک کی علامتیں ہیں جن کو رومن اعداد کہتے ہیں - آج کل ہر ایک تعلیم‌یافتہ شخص رومن اعداد سے واقف ہے اس لئے اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں - ان تمام قدیم اعداد سے نجوم' حساب اور طبیعات کی خاص ترقی

کا کوئی امکان نہ تھا - دنیا کی موجودہ ترقی
ں اعداد کی بدولت ہوئی ہے اور اس کا موجد هندوستان
- اس رسم العدد میں جو عدد دائیں طرف سے بائیں
ے ہٹا دی جاتی ہے اس کی قیمت دس گنتی بڑھ
ی ہے - مثلاً ۱۱۱ ۱۱۱ میں چھٹوں عدد ' ۱ ' ہی
یں لیکن دائیں طرف سے چلئے تو پہلے سے ۱ کا ' دوسرے
۱۰ ' تیسرے سے ۱۰۰ ' چوتھے سے ۱۰۰۰ اور پانچویں
۱۰۰۰۰ سمجھا جاتا ہے - اسی سے اس رسم العدد کو
د اعشاریہ کہتے ہیں - زمانہ حال میں ساری دنیا
ِ رسم العدد کو استعمال کرتی ہے - اہل هند نے اِس کی
اد کس زمانہ میں کی یہہ تحقیق نہیں کیا جا سکتا -
م کتبوں اور وقف ناموں میں عیسوی کی چھٹویں صدی
قدیم هندی رسم العدد کا ہی استعمال کیا گیا ہے -
ویں صدی سے دسویں صدی تک کتبہ نگاروں اور عاطیوں
کہیں تو قدیم طرز کا استعمال کیا ہے ' کہیں جدید
کا - لیکن اہل حساب نے چھٹویں صدی کے قبل
طرز جدید کا استعمال شروع کر دیا تھا - وراہ مہر نے
لچ سدھانت کا ' میں جدید اعداد ہی دئے ہیں - اس سے
ت ہے کہ پانچویں صدی کے آخر میں اہل نجوم جدید
کام میں لاتے تھے - بھتو تپل نے ' برهت سنگھتا ' کی
ہر میں کئی جگہ ' پولش سدھانت ' سے جس کا
مہر نے اپنی تصانیف میں حوالہ دیا ہے ' اقتباس
ہے - اس نے ایک اور مقام پر ' مول پولش سدھانت '

کے نام سے ایک شلوک بھی پیش کیا ھے - ان دونوں میں جدید طرز کے اعداد ھي استعمال کئے گئے ھیں - اس سے قیاس ھوتا ھے کہ وراہ مہر کے قبل یا پانچویں صدي کے پہلے بھی جدید طرز کا رواج تھا -

' یوگ سوتر ' کی مشہور تفسیر میں ویاس نے (سنہ ۶۰۰ع کے قریب) اعداد اعشاریہ کی بہت صاف مثال پیش کی ھے - جیسے ۱ کی عدد سیکڑے کے مقام پر ۱۰۰ کے لئے دھائي کے مقام پر ۱۰ کے لئے اور اکائي کے مقام پر ۱ کے لئے مستعمل ھوتی ھے - موضع بخشالی (یوسف زئي علاقہ - پنجاب) میں بھوج پتر پر لکھی ھوئی ایک پرانی کتاب زمین میں دفن ملي ھے جس میں اعداد طرز جدید ھي سے لکھے گئے ھیں - مشہور عالم ڈاکٹر ھارنلی نے اس کے زمانہ تصنیف کا اندازہ تیسری چوتھی صدي کیا ھے - اس پر ڈاکٹر بولر نے لکھا ھے کہ اگر علم‌الاعداد کی قدامت کے متعلق ڈاکٹر ھارنلی کا یہہ قیاس صحیح مان لیا جاوے تو اس کی ایجاد کا زمانہ سنہ عیسوی کے آغاز یا اس سے بھی قدیم‌تر ھوگا - ابھی تک تو طرز جدید کي قدامت کا پتہ یہیں تک چلا ھے -

صفر کي ایجاد کر کے علم حساب میں طرز جدید کا موجد کون ھوا اس کا کچھہ پتہ نہیں چلتا - صرف اتنا ھي تحقیق ھے کہ طرز جدید کی ایجاد ھندوستان میں ھی ھوئی - پھر یہاں سے اهل عرب نے یہہ علم سیکھا

ر عربوں نے اسے یورپ میں رائج کیا - اس کے قبل
شیا اور یورپ کی کلدانی ' یونانی ' عربی قومیں هندسه
کام حروف تہجی سے لیتی تھیں - عربوں میں خلیفه
ہد کے زمانه تک اعداد کا رواج نه تھا (سنه ۷۰۵-۷۱۵ع) -
س کے بعد انہوں نے هندوستان سے یہه فن سیکھا (۱) -

اس کے متعلق " انسائکلوپیڈیا برٹنیکا " میں لکھا ھے
" اس میں کوئی شک نہیں که همارے موجودہ فن عدد
ی تخلیق هندوستان میں هوئی ھے - غالباً علم نجوم
، اُن نقشوں کے ساتھ جنہیں ایک هندوستانی سنہ
ه ۷۷۳ع میں بغداد میں لایا تھا ' یہه اعداد عرب میں
اخل هوے - بعد ازاں عیسوی کی نویں صدی کے آغاز
یں مشہور عالم ابو جعفر محمد الخوارزمی نے عربوں
یں اس طرز کی تشریح کی اور اُسی زمانه سے اس کا
اج بڑھنے لگا " -

" یورپ میں یہه مکمل اعداد معه صفر عیسوی کی
رھویں صدی میں رائج هوے اور اُن اعداد سے بنا هوا
م حساب " الگورتمس " (الگورتھم) نام سے مشہور هوا -
ه غیر مانوس نام محض " الخوارزمی " کا لفظی ترجمه
، جیسا که رنیاڈ نے قیاس کیا تھا - الخوارزمی کی

---

(۱) قدیم اور جدید علم الاعداد کے مفصل حالات کے لئے دیکھو " بھارتی
چین لپ مالا " صفحه ۱۰۸-۱۱۰ -

اس تصنیف کا اب پتہ نہیں - مگر اس کے ترجمۃ کی ایک نقل حال میں کیمبرج سے شائع ہوئی ھے جو اِس قیاس کی تصدیق کرتی ھے - یہہ ترجمہ غالباً ایڈل ھرڈ نے کیا تھا - خوارزمی کے علم حساب کے قاعدوں کو مشرقی علما نے آسان کیا اور اُن آسان کئے ہوے قاعدوں کو مغربی یورپ میں پیسا کے لیونارڈو اور مغربی یورپ میں میکسمس پلینڈوڈس نے رائج کیا - "زیرو" لفظ عربی کے "صفر" سے ماخوذ معلوم ہوتا ھے - غالباً لیونارڈو نے "صفر" کو "جفرو" کی صورت دے دی (۱) "

مشہور سیاح اور عالم البیرونی نے لکھا ھے : "اھل ھند اپنے رسم‌الخط کے حروف سے اعداد کا کام نہیں لیتے جیسے کہ ہم عبرانی حروف کی ترتیب سے عربی حروف سے کام لیتے ھیں - ھندوستان کے مختلف صوبوں میں جس طرح حروف کی شکلیں مختلف ھیں، اُسی طرح اعداد ظاھر کرنے والے نشانات بھی جنھیں "انک" کہتے ھیں مختلف ھیں - جن اعداد کو ہم کام میں لاتے ھیں وہ ھندوؤں کے سب سے خوبصورت اعداد سے لئے گئے ھیں - جن متعدد قوموں سے میرا تعلق رہا اُن سبھوں کی زبانوں کے شمار کرنے والے نشانات کا میں نے مطالعہ کیا ھے جس سے معلوم ہوا کہ کوئی قوم ایک ہزار سے زیادہ نہیں

---

(۱) انسائکلو پیڈیا برٹانکا - جلد ۱۷ صفحہ ۶۲۱ -

شمار کر سکتی - اهل عرب بهی ایک هزار تک هی شمار کر سکتے هیں - اس موضوع پر میں نے ایک علحدہ کتاب لکھی هے - هندو هی ایسی قوم هے جس کے اعداد ایک هزار سے زائد هیں - وہ اعداد کو اتهارہ مقامات تک لے جاتے هیں جیسے ' پرارده ' کہتے هیں - میں نے ایک کتاب لکھہ کر بتلایا هے کہ اهل هند اس علم میں هم سے کس قدر آگے بڑھے هوے هیں " (۱) -

علم حساب کی جو تصانیف موجود هیں وہ زیادہتر جوتش کے اُنهیں علما کی هیں جن کا ذکر هم اوپر کر چکے هیں - آریہ بهٹ کی تصنیف کے پہلے دو حصے ' برہم اسپهٹ سدهانت ' میں باب الحساب اور سدهانت شرومنی میں لیلاوتی اور بیج گنت نام کے ابواب علم حساب پر مشتمل هیں - اِن کتابوں کے مطالعہ سے معلوم هوتا هے کہ وہ لوگ علم حساب کے سبهی اونچے درجہ کے اصولوں سے واقف تهے - تمام علم حساب کے آتهوں قاعدوں جمع ' تفریق ' ضرب ' تقسیم ' مربع ' مکعب ' جزرالمربع ' جزرالمکعب کا ان میں کامل طور پر بیان کیا گیا هے - اس کے بعد کسر ' صفر ' رقبہ ' تراشک ' کام ' سود ' سود مرکب ' اعداد غیر متعدود ' کتک اور شریرهی کے اصولوں کا تذکرہ بهی موجود هے -

---

(۱) البیرونی انڈیا - جلد ۱ صفحہ ۷۷ - ۱۷۴

الجبر و المقابلہ

نجوم کے لئے صرف علم حساب کا ھي نہیں الجبر و المقابلہ کا بھی استعمال کیا جاتا تھا - مندرجہ بالا کتابوں میں ھمیں الجبر و المقابلہ کے ملیعتی اصولوں کے بیانات ملتے ھیں - اس علم کا بھی اِسی ملک میں ارتقا ھوا تھا - مسٹر کاجوری نے لکھا ھے کہ الجبر و المقابلہ کے پہلے یونانی عالم ڈایوفینٹس نے بھی ھندوستان میں ھي یہہ علم حاصل کیا تھا - یہہ خیال کہ ھندوستان نے یونان سے یہہ علم حاصل کیا غلط ھے - ھندوستانی اور یونانی الجبر و المقابلہ میں بہت سے اختلافات ھیں - ھندوستان نے بارھویں صدی تک الجبر و المقابلہ کے جو قواعد اور اصول ایجاد کئے وہ یورپ میں سترھویں صدی میں رائج ھوئے - ھندوستانیوں نے الجبر و المقابلہ میں بہت سے بنیادی اصول دریافت کر لئے تھے جن میں کچھہ یہہ ھیں -

(۱) منفی اعداد سے مساوات کا خیال -

(۲) مربع مساوات کی تسہیل -

(۳) ترتیب کے قواعد - اهل یونان ان سے واقف نہ تھے -

(۴) ایک درجہ اور کئی درجوں کے مساوات -

(۵) مرکز کا معین جس میں علم حساب اور الجبر و المقابلہ دونوں کا ارتقا ھو -

بهاسکراچاریه نے یهه بهی ثابت کیا هے که—

ع × ۰ = ۰ ؛ ع۰ = ۲ ؛ √۰ = ۰ ؛ ع ÷ ۰ = •

هندوستان سے هی جبر و مقابله کا علم اهل عرب کی ساطت سے یوروپ پهونچا - پروفیسر مونیر ولیمس کهتے یں که جبر و مقابله ' علم خط ' اور علم نجوم هندوستانیوں ی کي ایجاد هے (۱) - عرب سے اس کی اشاعت یوروپ یں هوئی (۲) -

علم الخط

اِسی طرح علم خط نے بهي هندوستان میں بهت ترقی ی تهی - قدیم هندوستان میں علم خط کا ذکر بودهائن ر آپستمب کے سوتروں میں پایا جاتا هے - قربانگاهوں اور ندروں کے بنانے میں اس کا بهت استعمال هوتا تها - گرهه اور دیگر رسوم ادا کرانے والے پروهت جانتے تهے که ستطیل کا رقبه مربع میں اور مربع کا رقبه دائره میں س طرح لایا جا سکتا هے - یهه علم بهی یونانی اثرات ہ پاک تها - علم خط کی کچهه مشقیں درج ذیل هیں و همارے زمانه تک ایجاد هو چکی تهیں -

(۱) حکیم فیثاغورث کی مشق - یعنی مثلث ائم الزاویه کے دو اضلاع کے مربعوں کا مجموعه مساوی هوتا هے ر کے مربع کے -

---

(۱) انڈین وزڈم - صفحه ۱۸۵ -

(۲) ونے کمار سرکار - هندو ایچیو مینٹس اِن اکزیکٹ سائنسز صفحه ۱۲—۱۵ -

(۲) دو مربعوں کے مجموعہ یا فرق کے برابر دوسرا مربع بنانا -

(۳) کسی مستطیل کو مربع بنانا -

(۴) √‾ کی اصلی قیمت اور متادیر کا اسقاط -

(۵) ربعوں کو دائرہ کی صورت میں لانا -

(۶) دائرہ کا رقبہ -

(۷) نامساوی اربعۃ الاضلاع میں وتر قائم کرنا -

(۸) مثلث ، دائرہ اور نامساوی اربعۃالاضلاع کا رقبہ -

(۹) برھم گپت نے قطع دائرہ کے قطاع اور اس پر سے کھنچے ہوے قوس تک کے عمود کے معلوم ہونے پر قطر اور قطع دائرہ کا رقبہ نکالنے کا قاعدہ بھی لکھا ہے -

(۱۰) مخروطی اور ھلیلجی اشیا کا رقبہ -

بھاسکراچارج نے اپنے قول کے بہت سے علماء علم حساب بھٹ ، لل ، اریہ بھٹ (ثانی) ، وراہ مہر ، برھم گپت ، مہابیر (سنہ ۸۵۰ع) ، سری دھر (سنہ ۸۵۳ع) اور أتپل (سنہ ۹۷۰ع) قائم کئے ہوے اصولوں کو خلاصہ دیکر ان کا عمل بتلایا ہے - جبر و مقابلہ کی طرح یعقوب نے علم الخط کی اشاعت عرب میں کی -

علم مثلث

زمانۂ قدیم کے ہندوستانی علم مثلث میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے - انہوں نے جیب اور جیب معکوس کے

مانے تھے - ان سلسلوں میں " برت پاد " کے چوبیسوں
ک کا عمل ہے - دونوں سلسلوں میں یکساں پیمانہ
، اور جیب معکوس کا بیان ملتا ہے - علم مثلث
ں میں مدد لی جاتی تھی -

ہگتی نے قوس کا رقبہ نکالنے کا بالکل نیا طریقہ
تیا ہے - اسی طرح نیوٹن سے پانچ صدی قبل
تفرقات کی ایجاد کر کے بھاسکراچاریہ نے اس کا نجوم
میں استعمال کیا تھا - ڈاکٹر برجندر ناتھ سیل
کے مطابق بھاسکراچاریہ اُس زمانہ کے اعدادی عملیات
مذیس سے کہیں زیادہ فائق ہیں - بھاسکراچاریہ
، کی ایک پل کی گردش کا حساب لگانے میں
ڈ کے $\frac{1}{3375}$ حصہ تک کا عمل کیا ہے -

ہند علم جغرافیہ اور فلکیات سے متعلق علم
یں بھی دخل رکھتے تھے - علم میزان الثقل اور
ت سے وہ بالکل بیگانہ نہ تھے -

آیور وید

علم صحت کی کتابیں

حت ہندوستان میں بہت قدیم زمانہ سے درجہ
، پہونچا ہوا تھا - ویدوں میں ہمیں علم بدن،
اور صفائی کے اصولوں کا مختصر تذکرہ نظر آتا
و وید میں امراض کے نام اور علامات ہی نہیں

جسد انسانی کی ہڈیوں کی پوری تعداد بھی درج کر دی گئی ہے - بودھوں کے زمانہ میں علم صحت نے بڑی ترقی کی - اشوک کے کوہستانی تحریروں میں انسان اور حیوانوں کے معالجے ' اور حیوانوں اور انسانوں کے استعمال کے لئے ادویات بھی لکھی گئی ہیں - چینی ترکستان میں سنہ ۳۵۰ع کے قریب کی بھوج پتر پر لکھی ہوئی کچھہ سنسکرت زبان کی کتابیں بر آمد ہوئی ہیں جن میں تین علم صحت سے متعلق ہیں - آیور وید کے قدیم علما میں چرک کا نام بہت مشہور ہے - اس کے زمانہ اور مسکن کے متعلق مؤرخوں میں اختلاف ہے - اس کی چرک سنگھتا اگنی ویش کی بنیاد پر لکھی گئی ہے - چرک سنگھتا ویدک کی نہایت اونچے درجہ کی تصنیف ہے - سشرت سنگھتا بھی اس فن کی لاثانی تصنیف ہے - اس کا کمبوڈیا میں نویں یا دسویں صدی میں رواج ہو چکا تھا - یہہ کتاب پہلے سوتروں میں لکھی گئی تھی - یہہ دونوں کتابیں ہمارے زمانہ زیر تنقید سے پہلے کی ہیں -

ہمارے دور مخصوص کے آغاز کی دو ویدک کی کتابیں موجود ہیں - ' اشٹانگ سنگرہ ' اور ' اشٹانگ ہردے سنگھتا - طبیب کامل باگ بھٹ نے غالباً ساتویں صدی کے قریب ' اشٹانگ سنگرہ ' لکھا تھا - دوسری کتاب کا مصنف بھی باگ بھٹ ہی ہے جو پہلے باگ بھٹ سے جدا ہے اور

جو غالباً آٹھویں صدی میں ہوا تھا - اسی زمانہ میں
ندوکر کے بیٹے مادھوکر نے "مادھو ندان" نام کی ایک
المانہ کتاب لکھی - یہہ کتاب آج بھی تشخیص امراض
میں بہت مستند سمجھی جاتی ھے - اس میں امراض کی
شخیص کے متعلق بڑی تفصیل سے بحث کی گئی ھے -
رند کے "سدھہ یوگ" میں بخار کی حالت میں سمیات کے
ستعمال کے متعلق عالمانہ استدلال کیا گیا ھے - سنہ ۱۰۶۰ع میں
نگال کے چکرپانی دت نے "چرک" اور سشرت" کی
فسیر لکھنے کے علاوہ "سدھہ یوگ" کی بنیاد پر
چکتسا سار سنگرہ" نام کی کتاب تصنیف کی - ھمارے
ور کے اواخر میں سنہ ۱۳۰۰ع میں شارنگ دھر نے
شارنگ دھر سنگہتا" لکھی - اس میں افیون اور پارے
غیرہ کی ادویات کے علاوہ علم نبض شناسی کے اصول بھی
درج کئے گئے ھیں - پارہ اس زمانہ میں کثرت سے
استعمال کیا جاتا تھا - البیرونی نے بھی پارے کا ذکر
کیا ھے - علم نباتات کے متعلق بھی کئی لغات لکھے
گئے جن میں "شبد پردیپ" اور "نگھنٹو" مشہور ھیں -
ھمارے یہاں علم‌الجسم نے بڑی ترقی کی تھی - اس زمانہ
کی کتابوں میں ھڈیوں، رگوں اور باریک شریانوں کا مفصل
ذکر موجود ھے -

علم جراحی کا ارتقا

علم جراحی نے بھی اُس زمانہ میں حیرت انگیز ترقی
کی تھی - "سشرت" میں علم جراحی پر تفصیلی بحث

کی گئی ہے - رگوید میں علم صنعت کے تین موجدوں— دوو داس، بھاردواج، اور اشونی کمار—کا ذکر موجود ہے - (۱) مہابھارت میں بھی بھیشم کے بستر ناوک پر لیٹنے پر دریودھن کے جراحوں کے بلانے کا ذکر آیا ہے - "ونے پٹک" کے مہابگ میں لکھا ہے "اشو گھوش نے ایک بھکشو کے بھگندر مرض ہو جانے پر جراحی کا عمل کیا تھا" (۲) - اس زمانہ میں "جیوک" نام کا ایک طبیب جراحی کے فن کا ماہر ہوا جس کا ذکر مہا بگ میں موجود ہے - اس نے بھگندر، امراض سر، کاملا وغیرہ مزمن امراض کے معالجہ میں شہرت پائی تھی - "بھوج پربندھ" میں بیہوش کر کے جراحی کے عمل کرنے کا ذکر آیا ہے - نشتر وغیرہ لوہے کے بنائے جاتے تھے لیکن راجاؤں یا دیگر اہل مقدرت کے لئے چاندی، سونے یا تانبے کے اوزار بھی استعمال کئے جاتے تھے - طبی آلات کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں تیز، چکلے، مضبوط، خوشنما اور آسانی سے پکڑے جانے کے قابل ہونا چاہئے - جدا جدا عملوں کے لئے مختلف آلات کی دھار، قد و قامت کا بھی ذکر کیا گیا ہے - اوزار کند نہ ہو جائیں اس لئے لکڑی کے صندوقچے بنائے جاتے تھے جن کے اندر اور باہر ملائم

(۱) यद्‍यासं दिवोदासाय वर्त्तिं भारद्वाजायश्विनाहयंता। ऋग्वेद म० १ :२-१६

(۲) اینشنٹ سرجیکل انسٹرومنٹس جلد ۱ -

ریشم یا اون لگا دیا جاتا تھا - آلات آٹھ قسم کے ہوتے تھے - قطع کرنے والے ' چھیدنے والے ' پانی نکالنے والے ' رگوں کے اندر کے پھوڑوں کا پتہ لگانے والے ' دانت یا پتھر وغیرہ نکالنے والے ' فصد کھولنے والے ' نشتر لگے ہوئے حصوں کو سینے والے اور چیچک کا ٹیکا لگانے والے - ہمارے دور میں باگ بھٹ نے جراحی کے عمل کی تیرہ قسمیں بتلائی ہیں - سشرت نے طبی آلات کی تعداد ۱۰۱ مانی ہے - لیکن باگ بھٹ نے ۱۱۵ مان کر یہہ لکھہ دیا ہے کہ چونکہ عمل کی تعداد نہیں معین کی جا سکتی لہذا آلات کی تعداد بھی غیرمعین رہیگی - طبیب حسب موقع و ضرورت آلات بنا سکتا تھا - اس کا مفصل ذکر ان کتابوں میں دیا گیا ہے - بواسیر ' بھگندر ' امراض رحم ' امراض بول ' امراض تولید وغیرہ کے لئے مختلف آلات کام میں لائے جاتے تھے - ان میں بعض آلات کے نام یہہ ہیں برن وستی ' وستی یلنتر (سینہ اور معدہ کی صفائی کا آلہ) ' پشپ یلنتر (آلہ تناسل میں دوا ڈالنے کے لئے) ' شرکا یلنتر ' نکھہ آکرت ' گربھہ شنکو ' پرجنن شنکو (زندہ بچہ کو بطن سے نکالنے کے لئے) وغیرہ ' سرپ مکھہ (سینے کے لئے) وغیرہ - بھگندر کے لئے چرمی بندشوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے - پھوڑے اور امراض معدہ وغیرہ کے لئے مختلف قسم کی پٹیاں باندھنے کا ذکر کیا گیا ہے -

انسان یا گھوڑے کے بال زخم سینے کے لئے کام میں لائے جاتے تھے - فاسد خون نکالنے کے لئے جونک کا

استعمال هوتا تها - پہلے جونک کا معائنه کر لیا جاتا تها که وه زهریلی تو نہیں هے - غشي کی حالت میں ٹیکے کی طرح دوا خون میں پیوست کر دي جاتي تهی - ناسور اور پهوڑوں کے علاج میں سوئیوں کا استعمال هوتا تها؛- تین سوئیوں والے آلے کا استعمال کوڑهه کے مرض میں کیا جاتا تها - آج کل ٹیکا لگانے کے لئے جس اوزار سے کام لیا جاتا هے وه یہي هے - آج کل کا دانت نکالنے والا آله پہلے دنت شنکو کے نام سے مشہور تها - قدیم آریه مصنوعی دانت اور ناک بنانا جانتے تهے - دانت اکهاڑنے کے لئے ایک خاص آله کا ذکر آیا هے - موتیابند کے نکالنے کے لئے ایک جدا آله تها - دودهه پلانے یا قے کرانے کے لئے ایک خاص آله کام میں آتا تها جسے کمل نال کہتے تهے (۱) -

مار گزیدہ کا علاج

اسی طرح مارگزیدوں کے علاج میں بهی اُنہیں کمال تها - سکندر کے سپه سالار نیارکس نے لکها هے کے یونان والے سانپ کے کاٹے کا علاج نہیں جانتے لیکن جنہیں سانپ نے کاٹا انہیں هندوستان والوں نے اچها کر دیا (۲) - آماس

---

(۱) جو لوگ قدیم فن جراحي کے شائق هوں وه ناگري پرچارني پترکا - حصه ۸ - نمبر ۱ - ۲ میں چهپے هوئے "پراچین شلیه تنتر" مضمون کا ملاحظه کریں -

(۲) وائز - هسٹري آف میڈیسن صفحه ۹

کے مرض میں نمک نہ دینے کی بات ہندوستان والوں کو ایک ہزار سال پہلے معلوم تھا - علاج بے غذا سے بھی وہ لوگ بے خبر نہ تھے -

علاج حیوانات

حیوانات کا معالجہ کرنا بھی وہ لوگ جانتے تھے - اس صنف میں بھی متعدد تصانیف موجود ہیں - پال کاپیہ نے گج چکتسا ، گج آیورویدا ، گج درپن (ہاتھیوں کے متعلق) گج پریکشا لکھی - برہسپت کی تصنیف گج بکشن ، گووید شاستر (مویشیوں کا علاج ، چےدت کی تصنیف اشوچکتسا (گھوڑوں کے متعلق) نکل ، کی تصنیف شالی ہوتر شاستر ، اشو تنتر ، ان کی تصنیف اشو آیور وید ، اشولکشن ، وغیرہ کے علاوہ اور بھی متعدد تصانیف موجود ہیں - یہہ کتابیں زیادہ‌تر ہمارے ہی زمانے میں لکھی گئی ہیں - تیرھویں صدی میں جانوروں کے علاج سے متعلق ایک سنسکرت کتاب کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا گیا تھا - اس میں مندرجہ ذیل ابواب ہیں -

(۱) گھوڑوں کی نسل ، (۲) پیدائش ، (۳) اصطبل کا انتظام ، (۴) گھوڑے کا رنگ اور ذات ، (۵) ان کے عیب و ہنر ، (۶) ان کے جسم اور اعضا ، (۷) ان کی بیماری اور علاج ، (۸) ان کے فصد کھولنے ، (۹) ان کی خوراک ، (۱۰) انہیں مضبوط اور تندرست بنانے کے نسخے ، اور (۱۱) دانتوں سے عمر پہچاننے کے قاعدے بھی بتلائے گئے ہیں -

علم حیوانات

حیوانات کے علاج کے ساتھ ہی علم حیوانات اور علم حشرات میں بھی ہندوستانیوں نے بہت ترقی کر لی تھی۔ ہندوستانی علما جانوروں کے عادات اور فطرت سے پوری واقفیت رکھتے تھے - جانوروں کے جسمانی حالات کا بھی انہیں پورا علم تھا - گھوڑے کے دانتوں کو دیکھ کر اس کی عمر کا اندازہ کرنے کا رواج بہت قدیم ہے - سانپوں کی مختلف قسموں اُن لوگوں کو معلوم تھیں - بھوشیہ پران میں لکھا ہوا ہے کہ سانپ برسات کے قبل جوڑ کھاتے ہیں اور قریباً ۲ ماہ میں سانپن ۲۴۰ انڈے دیتی ہے - بہت سے انڈے تو خود ماں باپ کھا جاتے ہیں - باقی انڈوں میں سے ۲ ماہ کے بعد سنپولے نکل آتے ہیں - ساتویں دن وہ کالے ہو جاتے اور دو ہفتہ میں ان کے دانت نکل آتے ہیں - تین ہفتہ میں ان کے دانتوں میں زہر پیدا ہو جاتا ہے - سانپ ۲ ماہ میں کینچل چھوڑتا ہے - اس کی کھال میں ۲۴۰ جوڑ ہوتے ہیں - ڈلسا نے سشرت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ حشرات اور رینگنے والے جانوروں کا ماہر ہے - اس نے کیڑوں کے مختلف حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے (۱) -

ہمارے دور میں جین عالم ہاس دیو نے "مرگ

---

(۱) ونے کمار سرکار - ہندو اچیومنٹس ان اکزیکٹ سائنسز - صفحہ ۷۱ - ۷۵ -

نشی شاستر" نام کی ایک کتاب لکھی جو بہت
معتمد تسلیم کی جاتی ھے - اس میں شیروں کی کچھ
میں بتلا کر ان کی خصوصیتیں دکھلائی گئی ھیں -
روں کا ذکر کرتے ھوئے مصنف نے لکھا ھے کہ اس کی
نچھ لمبی اور گردن پر گھنے بال ھوتے ھیں جو چھوٹے
بھرے رنگ کے اور پیچھے کی طرف کچھ سفیدی مائل
تے ھیں - اس کے جسم پر ملائم بال ھوتے ھیں - شیر
ت مضبوط اور تیز رفتار ھوتا ھے - بھوک لگنے پر وہ
ت خونخوار ھوتا ھے اور جوانی میں اس پر بہت شہوت
ب ھوتی ھے - وہ زیادہتر غاروں میں رھتا اور خوش
نے پر دم ھلاتا ھے - اسی طرح شیروں کی دوسری قسموں
مفصل ذکر کرنے کے بعد شیرنی کا بیان کیا گیا ھے -
ی کے حمل ، مدت حمل ، اور عادات وغیرہ پر مصنف
بہت روشنی ڈالی ھے -

شیر کے حالات لکھنے کے بعد مصنف نے باگھہ ، بھالو ،
لڈا ، اونٹ ، گدھا ، گائے ، بیل ، بھینس ، بکری ، ھرن ،
ئر ، بندر ، چوھا ، وغیرہ کتنے ھی جانوروں اور گدھہ ،
س ، باز ، سارس ، کوا ، الو ، طوطا ، کوئل ، وغیرہ متعدد
ندوں کے مفصل حالات لکھے ھیں جسمیں ان کی
میں ، رنگ ، جوانی ، زمانہ تولید ، مدت حمل ، عادات ،
ت ، عمر ، خوراک ، اور مکان ، وغیرہ امور کا مفصل ذکر
گیا ھے - ھاتھی کی خوراک گنا بتلائی ھے - ھاتھی کی

عمر زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ سال کی اور چوتھے کی کم سے کم ڈیڑھ سال بتلائی ہے (۱) -

شفاخانے

ہندوستان والوں ہی نے سب سے پہلے دواخانے اور شفا خانے بنانے شروع کئے - فاہیان (سنہ ۴۰۰ ع) نے پاٹلی پتر کے ایک شفاخانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہاں سبھی غریب اور بیکس مریض آکر علاج کراتے ہیں - انہیں یہاں حسب ضرورت دوا دی جاتی ہے اور ان کی آسائش کا پورا خیال رکھا جاتا ہے - یورپ میں سب سے پہلا دوا خانہ ونسنٹ اسمتھ کے قول کے مطابق دسویں صدی میں تعمیر ہوا تھا - ہیونسانگ نے بھی تکش شلا ' متی پور ' متھرا اور ملتان کے دواخانوں کے حال لکھے ہیں جہاں بیواؤں اور غریبوں کو مفت دوا ' کھانا اور کپڑا دیا جاتا تھا (۲) -

ہندوستانی آیورویدکا یوروپی طب پر اثر

موجودہ یوروپی علم طب کی بنیاد بھی آیوروید ہی ہے - لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا کہ مجھے یقین ہے کہ ہندوستان سے آیوروید پہلے عرب پہونچا اور

---

(۱) یہ کتاب ابھی حال میں ملی ہے اور پنڈت وی وجے راگھوا چاریہ ' ترپتی مدراس سے مل سکتی ہے -

(۲) ناگری پرچارنی پترکا حصہ ۸ صفحہ ۱۹ - ۲۰ -

ان سے یوروپ میں داخل ہوا (۱) - عرب کے علم طب
سنسکرت تصانیف کے ترجمہ پر مبنی تھا - خلفاء بغداد
متعدد سنسکرت کتابوں کے ترجمے عربی میں کرائے
- هندوستانی طبیب چرک کے نام لاطینی میں تبدیل ہو کر
ی اک قائم ہے (۲) - نوشیرواں کا معاصر برزوہے هندوستان میں
بیهات کا علم حاصل کرنے کے لئے آیا تھا (۳) - پروفیسر
اچو کے مطابق البیرونی کے پاس طب اور نجوم کی
سنسکرت تصانیف کے عربی ترجمے موجود تھے - خلیفہ منصور
آٹھویں صدی میں کئی طبی تصانیف کا عربی سے
جمہ کرایا -

قدیم عربی مصنف سیرے پین نے چرک کو طبیب حاذق
سلیم کیا ہے - هاروں رشید نے کئی هندوستانی حکیموں
کو بغداد بلایا تھا - عرب سے ہی یوروپ میں یہہ علم
پہونچا اس میں قیل و قال کی گنجائش نہیں - اس
طرح یوروپی علم شفا هندوستانی علم طب کا ممنون ہے (۴) -

حاصل کلام یہہ کہ همارے دور میں علم طب اپنے
عروج پر تھا - ذیل میں هم بعض علما کی رایوں کا
خلاصہ درج کرتے هیں - لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر

---

(۱) هر بلاس سارڈا - هندو سپیریارٹی صفحہ ۲۶۸ -

(۲) ایضاً صفحہ ۲۶۹ -

(۳) هسٹری آف هندو کیمسٹری - دیباچہ صفحہ ۷۶ -

(۴) رولے - اینشنٹ هندو میڈیسن - صفحہ ۳۸ -

میں کہا تھا - "ہندوؤں کے واضع قانون منو دنیا کے سب سے بڑے صفائی کے موئدوں میں تھے" - سروليم هنٹر لکھتے ھیں کہ ہندوستان کا علم دوا جامع ھے - اُس میں جسم انسانی کی ترکیب، اندرونی اعضا، پٹھوں، رگوں اور شریانوں کا مفصل ذکر کیا گیا ھے - ہندوؤں کے نگھنٹو (قرابادین) میں معدنی، نباتاتی اور کیمیائی ادویات کا مفصل بیان کیا گیا ھے - اُن کا علم دوا سازی کامل ھے - جس میں ادویات کی بڑی خوبصورتی سے توضیح و تخصیص کی گئی ھے - صفائی اور پرھیز کے متعلق وضاحت کے ساتھ ھدائتیں کی گئی ھیں - ہندوستان کے اطباء قدیم عضو قطع کر سکتے تھے، پتھری نکالتے تھے اور خون بند کر سکتے تھے - فتق، بھگندر، بواسیر اور رگوں کے پھوڑے کا علاج کر دیتے تھے - وہ حمل فاسد اور نسوانی امراض کے باریک سے باریک جراحی عمل کرتے تھے (۱) - ڈاکٹر سیل لکھتے ھیں کہ طلبا کے مشاھدہ و معائنہ کے لئے لاشوں کی قطع و برید کی جاتی تھی اور تسہیل حمل کا عمل بھی کیا جاتا تھا - مسٹر بیور ہندوستانی علم جراحی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ھیں "آج بھی مغربی علما ہندوستانی علم جراحی سے بہت کچھ سیکھ سکتے ھیں، مثلاً انہوں نے کٹی ہوئی ناک کو جوڑنے کی ترکیب انہیں سے سیکھی" (۲) -

---

(۱) انڈین گزٹیر - انڈیا - صفحہ ۱۲۰ -

(۲) بیور - انڈین لٹریچر - صفحہ ۲۷۰ -

کام شاستر

علمی اور مادی ترقی کے ساتھہ ہندوستان میں کام شاستر نے بھی علمی اعتبار سے کافی ترقی کر لی تھی - دنیا کی چار نعمتوں میں ارتھہ، دھرم، کام اور موکش مانے گئے ہیں - یعنی دولت، مذہب، حظ نفس اور نجات - کام شاستر پر جتنی کتابیں موجود ہیں اُن میں واتسائن کی تصنیف "کام سوتر" سب سے قدیم ہے - واتسائن نے اس شاستر یا اِس کے خاص خاص حصوں کے مصنفوں کے نام بھی دئے ہیں جو اس کے قبل ہو چکے تھے - اُن میں سے بعض یہہ ہیں :- اودالک، (اُدالک کا بیٹا) شویت کیت، بابھرو، دتک، سوبرن نابھہ، گھوٹک مکھہ، گونردی، کچمار، وغیرہ - ان مصنفوں کے مواد سے کام لے کر واتسائن نے ہمارے دور سے کچھہ قبل کام سوتر لکھا - اِس میں موزوں اور ناموزوں عورتوں کی تحقیق، مردوں اور عورتوں کے اقسام، لطف صحبت کے طریقے اور امساک کے نسخے لکھے گئے ہیں - مرد الھڑ کمسن دوشیزہ لڑکیوں کو کس طرح اپنی جانب مائل کرے اسے بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے - بیوی اپنے شوہر سے اور شوہر اپنی بیوی سے کس قسم کا برتاؤ کریں کہ ان میں روز بروز محبت بڑھتی جائے، عورت کا فرض کیا ہے، خانہ داری کا انتظام کیونکر کرنا چاہئے، ان سبھی امور کی توضیح کی گئی ہے -

کام سوتر میں عورتوں اور مردوں کے مادۂ تولید کا بھی ذکر کیا گیا ہے - حالات دنیا سے واقف کرنے کے لئے زنان بازاری، زنان ممنوع اور اصول حمل سے متعلق ابواب لکھے گئے ہیں - ان ابواب سے واضح ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں کام شاستر کتنا مکمل، اعلیٰ اور علمی تھا - اس کتاب کے بعد اس موضوع پر اور کئی کتابیں لکھی گئیں - ہمارے دور کے آخری حصہ میں کوکا پنڈت نے "رتی رھسیہ" لکھا - آج کل کے ہندی کوک شاستر اسی کوکا پنڈت کے نام سے مشہور ہیں - اس کے علاوہ کرناٹک کے راجہ نرسنگھہ کے معاصر جیوتریشور نے "پنچ سایک" نام کی کتاب لکھی - بودھہ عالم پدم شری کا لکھا ہوا "ناگر سربسو" بھی اس مضمون کی اچھی کتاب ہے - ہمارے دور کے بعد بھی اس صنف میں متعدد کتابیں لکھی گئیں جن کا ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں -

موسیقی

موسیقی میں ہندوستان نے زمانہ قدیم سے ہی اچھی ترقی کر لی تھی - موسیقی میں گانا بجانا اور ناچنا تینوں شامل تھے - سام وید کا ایک حصہ گیت ہی ہے جو سام گان کے نام سے مشہور ہے - ویدک زمانہ کی قربانیوں میں موقع موقع پر سام گان ہوتا ہے - شارنگ دیو کی "سنگیت رتناکر" اس فن کی مستند تصنیف ہے - مصنف نے اس میں ہمارے دور کے قبل کے بہت سے

موسیقی کے ماهروں کے نام دئے هیں - سداشیو، شیو،
برهما، بھرت، کشیپ، متنگ، یاشتک، درگا، شکتی،
نارد، تمبرو، وشاکھل، رمبھا، راون، چھیتر راج، وغیرہ -
اس سے ثابت هوگا کے همارے دور کے قبل موسیقی رفعت
کے کس درجہ تک پہونچ چکی تھی -

همارے دور میں بھی موسیقی پر بہت سی کتابیں
لکھی گئیں جو آج مفقود هیں - مگر ان کا پتہ شارنگ
دیو کے سنگیت رتناکر سے چلتا هے - مندرجہ بالا ناموں
کے علاوہ رودرت (۹۵۰ ع)، نان دیو (۱۰۹۹ ع)، سومیش
(۱۱۷۰ ع)، راجہ بھوج (اگیارهویں صدی)، پرمردی
(چندیل - ۱۱۲۷ ع)، جگدے کمل (۱۱۳۸ ع)، لوامت،
ادبھت (۸۰۰ ع)، شلنک، ابھی‌نوگپت (۹۹۳ ع)،
اور کیرتی دھر وغیرہ اساتذہ فن کے نام بھی لکھے هیں -
سنگیت رتناکر دیوگری کے راجہ سنگھن کے دربار کے استاد
شارنگ دیو نے تیرھویں صدی کے آغاز میں لکھا تھا -
اس لئے وہ همارے زمانے کی نغماتی ترقی کا ترجمان هے -
اس میں خالص سات اور مخلوط بارہ سر، باجوں کی
چار قسمیں، سروں کی آواز، اور قسم، تال، لے، زمزمہ،
گٹکری، راگ، گیت وغیرہ کے عیب و هنر، رقص اور
اس زمانے کے مروج باجوں کے نام اور موسیقی سے متعلق اور
صدها امور کا بیان کیا گیا هے جن سے همارے زمانہ کے
فن موسیقی کی ترقی کا پتہ چلتا هے -



(۱۷) شیو جی کا تانڈو رقص

[مدراس عجائب خانہ]

رقص

موسیقی کے تیسرے رکن یعنی ناچ کا بھی علمی انداز سے کامل ارتقا ہو چکا تھا - اشٹادھیائی کے مصنف پانینی (سنہ ۴۰۰ ق - ع) کے زمانہ میں شلالی اور کرشاشو کے نٹ سوتر موجود تھے - بھرت کا ناٹ شاستر مشہور ہے - اس کے علاوہ ونتل، کوھل وغیرہ اساتذہ فن کی تصانیف بھی دستیاب ہیں - ناٹ شاستر کی بنیاد پر بھاس، کالی داس، بھوبھوتی، وغیرہ شعرا نے صدھا ناٹکوں کی تصنیف کی - شیو جی کا مجذونانہ رقص "تانڈو" اور پاربتی کا نازنیدانہ رقص "لاس" کے نام سے مشہور ہوا -

سیاسیات

علم سیاست پر بھی کئی قدیم تصانیف ظہور میں آئی ہیں - اس زمانہ میں اسے نیتی شاستر، یا "دنڈنیتی" کہا جاتا تھا - مالیات کا استعمال بھی پہلے اسی معنی میں ہوتا تھا - مالیات نے بھی ہمارے یہاں بہت فروغ پایا تھا - مہابھارت کا شانتی پرب سیاسیات کا ایک بیش بہا خزانہ کہا جا سکتا ہے - اس موضوع پر سب سے قدیم اور سب سے معرکۃالآرا تصنیف، جسے شائع ہوئے ابھی صرف پندرہ سولہ سال ہوئے ہیں، کوتلیہ کا ارتھ شاستر ہے - اس کے شائع ہونے سے ہندوستان قدیم کی تاریخ میں انقلاب ہو گیا - چونکہ یہہ کتاب ہمارے دور سے

قبول کی ہے اس لئے ہم اس پر بحث نہیں کرنا چاہتے - مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کی تاریخی تصانیف میں اس کا پایہ کسی کتاب سے کم نہیں ہے - ہمارے دور کے آغاز میں کامندک نے "نیتی سار" نام کی کتاب نظم میں لکھی - کامندک نے کوتلیہ کو اپنا استاد تسلیم کیا ہے - دسویں صدی میں سوم دیو سوری نے "نیتی واکیامرت" نام سے سیاسیات پر ایک مختصر سی کتاب لکھی - ان سیاسی تصانیف میں قوم، قوم کے ارتقا کے مختلف اصول، سلطنت کے سات حصے، راجہ، وزیر، مجلس، شوریٰ، قلعہ، خزانہ، سزا، اور اتحاد،—راجہ کے فرائض اور اختیارات، جنگ و صلح وغیرہ کتنی ہی کار آمد امور و مسائل پر غور کیا گیا ہے - اس کتاب کے علاوہ ادبیات کی بہت سی کتابوں میں سیاسیات ازریں اصول درج کئے گئے ہیں جن میں "دش کمار چرت"، کراتارجن، اور "مدرا راکشس"، خاص طور پر قابل ذکر ہیں -

قانون

شعر، فلسفہ، صنعت و حرفت کے دوش بدوش قانونی تصانیف کی بھی کمی نہ تھی - ہندوستان کی سیاسی تنظیم کے اعتبار سے قانونی ارتقا ایک فطری امر ہے کیونکہ قانون اور سیاست باہم مربوط ہوتے ہیں - ملکی ترقی کا ذکر ہم آیندہ کریں گے -

سنسکرت کا " دھرم " ایک جامع لفظ ہے - انگریزی یا فارسی میں اس کا مرادف دوسرا لفظ نہیں - قانون اور مذہب دونوں اس میں شامل ہو جاتے ہیں - ہمارے دھرم شاستروں میں مذہبی قواعد ہی نہیں ' ملکی اور مجلسی آداب اور قاعدے بھی بالتفصیل لکھے گئے ہیں - ہمارے دور کے قبل آپستمب اور بودھائن کے سوتر لکھے جا چکے تھے - قدیم تصانیف میں منو اسمرتی ساوقار اور اشاعت کسی کتاب کو نصیب نہیں ہوئی - اس پر کئی تفسیریں بھی لکھی گئیں - ہمارے دور کی تفسیروں میں " میگھا تتھی " (نویں صدی) اور گوبند راج (گیارھویں صدی) کی تفسیریں مشہور ہیں - اس اسمرتی کا نفاذ ہندوستان ہی میں نہیں ' بلکہ جاوا ' برهما اور بالی وغیرہ مقامات میں بھی ہوا تھا - ہمارے دور میں یاگیہ ولکیہ اسمرتی لکھی گئی - اس میں منو اسمرتی کے مقابلہ میں زیادہ بیدار مغزی سے کام لیا گیا ہے - اس کے تین ابواب ہیں (۱) آچار ادھیاے (شرع) ' بیوهار ادھیاے (عمل) ' اور پرائشچت ادھیاے (کفارہ) - آچار ادھیاے میں چاروں برنوں کے فرائض ' حلال و حرام ' زکوۃ ' شدھی ' رد بلا ' راج دھرم وغیرہ مسائل پر غور کیا گیا ہے - بیوهار ادھیاے میں قانون سے متعلق سبھی امور سے بحث کی گئی ہے - اس میں عدالت اور اس کے قاعدے ' الزام ' شہادت ' صفائی ' قرض کا لین دین ' سود ' سود در سود ' تمسک اور دیگر تحریرات ' شہادت اولیٰ ' قانون متعلق وراثت ' عورتوں کے جائدادی حقوق '

حدود کے تنازعے، آقا اور خادم اور زمیندار اور کسان کے باہمی قصے، مشاہرہ، قمار بازی، درشت کلامی سخت سزا دینے، زنا، اور جرائم کی تعزیرات، پنچائتوں کے اصول و آداب اور محاصل زمین وغیرہ مسائل پر بڑی وضاحت سے رائےزنی کی گئی ہے - پرانشچت ادھیائے میں مجلسی قواعد پر بحث کی گئی ہے - اس مستند کتاب کی تفسیر اگیارھویں صدی میں وگیانیشور نے ''متاکشرا'' نام سے لکھی - متاکشرا کواس کتاب کی تفسیر کہنے کی جگہ اسے ایک مستقل تصنیف کہنا زیادہ حق بجانب ہوگا - وگیانیشور نے ہر ایک مسئلہ کی موشگافی کی ہے - موقع موقع پر اس نے ہاریت، شنکھہ، دیول، وشنو، وسشٹ، یم، ویاس، برھسپتی، پاراشر، وغیرہ کی اسمرتیوں کی سندیں پیش کی ہیں - ان میں سے بعض اسمرتیاں ہمارے دور میں تصنیف ہوئیں - لکشمی‌دھر نے بارھویں صدی میں ''اسمرتی کلپ‌ترو'' ایک کتاب لکھی - یہ اسمرتیاں مذہبی ہدایتوں کا بڑا کام دیتی تھیں - آخر کی اسمرتیوں میں چھوت چھات وغیرہ باتوں پر زیادہ زور دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجلسی برائیاں اسی وقت سے شروع ہو گئی تھیں -

اقتصادیات

اقتصادیات نے بھی اس دور میں کافی ترقی کی تھی - کوتلیہ کے ارتھ‌شاستر میں اس کے لئے ''وارتا'' نام آیا

هے - یوروپ کے موجودہ اقتصادیات میں پیداوار ' مبادلہ ' تقسیم ' اور صرف یہہ چار خاص ابواب ہیں ' لیکن زمانہ سابق میں " پیداوار " ہی اقتصادیات کا خاص موضوع سمجھا جاتا تھا - زراعت ' صنعت ' حرفت اور مویشیوں کی پرورش مالیات قدیم کے خاص ارکان تھے - تجارت اور لین دین کا بھی رواج تھا - مگر چونکہ اقتصادیات کا مفہوم ہی اس زمانہ میں محدود تھا ' اس وقت کی کوئی ایسی تصنیف نہیں ملتی جس میں موجودہ مفہوم کے اعتبار سے بحث کی گئي ہو - ہاں ' اس کے مختلف ارکان پر جدا جدا بیشمار تصانیف موجود ہیں - زراعت کے متعلق " پادپ بوکشا ' برکش دوهد ' برکش آیوروید ' ششهہ آنند ' کرشی پدهتی اور کرشی سنگرہ وغیرہ کتابیں موجود ہیں - فن معماری اور مصوری پر واستو شاستر ' پراسادانوکیرتن ' چکر شاستر ' چتریت ' جلارگل ' پکشی منشیہ آلے لچھن ' رتھہ لچھن ' بمان ودیا ' بمان لکشن ' (یہہ دونوں کتابیں غور کرنے کے قابل ہیں) وشو کرمی ' کوتک لکشن ' مورتی لکشن ' پرتما درویادی بچن ' سکل ادهکار ' شلپ شاستر ' وشو ودیا بهرن ' وشو کرم پرکاش ' اور سمرانگن سوتر دهار ' وغیرہ کتابوں کے علاوہ " مے شلپ ' اور " وشو کرمی شلپ ' خاص طور پر قابل ذکر ہیں - مے شلپ میں نقاشی کے صفات ' زمین کا معائنہ ' زمین کی پیمائش ' اطراف کی تحقیق ' موضع اور شہر کی توسیع ' محلات کے مختلف حصے '

وغیرہ اور وشوکرمی شاسپ میں مندروں، مورتوں اور ان کے زیورات وغیرہ کی تفصیل کی گئی ہے - اِن میں زیادہ تر کتابوں کے زمانہ کی تحقیق نہیں کی جا سکتی، لیکن قیاس کہتا ہے کہ کچھہ نہ کچھہ تو ہمارے دور میں ضرور ہی لکھی گئی ہوں‌گی -

جواہرات کے متعلق کئی کتابیں ملتی ہیں جن میں "رتناوی پریکشا"، "رتن پریکشا"، "ملی پریکشا"، "گیان رتن کوش"، "رتن دیپکا" اور "رتن مالا" خاص ہیں - معدنیات کے متعلق بھی کئی کتابیں ہیں جن میں یہہ خاص ہیں - "لوہ رتناکر"، "لوہارنو" اور "لوہ شاستر" - پیمائش زمین کے متعلق بھی ایک کتاب "چھیتر گنت شاستر" موجود ہے - جہازوں کی تعمیر کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں - تجارت کے متعلق دراوڑی بھاشا میں ایک کتاب ملتی ہے جس میں بہت سی کارآمد باتوں پر غور کیا گیا ہے -

پراکرت

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہمارے دور میں سنسکرت کے علاوہ پراکرت کا بہت رواج تھا - پراکرت کے علما بھی راج درباروں میں اعزاز کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے - یہاں پراکرت کی ادبیات کا کچھہ ذکر کرنا بے موقع نہ ہوگا -

پراکرت ادبیات کا ارتقا

پراکرت زبان کی ادبیات ہمارے دور کے قبل بھی آگے بڑھہ چکی تھیں - پراکرت کی کئی شاخیں ہیں جو زمانہ

یا مکان کے اعتبار سے وجود میں آ گئی تھیں - مہاتما بدھ نے اس زمانہ کی عام زبان میں اپنے اُپدیش دئے تھ جسے قدیم پراکرت کہنا چاہئے - یہہ زبان سنسکرت ہی کی بگڑی ہوئی صورت تھی جسے سنسکرت نہ جاننےوالے بولا کرتے تھے - کچھہ لوگ اسے پالی بھاشا بھی کہتے ہیں اور لنکا ' برھما ' سیام وغیرہ ملکوں کے ھین یان بودھوں کی مذھبی کتابیں اسی زبان میں لکھی گئیں - اس کا سب سے قدیم صرف و نحو کچائن (کا تیاین) نام کے عالم نے مدون کیا تھا - اشوک کے دھرم اُپدیش بھی اُس زمانہ کی مروج زبان ھی میں لکھے گئے تھے - ممکن ہے اُ اُپدیشوں کی اصلیں اُس زمانہ کی درباری زبان میں لکھی گئی ھوں لیکن مختلف صوبہ جات میں بھیج جانے پر وھاں کے عمال سلطنت نے اُن اپدیشوں ؟ عام فہم بنانے کے لئے اُن میں ضروری تغیر و تبدل کر انہیں مختلف مقامات میں منقوش کرا دیا ھو اشوک کے زمانہ تک پراکرت کا سنسکرت سے بہت قریبی تعلق تھا - زمانہ مابعد میں جوں جوں پراکرت زبان ارتقا ھوتا گیا اُن میں تفاوت بڑھتا گیا جس سے مقامی اختلافات کی بنا پر ان کی الگ الگ قسمیں ھو گئیں ماگدھی ' شورسینی ' مہاراشٹری ' پیشاچی ' آونتک ا اپبھرنش -

ماگدھی

ماگدھی مگدھہ اور اُس کے قرب و جوار کے عوام کی

زبان تهی - قدیم ماگدهی اشوک کے کتبوں میں ملتی ہے - اُس کے بعد کی ماگدهی کی کوئی کتاب اب تک دریافت نہیں ہوئی - عام طور پر سنسکرت کے ناٹکوں کے چھوٹے درجہ کے ملازم مثلاً دهیور ' سپاهی ' بدیشی ' جین سادهو اور بچوں سے اسی زبان میں باتیں کرائی جاتی هیں - ' ابهگیان شاکنتل ' ' پربودهه چندرودے ' بهنی سنگهار ' اور ' للت بگرہ راج ' میں موقع پر یہہ عامیانہ بول چال نظر آتی ہے - اِس زبان میں بهی کچهہ دنوں کے بعد کئی قسمیں هو گئیں جن میں خاص ' اردهہ ماگدهی ' ہے - ماگدهی اور شورسینی کے مخلوط هو جانے سے هی یہہ نئی قسم پیدا هو گئی - جینوں کے آگم نام کی مذهبی کتابیں اسی اردهہ ماگدهی زبان میں هیں - ' پئوم چری ' نام کا پرانا جین کاویہ اسی زبان میں لکھا گیا ہے - راجہ اُدین کا قصہ بهی اسی زبان میں ہے -

شورسینی

شورسینی پراکرت شورسین یا متھرا کے قرب و جوار کے علاقہ کی زبان تهی - سنسکرت ناٹکوں میں عورتوں اور مسخروں کی بات چیت میں اُس کا استعمال اکثر کیا گیا ہے - ' رتناولی ' ' ابهگیان شاکنتل ' اور ' مرچهہ کٹک ' وغیرہ ناٹکوں میں اُس کے نمونے موجود هیں - اس بهاشا میں کوئی ناٹک نہیں لکھا گیا - دگمبری جینوں کی بہت سی مذهبی کتابیں اسی شورسینی بهاشا میں ملتی هیں -

مہاراشتری

مہاراشٹری پراکرت کا نام مہاراشٹر صوبہ سے پڑا - اس بھاشا کا استعمال بالخصوص پراکرت زبان کی شاعرانہ تصانیف کے لئے کیا جاتا تھا - حال کی ستسئی (سپت شتی)، پرور سین کی تصنیف "راون وہو" (سیت بندھہ)، واک پتی راج کی تصنیف "گوڑوہو" - اور ہیم چندر کی تصنیف "پراکرت دویاشرے" وغیرہ نظمیں اور "وجالگ" نام کی لطائف کی تصنیف اِسی بھاشا میں لکھے گئے ہیں - راج شیکھر کی "کرپور منجری" میں جو خالص پراکرت کا ستک ہے، ہری اُدھہ (ہری بردھہ) اور نندی اُدھہ (نندی بردھہ) اور پوتش وغیرہ پراکرت کے مصنفین کے نام ملتے ہیں - مگر ان کی تصانیف کا پتہ نہیں چلتا - مہاراجہ بھوج کا لکھا ہوا "کورم شتک" اور دوسرا "کورم شتک" بھی جس کے مصنف کا نام نہیں معلوم ہوا اِسی بھاشا میں ہیں - یہہ دونوں بھوج کے بنوائے ہوے "سرسوتی کنٹھہ آبھرن" نامی پاٹھہ‌شالہ میں پتھر پر کھدے ہوئے ملے ہیں جو دھار میں ہے - مہاراشٹری کی ایک شاخ جین مہاراشٹری ہے جس میں شویتامبروں کے حالات، سوانح وغیرہ کے متعلق کتابیں لکھی گئی ہیں - منڈور کے راجہ ککک کا کتبہ جو ۸٦١ع کا ہے اور جو جودھپور راج کے موضع گھٹیالا میں ملا ہے اسی بھاشا میں لکھا گیا ہے -

پیشاچی

پیشاچی زبان کشمیر اور ہندوستان کے مغربی و شمالی حصوں کی زبان تھی - اس کی مشہور کتاب گناڈھیہ کی کتاب " بریہت کتھا " ہے جو اب تک دستیاب نہیں ہوے - سنسکرت میں اس کے دو ترجمے نظم میں کشمیر میں ہوے جو چھیمیندر سوم دیو نے کئے تھے -

آونتک

آونتک بھاشا مالوہ کی عام زبان تھی - مالوہ کو اونتی کہتے تھے - اس کو بھوت بھاشا بھی کہتے تھے - " مرچھہ کٹک " ناٹک میں اس بھاشا کا استعمال کیا گیا ہے - راج شیکھر نے ایک پرانا شلوک نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بھاشا اُجین (اونتی) ' پاریاتر (بیتوا اور چمبل کی وادی) اور مندسور میں رائج تھی - سنہ عیسوی کے دو سو سال قبل مالو قوم نے جو پنجاب میں رہتی تھی راجپوتانہ ہوتے ہوے مالوہ پر قبضہ کر لیا - اس سے اس ملک کا نام مالوہ پڑا - ممکن ہے پیشاچی بھاشا بولنے والے مالو لوگوں کی زبان وہاں رائج ہو گئی ہو اور وقت کے ساتھہ اس میں کچھہ تبدیلیاں ہو گئی ہوں - اس بھاشا کو پیشاچی بھاشا کی ہی ایک شاخ سمجھنا چاہئے -

اپ بھرنش (مخلوط)

اپبھرنش بھاشا کا رواج گجرات ' مارواڑ ' جنوبی پنجاب '

راجپوتانہ ، اونتی ، مندسور وغیرہ مقامات میں تھا - در اصل آپبھرنش کوئی زبان نہیں ہے ، بلکہ ماگدھی وغیرہ مختلف پراکرت بھاشاؤں کے آپبھرنش یا بگڑی ہوئی مخلوط بھاشا ہی کا نام ہے - راجپوتانہ مالوہ ، کاتھیاوار اور کچھہ وغیرہ مقامات کے چارنوں اور بھاٹوں کے ڈنگل بھاشا کے گیت اسی بھاشا کی بگڑی ہوئی صورت میں ہیں - قدیم ہندی بھی بیشتر اِسی بھاشا سے نکلی ہے - اس بھاشا کی کتابیں بہت زیادہ ہیں اور زیادہ‌تر منظوم ہیں - ان میں دوہے کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے - اس بھاشا کی سب سے ضخیم اور مشہور کتاب « بھوی سیتکتھا » ہے جسے دھن پال نے دسویں صدی میں لکھا - مہیشورسوری کی لکھی ہوئی « سنجم منجری » پشپ دنت کی تصنیف « تسٹھہ مہاپورس گن النکار » نیندی کی لکھی ہوئی « آرادھنا » یوگندر دیو کی تصنیف « پرماتم پرکاش » ہری بھدر کی رقم کردہ « نیمی‌ناتھ‌چریو » وردت کی « ویرسامی چریو » « انترنگ سندھی » « سلساکہاین » « بھوی کٹمب چرتر » « سندیش شتک » اور « بھاونا سندھی » وغیرہ بھی اِسی بھاشا کی کتابیں ہیں (۱) - اِن کے علاوہ سوم پربھہ کے « کمارپال پربودھہ » رتن مندر منی کی « اُپدیش ترنگنی » لکشمن گاری کی « سوپاسناہ چریم » - گالی داس کے

---

(۱) بھوی سیت کہا ، دیباچہ صفحہ ۳۱-۳۹ (گائکواڑ اورینٹل سیریز نمبر مطبوعہ نسخہ)

« وکرم اُروشی » (چوتها ایکٹ) هیم چندر کے « کمار پال چرت » « کالکا چاریه کتها » اور « پربندهه چنتا منی » وغیرہ میں جا بجا اَپبهرنش بهاشا کا استعمال کیا گیا ہے - هیم چندر نے اپنے پراکرت ویاکرن میں اَپبهرنش کی جو ۱۷۵ مثالیں دی هیں وہ بهی اس زبان کے اعلیٰ نمونے هیں - اُن سے معلوم هوتا هے که اِس زبان کا ادب بہت وسیع اور گراں مایه تها - اُن مثالوں میں حسن و الفت ، شجاعت ، رامائن اور مهابهارت کے ابواب ، هندو اور جین دهرم ، اور ظرافت کے نمونے دئیے گئے هیں - اِس بهاشا کو جینوں نے اچهی کتابوں سے خوب مالامال کیا -

پراکرت ویاکرن

پراکرت بهاشا کی ترقی کے ساتهه ساتهه اس کے صرف ونحو کی ترقی بهی لازمی تهی - همارے دور کے کچهه پہلے وررچی نے « پراکرت پرکاش » نام سے پراکرت بهاشا کا ویاکرن لکها - اُس میں مصنف نے مهاراشٹری ، شورسینی ، پیشاچی اور ماگدهی کے قواعد کا ذکر کیا هے - لنکیشور کی لکهی هوئی « پراکرت کام دهینو » مارکنڈیه کی بنائی هوئی « پراکرت سربسو » اور چنڈ کی لکهی هوئی « پراکرت لکشن » بهی پراکرت ویاکرن کی اچهی کتابیں هیں - مشہور عالم هیم چندر نے سنسکرت ویاکرن « سدهه هیم چندر انوشاسن » لکهتے هوے اس کے آخر میں پراکرت ویاکرن بهی لکها - اُس میں سدهانت کومدی کی طرح مضمون‌دار سوتروں کی

ترتیب دی گئی ہے - ہیم چندر نے پہلے مہاراشٹری کے
اصول لکھے بعد ازاں شورسینی کے خاص قواعد لکھہ کر
لکھا کہ باقی پراکرت کے مطابق ہے - پھر ماگدھی کے خاص
قواعد لکھہ کر لکھا باقی شورسینی کے مطابق ہے - اِسی طرح
پیشاچی ' چولیکا پیشاچی اور اپبھرنش کے خاص قواعد
لکھے اور آخر میں سب پراکرتوں کے متعلق لکھا کہ باقی
سنسکرت کے مطابق ہے - سنسکرت اور دوسری پراکرتوں
کے ویاکرن میں تو اُس نے مثالوں کی طور پر جملے یا
پد دئے ہیں ' لیکن اپبھرنش کے باب میں اُس نے اکثر
پورے قصے اور پوری نظم کا اقتباس کیا ہے -

پراکرت فرہنگ

پراکرت بھاشا کے کئی فرہنگ بھی لکھے گئے - دھن پال
نے ۹۷۲ع میں ایک لغت ترتیب دي - راج شیکھر کی
اهلیہ اونتی سندری نے پراکرت نظموں میں مستعمل دیسی
الفاظ کی ایک لغت بنائی اور اس میں هر ایک لفظ کے
استعمال کے نمونے خود تصنیف کئے - یہہ لغت اب لا پتہ
ہے - مگر ہیم چندر نے اپنی لغت میں اُس کی سند
پیش کی ہے - ہیم چندر نے بھی پراکرت بھاشاؤں کا
ایک فرہنگ " دیشی نام مالا " مرتب کیا - یہہ کتاب
منظوم ہے اور اُس میں حروف تہجی کی ترتیب سے الفاظ
کی تشریح کی گئی ہے - پہلے دو حروف کے الفاظ ہیں '
پھر تین حروف کے ' بعد ازاں چار حروف کے الفاظ دئے

هیں - دیسی بھاشا سیکھنے کے لئے یہہ لغت بہت کار آمد ہے - پالی زبان کی ایک لغت بھی موگ‌لائن نے " ابھی‌دھان پدیپکا " نام سے سنہ ۱۲۰۰ع میں لکھی - جس میں امر کوش کے طرز کی تقلید کی گئی ہے -

جنوبی هند کی زبانیں

شمالی هندوستان کی بھاشاؤں کے ادبیات کی تشریح کے بعد جنوبی هند کی دروز بھاشاؤں کا بیان کرنا بھی ضروری ہے - دراوز بھاشاؤں کی ادبیات کا دائرہ بہت محدود ہے - اس لئے هم اس کا مختصر ذکر کریں‌گے -

تامل

جنوبی هند کی زبانوں میں سب سے قدیم اور فائق تامل بھاشا ہے - اِس کا رواج تامل علاقوں میں ہے - اس کی قدامت کے متعلق تحقیق کے ساتھہ کچھہ نہیں کہا جا سکتا - اِس کا سب سے پرانا ویاکرن " تول کاپ پیم " ہے جس کا مصنف عام روایتوں کے مطابق رشی اگستیہ کا کوئی شاگرد مانا جاتا ہے - اس کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تامل ادبیات کے کارنامے بھی ضخیم تھے - اس زبان کی سب سے پرانی کتاب " نال دیار " ملتی ہے - پہلے یہہ بہت ضخیم کتاب تھی پر اب اس کے کچھہ اجزا ہی باقی رہ گئے هیں - دوسری مشہور کتاب رشی ترو ولّوکر کا " کرل " ہے جو وهاں ویدوں کی طرح احترام کی نگاہ سے

دیکھا جاتا ہے - اُس میں تینوں پدارتھوں کام ' ارتھہ '
دھرم ' کے متعلق نہایت کارآمد اُپدیش دئے گئے ھیں -
اُسے تامل ادب کا بادشاہ سمجھنا چاھئیے - اُس کا مصنف
کوئی اچھوت ذات کا آدمی تھا اور غالباً وہ جین تھا -
کسی غیر معلوم شاعر کی تصنیف " چنتامن " کمبن کی
تصنیف رامائن ' دواکر اور تامل ویاکرن وغیرہ ھمارے دور
کی یادگاریں ھیں - اس میں کئی تاریخی نظمیں
بھی لکھی گئیں جن میں سے بعض کے نام یہہ ھیں -

مصنف	کتاب	زمانہ
پوئنکیار	کلِ ولی ناڑپتو	ساتویں صدی
جے کونڈان	کلنگتو پرنی	گیارھویں صدی
نا معلوم	وکرم شول نولا	بارھویں صدی
نا معلوم	راج راج نولا	,,

اس زبان کا نشو و نما زیادہ‌تر جینیوں کے ھاتھوں ھوا -
زمانہ ما بعد میں وھاں شیو دھرم کی دھائی پھر گئی -

تامل رسم‌الخط کے بالکل غیر مکمل ھونے کے باعث
اُس میں سنسکرت زبان نہیں لکھی جا سکتی تھی -
اس لئے اس کے لکھنے کے لئے نئے رسم‌الخط کی ایجاد
کی گئی -

ملیالم نے بھی تامل زبان کی تقلید کی - لیکن
جلد ھی اس میں سنسکرت الفاظ بہ کثرت داخل ھو گئے -

همارے مجوزہ دور میں کوئی ایسی تصنیف نہیں ہوئی جس کا ذکر کیا جا سکے -

کنڑی

تامل کی طرح کنڑی ادبیات کی پرورش و پرداخت بھی جینوں نے هی کی - اس میں شعر، عروض اور ویاکرن کی تصانیف موجود هیں - دکن کے راشٹر کوٹ راجہ اموگھہ ورش (اول) نے نویں صدی میں "عروض" پر "کوی راج مارگ" لکھا - ادبی تصانیف کے علاوہ جین، لنگایت، شیو اور ویشنو دھرموں کی مذهبی کتابیں بھی اس زبان میں موجود هیں - ان میں سب سے معرکہ کی کتاب لنگایت فرقہ کے اول مرشد بسو کا بنایا هوا "بسو پران" هے - سومیشور کا شتک بھی اچھی چیز هے - کوی پمپ کا "پمپ بھارت" یا "وکرم ارجن وجے" همارے دور کی شاعری کی یادگار هے - درگ سلگہ نے پنچ تنتر کا ترجمہ بھی همارے هی دور میں کیا - اِس زبان پر سنسکرت کا بہت اثر پڑا اور اس میں سنسکرت کی بہت سی کتابوں کے ترجمے هوے (۱) -

تیلگو

تیلگو بھاشا اندھر صوبہ میں مروج هے - اس کی ادبیات پر بھی سنسکرت کا اثر غالب هے - اس کی پرانی

(۱) امپیریل گزیٹیر - جلد ۲ - صفحہ ۳۳۴ - ۳۷ -

کتابیں دستیاب نہیں ہوئیں - پوربی سولنکی راجہ راج راج نے دیگر علما کی مدد سے گیارھویں صدی میں مہابھارت کا ترجمہ اس زبان میں کرایا (۱) -

تعلیم

اس زمانہ کی ادبیات کا مجمل ذکر کرنے کے بعد معاصرانہ تعلیم، طرز تعلیم اور تعلیم‌گاھوں کا کچھہ حال لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے - ہمارے دور کے آغاز میں ہی عوام میں تعلیم کا بہت شوق تھا - گپت خاندان کے فرمانرواؤں نے تعلیم کی اشاعت و نشر میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا - اس زمانہ میں ہندوستان دنیا کے جملہ دیگر ممالک سے زیادہ تعلیم‌یافتہ تھا - چین، جاپان اور دور دراز مشرقی ممالک سے طلبا تحصیل کے لئے ہندوستان آیا کرتے تھے - بودھہ آچاریہ اور ہندو سادھو اور سنیاسی تعلیم کے خاص علم بردار تھے - ان کا ہر ایک مٹھہ یا ادارہ ایک ایک تعلیم‌گاہ بنا ہوا تھا - ہر ایک شہر میں کئی بڑے بڑے دارالعلوم ہوتے تھے - ھیونسانگ لکھتا ہے کہ قنوج میں ہی کئی ہزار طالب علم مٹھوں میں پڑھتے تھے - متھرا میں بھی ۲۰۰۰ طلبا کا مجمع تھا -

---

(۱) ایپی گرافیا انڈکا جلد ۵ - صفحہ ۳۲ -

چینی سیاحوں کے تذکروں سے معلوم هوتا هے که هندوستان میں پانچ هزار متهه یا دارالعلوم تھے جن میں ۲۱۲۱۳۰ طلبا تعلیم پاتے تھے - هیونسانگ نے مختلف اداروں میں پڑھنے والے طلبا کی تعداد بھی درج کر دی هے (۱) - ذی علم براهمنوں کے مکانات اور جین سادهوؤں کے گوشے چھوٹے چھوٹے پاٹھ‌شالاؤں کا کام دیتے تھے - سلطنت کی طرف سے بھی مدرسے قائم تھے - اس طرح سارے هندوستان میں جا بجا چھوٹے بڑے مدرسے جاری تھے جن سے تعلیم کی کماحقه اشاعت هوتی تھی -

نالندہ کا دارالعلوم

محض چھوٹے چھوٹے مدرسے هی نه هوتے تھے زمانه حال کی یونیورسٹیوں کی همسری کرنے والے بڑے بڑے دارالعلوم بھی قائم تھے - ایسے جامعوں میں نالندہ ' تکھ شلا ' وکرم شیل ' دھن‌کتک (جنوب میں) وغیرہ خاص طور پر ذکر کے قابل هیں - هیونسانگ نے نالندہ کے جامعه کا مبسوط ذکر کیا هے جس کا خلاصه هم یہاں درج کرتے هیں - اس سے اُس زمانه کے تعلیم‌گاهوں کا کچھه علم هو جائےگا -

نالندہ کے دارالعلوم کی بنا مگدهه کے راجه شکرادتیه نے ڈالی تھی - اس کے بعد کے راجاؤں نے بھی اس کی

---

(۱) رادھا مکند مکرجی ؛ هرش صفحه ۱۲۴ - ۲۷ -

کافی رعایت کی - اس جامعہ کے قبضے میں ۲۰۰ سے زیادہ موضع تھے جو مختلف راجاؤں کے عطیے تھے - انہیں مواضعات کی آمدنی سے اُس کا خرچ چلتا تھا - یہاں دس ہزار طالب علم اور ڈیڑھ ہزار اتالیق رہتے تھے - دور دراز ممالک سے بھی طلبا تحصیل کے لئے آتے تھے - چاروں طرف اونچے پہاڑ اور مٹھ بنے ہوے تھے - بیچ بیچ میں مدرسے اور دارالمناظرے تھے - اُس کے چاروں طرف بودھ علما اور معلموں کی سکونت کے لئے چو منزلہ عمارتیں تھیں - خوشنما دروازوں، چھتوں اور ستونوں کی شان دیکھ کر لوگ حیرت میں آ جاتے تھے - وہاں کئی بڑے بڑے کتب خانے اور چھ بڑے بڑے اِدارے تھے - طلبا سے کسی قسم کی فیس نہیں لی جاتی تھی - اِس کے بر عکس اُنہیں ہر ایک ضروری چیز، کھانا، کپڑا، دوا، کتابیں، مکان، وغیرہ مفت دئے جاتے تھے - اونچے درجوں کے طلبا کو ایک بڑا کمرہ اور نیچے درجوں کے طلبا کو معمولی کمرہ دیا جاتا تھا (۱) -

اس جامعہ میں بودھ ادبیات کے علاوہ وید، ریاضیات، نجوم، منطق، ویاکرن، طب، وغیرہ مختلف علوم کی تعلیم دی جاتی تھی - وہاں ستاروں اور فلکی عجائبات کے مشاہدے کے لئے رسدگاہیں بنی ہوئی تھیں - وہاں کی

---

(۱) بیل - بدھسٹ رکارڈس آف دی ویسٹرن ورلڈ - جلد ۲ - صفحہ ۱۶۷ - ۱۶۸ -

ابھی گھڑی معبدہ والوں کو وقت بتلاتی تھی - اس جامعہ میں داخل ہونے کے لئے ایک امتحان دینا پڑتا تھا - یہہ امتحان بہت سخت ہوتا تھا اور کتنے ہی طلبا ناکام رہ جاتے تھے - پھر بھی دس ہزار طلبا کا ہونا حیرت کی بات ہے - اس کے فارغ التحصیل طلبا مستند عالم سمجھے جاتے تھے - ہرش نے اپنے دارالمشاورت کی تقریب میں نالندہ سے ایک ہزار علما مدعو کئے تھے - مسلمانوں کے زمانہ میں اس یادگار اور فیض‌بار جامعہ کی ہستی خاک میں مل گئی -

جامعہ تکشلا

هندوستان میں تکشلا کا جامعہ سب سے قدیم تھا - پتنجلی، چانکیہ اور جیوک جیسے نامور علما یہیں کے طالب علم اور اتالیق تھے - سب سے عظیم‌الشان بھی یہی اِدارہ تھا - اِس میں داخلہ کے لئے ۱۶ سال کی عمر کی قید تھی - زیادہ تر فارغ البال آدمیوں کے لڑکے یہاں تعلیم پاتے تھے - "مہاست سوم جاتک" میں ایک عالم سے سو سے زیادہ راجکماروں کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے - نادار طلبا دن کو کام کرتے تھے اور رات کو پڑھتے تھے - کچھہ طلبا کو اِدارہ کی طرف سے بھی کام دیا جاتا تھا - طلبا کے اطوار و حرکات پر خاص طور پر نگاہ رکھی جاتی تھی - مختلف جاتکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کا نصاب تعلیم بہت وسیع تھا - اُس میں کچھہ مضامین

یہہ ہیں : وید ، اٹھارہ علوم ، (پتہ نہیں کہ یہہ کون سے علوم تھے) ، ویاکرن ، منامی ، فن‌حرب ، ھاتھی کا علم ، منتروں کا علم اور علم شفا - علم شفا پر خصوصیت سے توجہ دی جاتی تھی یہاں کی تعلیم ختم کر چکنے کے بعد طلبا صنعت و حرفت وغیرہ کا عملی تجربہ حاصل کرنے اور غیر ممالک کے رسوم و رواج کا مشاهدہ کرنے کے لئے سیاحت کیا کرتے تھے - اِس کی کئی مثالیں بھی جاتکوں میں ملتی ھیں - یہہ جامعہ بھی مسلمانوں کے زمانہ میں غارت ھوا -

نصاب تعلیم

اِتسنگ نے اپنی مشہور تصنیف میں قدیم نصاب کا مختصر ذکر کیا ھے - عام طور پر دستار فضیلت حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے ویاکرن کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا - اِتسنگ نے ویاکرن کی کئی کتابوں کا حوالہ بھی دیا ھے - مبتدی کو پہلے برن بودھہ پڑھایا جاتا تھا - اس میں ۹ مہینے لگ جاتے تھے - اس کے بعد پانِنی کی ' اشٹ ادھیائی ' حفظ کرائی جاتی تھی جسے طلبا آٹھہ مہینے میں یاد کر لیتے تھے - اس کے بعد ' دھاتو پاتھہ ' پڑھاکر جس میں تقریباً ایک ھزار شلوک ھیں ' دس سال کی عمر میں اسما اور مادہ کی صورتوں کا مطالعہ کرایا جاتا تھا جو تین سال میں ختم ھو جاتا تھا - اس کے بعد چہادتھہ اور ورامن کی

'کاشکا ورتی' کی بہ حسن اسلوب تعلیم دی جاتی تھی - اِتسنگ لکھتا ہے کہ ہندوستان میں تحصیل کے لئے آنے والوں کو اس ویاکرن کی کتاب کا لازمی طور پر مطالعہ کرنا پڑتا ہے - یہہ ساری کتابیں حفظ ہونی چاہئیں - اس ورتی کو ختم کر لینے کے بعد طلبا نظم و نثر لکھنے کی مشق شروع کرتے تھے اور منطق و لغات میں مصروف ہو جاتے تھے - 'نہاے دوار تارک شاستر' (ناگارجن کی تصنیف کردہ منطق کی تمہید) کے مطالعہ سے انہیں صحیح استدلال اور 'جاتک مالا' کے مطالعہ سے ادراک اِکی قوت پیدا ہوتی تھی - اتنا پڑھ چکنے کے بعد طلبا کو بحث و مناظرہ کی تعلیم دی جاتی تھی - لیکن ویاکرن کا مطالعہ جاری رہتا تھا - اس کے بعد مہا بھاشیہ پڑھایا جاتا تھا - بالغ طالب علم اسے تین سال میں ختم کر لیتا تھا' بعد ازاں بھرت ہری کی تصنیف کردہ مہا بھاشیہ کی تفسیر' اور 'واکیہ پردیپ' پڑھائی جاتی تھی - بھرت ہری نے اصل کتاب ۳۰۰۰ شلوکوں میں لکھی - اُس کی تفسیر دھرم‌پال نے ۱۴۰۰۰ شلوکوں میں کی تھی - اس کے پڑھ لینے کے بعد طالب علم ویاکرن میں منتہی ہو جاتا تھا - ہیونسانگ نے بھی نصاب تعلیم کا ذکر کیا ہے - ویاکرن کے فاضل ہونے کے بعد منتر ودیا منطق اور جیوتش کا مطالعہ کرایا جاتا تھا - اس کے بعد علم شفا کی تعلیم ہوتی تھی - ما بعد نہاے اور آخر میں ادھیاتم ودیا (مابعدالطبیعات) - اِتسنگ لکھتا ہے '' آچاریہ

' جن ' کے بعد دھرم کیرتی نے منطق میں اصلاح کی اور گن پربھہ نے ' ونے پٹک ' کے مطالعہ کو دوبارہ مقبول بنایا " (۱) - یہہ نصاب اُن لوگوں کے لئے تھا جو فاضل بننا چاھتے تھے - معمولی طلبا اس نصاب کی پابندی نہیں کرتے تھے - وہ اپنا مطلوبہ مضمون پڑھہ کر دنیا کے کار و بار میں مصروف ہو جاتے تھے - مذھبی تعلیم خاص طور پر دی جاتی تھی - یہہ حیرت کا مقام ھے کہ بودھہ جامعوں میں بودھہ مذھبی تعلیم کے ساتھہ ھندو دھرم کی کتابوں کی پوری تعلیم دی جاتی تھی - اس سے معلوم ھوتا ھے کہ وہ لوگ کتنے روشن خیال اور مذھبی معاملات میں آزاد خیال تھے -

طرز تعلیم بھی نہایت پسندیدہ تھا - ھیونسانگ لکھتا ھے کہ ماھر اتالیق طلبا کے دماغ میں زبردستی معلومات کو داخل نہیں کر دیتے بلکہ ذھنی نشو و نما کی طرف زیادہ توجہ کرتے ھیں - وہ جلس طلبا کی دل‌شکنی نہیں کرتے اور سست لڑکوں کو تیز بنانے کی کوشش کرتے ھیں (۲) -

علما میں علمی مناظرے بھی اکثر ھوتے رھتے تھے -

---

(۱) ٹاکا کسو - بدھسٹ پریکٹسز اِن اِنڈیا - صفحہ ۱۶۵ - ۸۱ اور واٹرس آن یوون‌چانگ ٹریولس جلد ۱ - صفحہ ۱۳۵ - ۵۵ -

(۲) واٹرس آن یون چانگ ٹریولس جلد ۱ - صفحہ ۱۶۰ -

اس سے عوام کو بھی بہت فائدہ پہونچتا تھا - انہیں علمی اصولوں سے واقفیت ہو جاتی تھی -

یہہ طرز تعلیم ہمارے دور کے شروع سے آخر تک قائم رہا - فروعی تغیرات وقتاً فوقتاً ہوتے رہے لیکن اصولوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی - بڑے بڑے دارالعلوم کے طرز تعلیم کا اثر لازمی طور پر سارے ملک پر پڑتا تھا - یہاں یہہ نہ بھولنا چاہئے کہ دیگر مذہبی اور فلسفیانہ فرقوں میں یہہ طرز تعلیم رائج نہ تھا - ان کے مکتبوں میں معمولی تدریس کے بعد مخصوص مذہبی یا علمی کتابوں کی کی تعلیم دی جاتی تھی جیسا فی زمانتا کاشی میں ہوتا ہے -

تیسری تقریر

نظام سلطنت، صنعت و حرفت

نظام سلطنت

قدیم ہندوستان میں سیاسیات اور آئین سلطنت نے کمال کا درجہ حاصل کر لیا تھا - اس ملک میں بھی راجہ کے اختیارات کسی حد تک محدود تھے - یہاں بھی کئی جمہوری سلطنتیں تھیں جنہیں "گن راج" بھی کہتے تھے - کئی ملکوں میں راجہ کا انتخاب بھی ہوتا تھا - راجہ اپنی رعایا کے ساتھ من مانے ظلم نہ کر سکتا تھا - رعایا کی آواز سنی جاتی تھی - انتظام سیاست بڑی خوش اسلوبی سے کیا جاتا تھا - ہمارے زمانہ میں بھی جمہوری سلطنتیں نظر آتی ہیں - ہرش کے عہد فرمانروائی میں تامرلیپتکوں، ہیونسانگ کے سفر نامے اور ہرش چرت سے معاصرانہ سیاسی حالت کا بہت کچھ پتہ چلتا ہے - راجہ اس زمانہ میں فرمانروائے مطلق نہ تھا - اس کے وزرا کا ایک کابینہ ہوتا تھا، جس کے ہاتھوں میں واقعی طور پر سارے اختیارات ہوتے تھے - راج وردھن کا وزیر اعظم بھنڈی تھا - راج وردھن کے مارے جانے پر بھنڈی نے تینوں سیاسی جماعتوں کو طلب کیا اور انہیں حالات حاضرہ سمجھا کر کہا راجہ کا بھائی ہرش فرض شناس، ہر دل عزیز، اور رحم‌دل ہے - رعایا اس سے خوش ہوگی - میں تجویز کرتا ہوں کہ اسے راجہ بنایا جائے - ہر ایک

دکن اس پر اپنی اپنی رائے کا اظہار کرے ' - وزرا نے اس پر متفق هو کر هرش سے راجه بننے کی استدعا کی - اس سے واضح هوتا هے که مجلس شوریٰ کے هاتھوں میں وسیع اختیارات تھے - هر ایک شعبه کے الگ الگ وزرا کا بھی ذکر ملتا هے مثلاً امور خارجیه ' شعبه حربیه ' شعبه عدالت ' شعبه مالیات وغیرہ خاص هیں - راجه کا خاص کام انتظام کرنا تھا - وہ همیشه مجلس شوریٰ سے مشورہ لیا کرتا تھا - امن و امان قائم رکھنا اور اُسے حملوں سے بچانا یہه اُس کا خاص فرض تھا - هیونسانگ نے لکھا هے راجه کی حکومت انسانیت کے اصولوں کی پابند تھی - رعیت پر کسی طرح کی سختی نه کی جاتی تھی - چھتری قوم بہت عرصه سے بر سر حکومت رهتی آئی هے - پر اس کا خاص فرض رعایا کی بہبود اور رفاہ خلق هے (۱) -

راجه کے فرائض

انفرادی حکومت هونے کے باوجود بادشاہ رعایا پرور هوتا تھا - اُس زمانه میں براهمنوں اور دهرم گروؤں کا اثر راجه پر بہت زیادہ هوتا تھا - وہ سلطنت کے هر ایک شعبے اور کل تحریکات پر نگاہ رکھتا تھا - وہ محض رعایا کی مالی اور سیاسی امور کی هی طرف دھیان نه دیتا تھا بلکه ان کی اخلاقی مذهبی اور تعلیمی کیفیت کو بھی محفوظ رکھتا تھا - بہت سے راجاؤں نے مذهبی اصلاح و

---

(۱) واٹرس آن هیونسانگ ' جلد اول - صفحه ۱٦۸ -

ترقی میں نمایاں حصہ لیا ' جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں - راجاؤں نے تعلیمی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر کوشش کی - ان کے دربار میں بڑے بڑے شعرا اور علما کی قدر و منزلت ہوتی تھی - جب کوئی عالم کوئی معرکہ کی تصنیف کرتا تو راجہ اُسے سننے کے لئے دیگر سلطنتوں کے علما کو مدعو کرتا تھا - کشمیر کے راجہ جے سنگہ کے زمانہ میں منکھہ کی لکھی ہوئی " شری کنٹھہ چرت " سننے کے لئے قنوج کے راجہ گووند چندر کے دربار سے سہل ' اور شمالی کونکن کے راجہ اپرادتیہ کے دربار سے تیج کنٹھہ وغیرہ علما مدعو ہوئے تھے - تقریباً ہر ایک دربار میں چند شعرا اور علما رہتے تھے جن کی وہاں کماحقہ خاطر و تعظیم ہوتی تھی - راجہ انہیں نئی نئی تصانیف لکھنے کی بھی تحریک کرتا رہتا تھا -

نظام دیہی

انتظامی سہولیتوں کے اعتبار سے ملک مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا - خاص خاص حصے " بھکتی " (صوبہ) " وشے " (ضلع) اور گرام (دیہات) تھے - دیہی نظام سب سے اہم سمجھا جاتا تھا - دیہی نظام ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - گانوں کا انتظام پنچائتوں کے ہاتھوں میں ہوتا تھا - مرکزی حکومت کا پنچائتوں ہی سے تعلق رہتا تھا - یہہ دیہی نظام ایک چھوٹے سے جمہور کے طور پر ہوتے تھے - اُن میں رعایا کے خاص حقوق تھے - مرکزی

حکومت سے منسلک ہونے پر بھی یہہ نظام تقریباً آزاد تھا -

قدیم تامل تاریخ سے اُس زمانہ کے نظام سیاست پر بہت روشنی پڑتی ہے ' مگر ہم یہاں طوالت کے خوف سے اس کا صرف مختصر ذکر کرتے ہیں - انتظام سلطنت میں مشورہ اور مدد دینے کے لئے پانچ مجلسیں ہوتی تھی - اِن کے علاوہ ضلعوں میں تین سبھائیں ہوتی تھیں - براہمن سبھا میں سب براہمن شریک ہوتے تھے - بیوپاریوں کی سبھا تجارتی امور کا تصفیہ کرتی تھی - چول راجہ راج راج اول کے کتبہ سے ۱۵۰ مواضعات میں دیہی سبھاؤں کے ہونے کا پتہ چلتا ہے - ان سبھاؤں کے اجلاس کے لئے بڑے بڑے مکان ہوتے تھے - جیسے تنجور وغیرہ میں اب تک قائم ہیں - عام مواضعات میں بڑے بڑے درختوں کے نیچے سبھائیں ہوتی تھیں - دیہی سبھاؤں کے دو حصے ہوتے تھے - مشاورتی اور انتظامی کل سبھا کے اراکین مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دئے جاتے تھے - زراعت و فلاحت ' آبپاشی ' تجارت ' مندر ' عطیات وغیرہ کے لئے مختلف جماعتیں ہوتی تھیں - کسی موقع پر تالاب میں پانی کی کثرت سے سیلاب آ جانے کے خوف سے دیہاتی سبھا نے تالاب کی جماعت کو اُس کی اصلاح کرنے کے لئے بلا سود روپیہ دیا اور تجویز کی کہ اس کا سود مندر سبھا کو دیا جاوے - اگر کوئی کسان زیادہ دنوں تک محاصل زمین نہ ادا کرتا تھا تو زمین اس سے چھین لی جاتی تھی - یہہ زمین

نیلام کر دی جاتی تھی - زمین کی خرید فروخت ہونے پر گانوں سبھا اس کی ساری تفصیلات اور سارے کاغذات اپنے قبضہ میں رکھہ لیتی تھی - سارا حساب کتاب تاڑ کے پتوں پر لکھا جاتا تھا - آب رسانی کی طرف خاص توجہ کی جاتی تھی - پانی کا کوئی بھی مخرج بیکار نہ ہونے پاتا تھا - نہروں تالابوں اور کنووں کی مرمت وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھی - آمد و خرچ کے حساب کی جانچ کے لئے راج کی طرف سے محتسب رکھے جاتے تھے (۱) -

چول راجہ پرانتک کے زمانہ کے کتبوں سے دیہاتی نظاموں کی ترکیب پر بہت روشنی پڑتی ھے - اُس میں دیہی جماعتوں کی اراکین کی قابلیت یا نا قابلیت سبھاؤں کے انعقاد، اراکین کے عام انتخاب، شاخ سبھاؤں کی تنظیم، آمد و خرچ کے محتسبوں کے تقرر، وغیرہ کے اصول و قواعد سے بحث کی گئی ھے - انتخاب عام ہوتا تھا - اس کا طریقہ یہہ تھا کہ لوگ ٹھیکروں پر امیدوار کا نام رکھہ کر گھڑوں میں ڈال دیتے تھے - سب کے روبرو وہ گھڑے کھولے جاتے تھے اور امیدواروں کے ناموں کا شمار ہوتا تھا - کثرت رائے سے انتخاب عمل میں آتا تھا - (۲) اس نظام کا عوام پر یہہ اثر پڑا کہ وہ خارجی امور کی

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنس اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز صفحہ ۵۳ - ۵۶ -

(۲) آرکیولوجیکل سروے آف انڈیا - سالانہ رپورٹ سنہ ۱۹۰۴-۵ صفحہ ۱۳۱-۴۵

جانب سے لا پرواہ هو گئی - سلطنت میں چاهے کتنے هی بڑے انقلابات هو جائیں' لیکن چونکہ دیہی جماعتوں میں کوئی تغیر نہ هوتا تها اور وہ حسب دستور اپنے فرائض انجام دیتی رهتی تهیں اس لئے عوام کو تغیرات سے کوئی دلچسپی نہ هوتی تهی - عوام کو غلامی کا تلخ تجربہ نہ هونے پاتا تها - اتنے وسیع ملک کی مرکزی حکومت کے لئے یہہ غیر ممکن تها کہ وہ مقامی ضروریات و حالات کی طرف کافی توجہ کر سکے - هندوستان میں اتنے تغیرات هوے مگر کسی فرمانروا نے پنچایتوں کو برباد کرنے کی کوشش نہیں کی - شہروں میں میونسپلٹیاں یا نگر سبهائیں بهی هوتی تهیں جو شہروں کی صفائی وغیرہ کا انتظام کرتی تهیں (۱) -

تعزیرات

سیاسی قواعد و ضوابط نہایت سخت تهے - جلا وطنی ' جرمانہ ' قید ' اعضاء جسم کا انقطاع وغیرہ سزائیں رائج تهیں - هرش کی پیدائش کے موقع پر قیدیوں کے آزاد کئے جانے کا ذکر بان نے کیا هے - یاگیہ و لکیہ نے کئی سخت اور بیرحمانہ سزاؤں کا حوالہ دیا هے - براهمنوں کو عموماً سخت سزائیں نہیں دی جاتی تهیں - صیغہ انصاف کے لئے ایک خاص کارکن هوتا تها - اُس کے ماتحت مختلف مقامات اور صوبجات میں اهلکار هوتے تهے -

---

(۱) واٹرس آن هیونسانگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۲ -

یاگیہ و لکیہ نے عدالت کے بہت سے اصولوں اور قواعد کا ذکر کیا ہے ' جن سے واضح ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں انصاف کا نظام کتنا مکمل اور با قاعدہ تھا - استغاثوں میں تحریری اور زبانی شہادتوں کی جانچ کی جاتی تھی - حیرت کا مقام ہے کہ نظام انصاف اتنا مکمل ہونے کے باوجود غیبی آزمائشوں کا طریقہ رائج تھا (۱) - لیکن اس کا استعمال بہت کم ہوتا تھا -

عورتوں کي سیاسي حالت

قانون میں عورتوں کی سیاسی اہمیت تسلیم کی جاتی تھی - قانون وراثت میں عورتوں کے وارث ہونے کا جواز تسلیم کیا گیا تھا - لڑکا نہ ہونے پر بھی لڑکی ہی باپ کی جائداد کي وارث ہوتی تھی - ایسے میکہ سے ملي ہوئی جائداد پر لڑکي کا کامل حق ہوتا تھا - ملو نے اس کا ذکر کیا ہے - (۲)

سلطنت کی طرف سے بیوپار اور حرفت کے تحفظ پر خاص طور پر دھیان دیا جاتا تھا - کاریگروں کی حفاظت کے لئے قواعد بنے ہوے تھے - اگر کوئی بیوپاری ناجائز طریقہ پر اشیاء کی قیمت بڑھا دیتا تھا یا باٹ اور پیمانہ کم رکھتا تھا تو اسے سزا دی جاتی تھی -

---

(۱) ایضاً صفحہ ۱۷۲ - البیرونی کا ہندوستان جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸ - ۱۶۰ -
(۲) ونے کمار سرکار - دي پولیٹکل انسٹي ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دي ہندوز صفحہ ۲۷-۳۰ -

انصرام سیاست

اس زمانہ کے سیاسی نظام کا کچھ اندازہ عہدہداروں کے ناموں سے ہو سکتا ہے - راجہ یا سمراٹ کے ماتحت بہت سے چھوٹے راجہ ہوتے تھے جنہیں مہاراجہ ' مہا سامنت وغیرہ لقب دئے جاتے تھے - یہہ راجے سمراٹ کے دربار میں حاضر ہوتے تھے ' جیسا کہ بان نے بیان کیا ہے - کبھی کبھی جاگیردار بھی اونچے مناصب پر پہونچ جاتے تھے صوبہ کے حاکم کو ' اُپرک مہاراج ' کہتے تھے - کئی کتبوں میں صوبجاتی فرمانرواؤں کے گوپتا ' بھوگک ' بھوگ پتی ' راج استھانی ' وغیرہ نام ملتے ہیں - صوبہ کا حاکم ضلع کے عامل کو مقرر کرتا تھا جسے وشے پتی ' یا ' آیکتک ' کہتے تھے - حاکم ضلع اپنے ضلع کے خاص مقام میں جسے ادھشٹھان کہتے تھے اپنے دفتر رکھتا تھا -

صوبجاتی حکام کے پاس راجہ کے تحریری احکام صادر ہوتے تھے - ایک تامب پتر سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ احکام اسی وقت جائز سمجھے جاتے تھے جب ان پر سرکاری مہر ہو ' صوبہ کے حاکم کی تصدیق ہو ' راجہ کے دستخط ہوں اور دیگر ضوابط کی تکمیل ہوئی ہو - (۱)

---

(۱) मुद्रा शुद्धं क्रिया शुद्धं भुक्ति शुद्धं सचिह्नकम् ।
राज्ञः स्वहस्त शुद्धं च शुद्धिमाप्नोति शासनम् ॥
شلارا بنشي راجہ رتھہ راج کا عبہ نامہ شک سمبت ۹۳۰ (وکرمی سمبت ۱۰٦۵) ایپی گرافیکا انڈیکا جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ -

مقامی سرکاروں کے مختلف اہلکاروں کے نام بھی کتبوں میں ملتے ھیں - جیسے مہتر (دیہی سبھا کے رکن) - گرامک (گاؤں کا خاص حاکم)، شولکک (محاصل وصول کرنے والا اہلکار)، گولمک (قلعوں کا منتظم)، دھروادھی کرن (زمین کے محاصل کا افسر)، بھانڈاگار ادھی کرت (خزانچی)، تل‌واتک (گاؤں کا حساب رکھنے والا) بعض چھوٹے اہل‌کاروں کے ناموں کا ذکر بھی ملتا ھے - موجود کلارک کو اُس زمانہ میں "دِوِر" یا "لیکھک" کہتے تھے - کرنک حال کے رجسٹرار کا کام کرتا تھا - ان عہدہ‌داروں کے علاوہ دیگر کارکن بھی ھوتے تھے - "دنڈپاشک" چورودھرنک" وغیرہ پولیس کے عمال کے نام تھے (۱) -

سلطنت کی آمدنی کی کئی ذرائع تھے - سب سے زیادہ آمدنی زمین کے لگان سے ھوتی تھی - لگان پیداوار کا چھٹا حصہ ھوتا تھا -

آمد و خرچ

مزارعوں پر بھی ایک آدھہ محصول اور لگتا تھا - یہہ محاصل غلہ کی صورت میں لئے جاتے تھے - "ملڈپکا" (چلنگی کا محصول) بھی کئی جنسوں پر لیا جاتا تھا - بندرگاھوں پر آنے والے مال، یا دوسری سلطنت سے آنےوالی چیزوں پر بھی محصول درامد لیا جاتا تھا -

---

(۱) چنتامنی ونائک وید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد اول - صفحہ ۱۲۸-۱۳۱ اور رادھا کمد مکرجی - هرش - صفحہ ۱۰۳-۱۰۲ -

خانوں پر بہت زیادہ محصول لیا جاتا تھا - نمک
وسرے معدنی پیداواروں پر بھی محصول لگتا تھا (۱) -
بہت زیادہ نہیں، جیسا ہیونسانگ نے لکھا ہے -
نے کل آمدنی کو چار حصوں میں تقسیم کئے جانے کا
کیا ہے - ایک حصہ انصرام و سیاسی امور میں
کیا جاتا تھا - دوسرا حصہ رفاہ عام خلق کے کاموں
صرف ہوتا تھا - تیسرا حصہ صیغہ تعلیم کے لئے
چوتھا حصہ مختلف مذہبی جماعتوں کی اعانت کے
قف ہوتا تھا - (۲)

اعت کی ترقی کے لئے سلطنت سرگرم کار رہتی تھی -
کی پیمائش ہوتی تھی - کئی کتبوں میں اِن پیمانوں
ر کیا گیا ہے جیسے "مان دنڈ"، "نِورتن"، "پداورت"،
- راج کی طرف سے لمبائی کا پیمانہ مقرر تھا -
ی ہاتھہ بھی ایک پیمانہ سمجھا جاتا تھا - گانوں کے
معین کئے جاتے تھے - گانوں پر محصول لگتا تھا -
ں میں مویشیوں کے چراگاہ کی زمین چھوڑی جاتی
- جاگیروں انعام میں ملے ہوئے گانوں پر محصول
ا جاتا تھا - راج کی طرف سے تول کے باٹوں کی بھی
ب ہوتی تھی - (۳)

---

(۱) رادھا کمد مکرجی - ھرش - ۱۱۲-۱۳ -
(۲) واٹرس ھیونسانگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۶-۱۷۷ -
(۳) سی وی وید ھسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۳۳ -
- صفحہ ۲۳۰ -

رفاہ عام

طاقتیں رفاہ عام کے کاموں کا بہت دھیان رکھتی تھیں - شہروں میں دھرم شالے اور کوئیں بنوائے جاتے تھے - غریب مریضوں کے لئے سرکار کی طرف سے دواخانے بھی کھولے جاتے تھے - سڑکوں پر مسافروں کی آسائش کے لئے سایہ دار درختوں، کنوؤں اور سرایوں کا انتظام کیا جاتا تھا - تعلیمگاہوں کو سرکار کی طرف سے خاص امداد ملتی تھی -

فوجی انتظام

ہندوستان کی فوجی تنظیم بھی قابل تعریف تھی - فوجی صیغہ انتظامی سے بالکل علحدہ تھا صوبجاتی فرمانرواؤں کا فوج پر کوئی اختیار نہ ہوتا تھا - اُس کے کارکن بالکل الگ ہوتے تھے - ہمیشہ جنگ ہو جانے کے امکان کے باعث فوجیں بہت بڑی ہوتی تھیں - ہرش کی فوج میں ساٹھہ ہزار ہاتھی اور ایک لاکھہ گھوڑے تھے - ہیونسانگ نے لکھا ہے کہ ہرش کی فوج کے چار حصے تھے - ہاتھی، گھوڑے، رتھہ اور پیدل (۱) - گھوڑے مختلف ملکوں سے منگوائے جاتے تھے - بان نے کامبوجیہ، بنایج، سندھیہ،

---

(۱) واٹرس ہیونسانگ - جلد ۱ - صفحہ ۷۰|-۷۱ -

پارسیک وغیرہ نسلوں کے گھوڑوں کے نام دئے ھیں - زمانہ مابعد میں رفتہ رفتہ رتھوں کا رواج کم ھوتا گیا -

ان چار قسم کی فوجوں کے علاوہ بحری فوج بھی نہایت منتظم اور باقاعدہ تھی - جن طاقتوں کی سرحد پر بڑے بڑے دریا ھوتے تھے وہ بحری فوج بھی رکھتی تھیں - ساحلی ریاستوں کو بھی بحری فوج رکھنے کی ضرورت تھی - ھیونسانگ نے اپنے سفر نامہ میں جہازوں کا بھی ذکر کیا ھے - ملایا ، جاوا ، بالی وغیرہ جزیروں میں هندوؤں کا راج تھا - اس سے بھی بحری طاقت کے منتظم ھونے کا پتہ چلتا ھے - چول راجہ بہت طاقتور بحری فوج رکھتے تھے - راج راج نے چیر راج کے فوجی بیڑہ کو غرق کر کے لنکا کو اپنے محروسات میں شامل کر لیا تھا - راجندر چول کا جنگی بیڑہ نکوبار اور انڈمن تک جا پہونچا تھا - استریبو نے هندوستانی فوجی نظام میں جنگی بیڑوں کا ذکر بھی کیا ھے - بحری فوج کے موجود ھونے کا پتہ بہت قدیم زمانہ سے چلتا ھے - میگاستھنیز نے چندرگپت کی فوج کا ذکر کرتے ھوئے بحری فوج کا ذکر بھی کیا ھے - ھر قسم کی فوج کے جدا جدا افسر ھوتے تھے - کل فوج کا افسر ' مہا سینا پتی ' ' مہا بل ادھیکش ' یا ' مہابل ادھیکرت ' کہلاتا تھا - پیدل اور گھوڑوں کے افسر کو ' بھتاشو سیناپتی ' کہتے تھے - سواروں کے افسر کو ' برھدشوار ' اور فوجی صیغہ کے خزانچی کو ' رن بھنڈا گار ادھی کرن ' کہا جاتا تھا - کاشمیر کی تاریخ سے

ایک "مہا سادھنک" نام کے افسر کا پتہ چلتا ہے جو فوجی ضروریات مہیا کرتا تھا - (۱)

فوج کے سپاہیوں کو تنخواہ نقد دی جاتی تھی لیکن انتظامی عمال کو اناج کی صورت میں ملتی تھی - مستقل فوجوں کے علاوہ نازک موقعوں پر غیر مستقل یا عارضی فوج کا بھی انتظام کیا جاتا تھا - دوسرے خطے کے لوگ بھی اکثر بھرتی کئے جاتے تھے - (۲)

ملکي حالت اور سیاسي نظام میں تغیر

مندرجہ بالا ملکی انتظامات ہمارے زمانہ مخصوص میں ہمیشہ نہ رہے - اس میں بڑی بڑی تبدیلیاں ہوئیں - ہم اُن تبدیلیوں کا کچھہ ذکر اختصار کے ساتھہ کریں -

اس زمانہ کے آخری حصہ میں ہندوستان کی ملکی حالت بہت قابل اطمینان نہ تھی - چھوٹے چھوٹے راج بنتے جاتے تھے - هرش اور پل‌کیشی کے بعد تو اُن کی سلطنتیں کئی حصوں میں تقسیم ہو گئیں - سولنکی، پال، سین، پرتیہار، جادو، گوہل، راتھور متعدد خاندان اپنی اپنی ترقی میں کوشاں تھے - اس لئے ہندوستان کی مجموعی کوئی طاقت نہ تھی - صدہا ریاستوں میں

---

(۱) سي وي ويد هسٹري آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۴۲-۵۵ -

(۲) رادھا کمد مکرجي - هرش - صفحہ ۹۷-۹۸ -

بٹ جانے کے باعث ملک کی طاقت بکھری ہوئی تھی - قومیت کا احساس بہت قوی نہ تھا - ان راجوں میں برابر لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں - اور سیاسی کیفیت روز بروز نازک ہوتی جاتی تھی - ملک کی سیاسیات اور دیگر انتظامی شعبہ‌جات پر ان حالات کا اثر پڑنا لازم تھا - سب ریاستیں رفتہ رفتہ زیادہ آزاد اور مطلق العنان ہوتی گئیں - راجاؤں کو رعایا کی بہبود کا خیال نہ رہا - رعایا کی رائے پیروں سے ٹھکرائی جانے لگی - راجاؤں کو آپس کی لڑائیوں سے اتنی فرصت ہی نہ تھی کہ رعایا کی آسائش کا خیال کریں - ہاں لڑائیوں کے لئے جب روپئے کی ضرورت ہوتی رعایا پر محصول کا اضافہ کر دیا جاتا - راجہ خود ہی اپنے وزرا مقرر کرتا تھا - کوئی انتخاب کرنے والی جماعت یا قاعدہ وزرات نہ تھی - اس وقت تک وہی پرانے منصبدار چلے آتے تھے - گیارھویں اور بارھویں صدی کے کتبوں میں راجا ماتیہ (وزیر) ' پروہت ' مہا دھرم ادھیکش (مذہبی معاملات کا افسر اعلی) ' مہا ساندھی وگرہک (لڑائی اور صلح کرنے والا افسر اعلی) ' مہا سیناپتی (سپہ‌سالار) ' مہا مدرا ادھیکرت (جس کے قبضہ میں شاہی مہر رہتی تھی) ؛ مہاکش پٹلک (افسر بندوبست) ' وغیرہ عہدہ‌داروں کے نام ملتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آئین سیاست میں کوئی خاص تبدیلی نہ ہوئی تھی - ان عہدوں کے نام کے ساتھ ' مہا ' کے استعمال سے واضح ہوتا ہے کہ اُن کے ماتحت اور بھی

اهلکار رهتے تهے (۱) - رانی اور ولی عہد بهی حکومت میں شریک هوتے تهے - کچهه ریاستوں میں محض محاصل میں اضافه کر دیا گیا - پچهلے راجاؤں کے زمانه میں کتنے نئے محصولوں کا ذکر ملتا هے - زمین اور زراعت کا انتظام سابق دستور تها - چهیتر پال اور پرانت پال وغیره کئی منصبداروں کے نام ملتے هیں - آمد و خرچ کا محکمه بهی سابق دستور تها - عدالتوں کا انتظام بهی پہلے هی کا سا تها - راجه کی عدم موجودگی میں " پراڈ وواک " (افسر عدالت) هی کام کرتا تها - البیرونی نے مقدموں کے بارے میں لکھا هے "کوئی استغاثه دائر کرنے کے وقت مدعی اپنے دعوے کو مضبوط کرنے کے لئے ثبوت پیش کرتا تها - اگر کوئی تحریری شہادت نه هوتی تهی تو چار گواه ضروری هوتے تهے - انهیں جرح کرنے کا مجاز نه تها - براهمنوں اور چهتریوں کو خون کے جرم میں بهی قتل کی سزا نه دی جاتی تهی - اُن کی جائداد ضبط کر کے جلا وطن کر دیا جاتا تها - چوری کے جرم میں براهمن کو اندها کر کے اس کا بایاں هاتهه اور داهنا پیر کاٹ لیا جاتا تها - چهتری اندها نہیں کیا جاتا تها " - اس سے تحقیق هوتا هے که اس زمانه تک بهی سخت اور ظالمانه سزائیں دینے کا رواج موجود تها - (۲)

---

(۱) چنتامنی ونائک ویدـ هسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۳ ـ صفحه ۳۴۳-۵۴ -

(۲) البیرونی انڈیا جلد ۲ ـ صفحه ۱۵۸-۶۳ -

فوجی انتظام میں کچھہ تبدیلی پیدا هو رهی تهی - مستقل فوج رکھنے کا رواج کم هوتا جاتا تها - سرداروں اور جاگیرداروں سے لڑائی کے موقع پر فوجی امداد لینے کا رواج بڑھتا جاتا تها - ایک راج کے آدمی دوسرے راج میں فوجی ملازمت کر سکتے تھے - پچھلے زمانہ کے تامبے پتروں سے بھی معلوم هوتا هے کہ اس زمانہ میں بڑی سینا پتی ' هاتھی ' گھوڑوں ' اونٹوں اور بحری فوج کے افسر وغیرہ رهتے تھے - (۱)

باهمی عداوت اور نفاق کے باعث ریاستوں میں روز بروز ضعف آتا جاتا تها - سندهہ تو آتھویں صدی هی میں مسلمانوں کے قبضہ میں چلا گیا تها - اور گیارهویں صدی تک پنجاب بھی لاهور تک اُن کے هاتھہ میں جا چکا تها - بارهویں صدی کے آخر تک دلی ' اجمیر ' قنوج وغیرہ ریاستوں پر مسلمانوں کی عملداری هو گئی اور کچھہ عرصہ بعد ممالک متحدہ ' بنگال ' دکن ' وغیرہ صوبوں پر بھی اسلامی اقتدار قائم هو گیا - اور رفتہ رفتہ بیشتر هندو ریاستیں تباہ هو گئیں -

مالی حالت

هم پہلے هی کہہ چکے هیں کہ هندوستان نے محض روحانیت میں درجہ کمال نہ حاصل کیا تها ' دنیاوی

---

(۱) سی وی وید - هسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۳ - صفحہ ۲۷۰ -

معاملات میں بھی اُس نے کافی ترقی کر لی تھی - یہاں ہم اس زمانہ کي مالی حالت کا مختصر ذکر کرنا چاھتے ھیں -

زراعت اور آبپاشي کا انتظام

هندوستان کا خاص پیشہ زراعت تھا - اس زمانہ میں تقریباً سبھي قسم کی جنسیں اور پھل پیدا ھوتے تھے - کاشتکاروں کے لئے ھر ایک قسم کی آسانیاں پیدا کرنے کا پورا خیال رکھا جاتا تھا - آبپاشي کا انتظام قابل تعریف تھا - نہروں ' تالابوں اور کنوؤں کے ذریعہ سے سنچائی ھوتی تھی - نہروں کا انتظام بہت اچھا تھا - راج ترنگنی میں انجینیر کا ذکر آیا ھے جس کا نام ' سُویہ ' تھا - جب کشمیر میں سیلاب آگیا تو وھاں کے راجہ اونتی ورما نے اُس سے اس کا انسداد کرنے کے لئے کہا - سُویہ نے جھیلم کے کنارے بڑے بڑے باندھہ بندھواکر اُس سے نہریں نکلوائیں - اتنا ھی نہیں ' اُس نے ھر ایک گانوں کی زمین کا اس اعتبار سے کیمیائی معائنہ کیا کہ کس قسم کی زمین کے لئے کتنے پانی کی ضرورت ھے - اِسی معائنہ کے مطابق ھر ایک گانوں کو مناسب مقدار میں پانی مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا - کلہن نے لکھا ھے کہ سُویہ نے ندیوں کو اس طرح نچایا جیسے سپیرا سانپ کو نچاتا ھے - اُس کے اِس حسن انتظام کا یہہ نتیجہ ھوا کہ مزروعہ میں بہت اضافہ ھو گیا اور ایک کھاری

(ایک خاص وزن) چاول کی قیمت ۲۰۰ دیناروں سے گر کر ۳۶ دیناروں تک ہو گئی - صوبہ تامل میں ندیوں کو بہانے کے پاس روک کر پانی جمع کرنے کا انتظام کیا جاتا تھا - ہمارے زمانہ سے قبل چول کے راجہ کریکال نے کاویری ندی پر سو میل کا ایک باندھ بنوایا تھا - راجندر (۱۰۱۸-۳۵ع) نے اپنے نئے دارالخلافہ کے پاس ایک وسیع تالاب بنوایا تھا - ہمارے زمانہ سے قبل بڑے بڑے تالاب بنوانے کا رواج بھی کافی تھا - چندرگپت موریا کے زمانہ میں گرنار کے نیچے ایک وسیع تال بنوایا تھا جس میں سے بعد کو اشوک نے نہریں نکلوائیں - وقتاً فوقتاً ان کی مرمت بھی ہوتی رہتی تھی (۱) - بہتیرے راجے جگہ جگہ اپنے نام سے بڑے بڑے تالاب بنواتے تھے جن سے سنچائی بہت اچھی طرح ہو سکتی تھی - متعدد مقامات پر ایسے تالاب یا ان کی یادگار باقی ہے - پرمار راجہ بھوج نے بھوجپور کے پاس ایک عظیم‌الشان تالاب بنوایا تھا جو دنیا کی مصنوعی جھیلوں میں سب سے بڑا تھا - مسلمانوں نے اسے برباد کر دیا - اجمیر میں آنا ساگر، بیلا وغیرہ تالاب بھی سابق کے راجاؤں ہی نے بنوائے تھے - کنووں سے مختلف طریقوں پر سنچائی ہوتی تھی جو آج بھی رائج ہے - آریوں کے ساتھ یہ رواج لنکا

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی‌ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز صفحہ ۱۰۳-۴ -

میں بھی داخل ہوا - پراکرم باھو (۱۱۵۰ء) نے لنکا میں ۱۴۷۰ تالاب اور ۵۳۴ نہریں بنوائیں - اور بہت سے تالابوں اور نہروں کی مرمت کروائی - اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اُس زمانہ میں آبپاشی کی طرف کتنا دھیان دیا جاتا تھا - اور زراعت کی ترقی کے لئے نہروں کی توسیع کو کتنا ضروری سمجھا جاتا تھا - (۱)

تجارتي شهر

زراعت کے بعد تجارت کا درجہ تھا - ھندوستان کے بڑے بڑے شہر تجارت کے مرکز تھے - زمانہ قدیم سے ھندوستان میں بڑے بڑے شہروں کا رواج چلا آتا تھا - پانڈیا راجاؤں کا دارالخلافہ مدورا بہت بڑا شہر تھا جو اپنی شاندار اور سر بفلک عمارتوں کے لئے مشہور تھا - ملابار کے ساحل پر ونچی تجارتي اعتبار سے بہت اھم مقام تھا - کارومنڈل ساحل پر پکر اعلیٰ درجہ کا بندرگاہ تھا - سولنکیوں کی راجدھانی باتاپی (ضلع بیجاپور میں) بین الاقوامی اعتبار سے بہت ممتاز جگہ تھی - بنگال کا بندرگاہ تملک بھی تجارتي مقام تھا - جہاں سے تجار مشرقی چین کي طرف جاتے تھے - قنوج شمالی ھند کا نہایت ممتاز شہر تھا - مالوہ کا شہر اُجین بھی کم رونق دار نہ تھا - اُجین شمالی ھند اور بھڑوچ کے بندرگاہ

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ھندوز : صفحہ ۱۰۳-۴ -

کے مابین تجارتی مرکز تھا - بھڑوچ سے فارس، مصر، وغیرہ ملکوں میں هندوستان کا مال بھیجا جاتا تھا - پاٹلی‌پتر یا پٹنہ تو زمانہ قدیم سے مشہور تھا جس کا ذکر میگاستھنیز نے تفصیل کے ساتھہ کیا ھے - اس کے بیان کے مطابق پٹنہ میں ۵۷۰ برج اور ۶۴ دروازے تھے اور شہر کا رقبہ ساڑھے اکیس میل تھا - آرے‌لین کے زمانہ میں روم شہر کی وسعت غالباً اس کی نصف تھی - علی هذا اور بھی کتنے ھی بڑے بڑے شہر هندوستانی تجارت کے مرکز تھے - (۱)

تجارت کے بحری راستے

هندوستانی تجارت بحری اور خشکی دونوں راستوں سے هوتی تھی - بڑے بڑے بیڑے باربرداری کے لئے بنا[ئے] گئے تھے - عرب، فنیشیا، فارس، مصر، یونان، روم چمپا، جاوا، سماترا وغیرہ ممالک کے ساتھہ هندوستا[ن] کے تجارتی تعلقات تھے - بحری سفر کی ممانعت زما[نہ] ما بعد کی بات ھے - ھرش نے ھیونسانگ کو بحر[ی] راستہ سے چین واپس جانے کی صلاح دی تھی - جاوا [کی] روائتوں سے پانچ هزار هندوستانیوں کے کئی جہازوں [میں] جاوا جانے کا پتہ چلتا ھے - اِتسنگ واپسی کے وق[ت] سمندری راستہ ھی سے چین گیا تھا - جہاز سازی کے

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی‌ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہ[ندوز]
صفحہ ۶۰-۶۵ -

میں اہل ہند مشاق تھے - اور زمانہ قدیم سے اِسے جانتے تھے - پروفیسر میکس ڈنکر کے بیان کے مطابق ہندوستان کے لوگ عیسیٰ سے دو ہزار برس قبل بھی جہاز راني سے واقف تھے - (۱)

تجارت کے خشکي راستے

خشکی راستہ سے بھی تجارت بہت زیادہ ہوتی تھی - تجارتی آساني کے خیال سے بڑی بڑی سڑکیں تعمیر کی جاتی تھیں - جنگی نقطہ نگاہ سے بھی یہہ سڑکیں کچھہ کم اہم نہ تھیں - کارومنڈل ساحل پر ایک بہت بڑی سڑک کوئی ۱۶۰۰ میل کی تھی - یہہ راس کماری تک جاتی تھي جسے چورڈیو نے (۱۱۱۸-۱۰۷۰ع) بنوایا تھا - فوجی اعتبار سے بھی اس کی خاص اہمیت تھی - ہمارے زمانہ بخصوص سے بہت پہلے موریہ راجاؤں کے زمانہ میں پاٹلی‌پتر سے افغانستان تک ۱۱۰۰ میل لمبی سڑک بن چکی تھی - معمولي سڑکیں تو ہر چہار طرف تھیں - (۲) خشکي راستہ سے صرف اندرونی تجارت نہ ہوتی تھی ، خارجي تجارت بھي ہوتی تھی - رائز ڈیوڈز نے لکھا ہے اندرونی اور بیرونی ، دونوں قسم کی تجارت دونوں راستہ سے ہوتی تھی - ۵۰۰ بیل گاڑیوں کے قافلہ کا ذکر پایا جاتا ہے - خشکی راستہ سے چین ، بابل ، عرب ، فارس وغیرہ ملکوں

---

(۱) ہر بلاس ساردا - ہندو سپیریارٹي صفحہ ۳۶۴ -

(۲) ونے کمار سرکار کي کتاب متذکرۂ بالا - صفحہ ۱۰۲-۱۰۳ -

کے ساتھہ هندوستان کی تجارت هوتی تھی - (۱) اِنسائکلو پیڈیا برٹانیکا میں لکھا ھے کہ یوروپ کے ساتھہ هندوستان کا بیوپار مندرجہ ذیل راستوں سے هوتا تھا -

۱ — هندوستان سے پل مائرا نام کے شہر سے روم هوتا هوا شام کی طرف -

۲ — همالیہ کو پار کر کے آکسس هوتے هوے بحر کاسپین اور وهاں سے وسط یوروپ - (۲)

هندوستانی تجارت

هندوستان سے زیادہتر ریشم ' چھینٹ ' ململ وغیرہ مختلف قسم کے کپڑے ' اور هیرا ' موتی ' مسالے ' مور کا پر ' هاتھی دانت وغیرہ بہت بڑی مقدار میں غیر ملکوں کو روانہ کئے جاتے تھے - مصر کی جدید تحقیقات میں بعض پرانی قبروں سے هندوستانی ململ نکلی ھے - اسی غیر ملکی تجارت کے باعث هندوستان اتنا فارغ البال هو گیا تھا - پلینی نے لکھا ھے کہ روم سے سالانہ نو لاکھہ پونڈ (ایک کروڑ روپئے) هندوستان میں آتے تھے - (۳) صرف روم سے چالیس لاکھہ روپیہ هندوستان میں کھنچے چلے جاتے تھے - (۴)

---

(۱) دی جرنل آف دی رائل ایشیا ٹک سوسائٹی سنہ ۱۹۰۱ ع -

(۲) انسائکلو پیڈیا برٹنیکا - جلد ۱۱ - صفحہ ۴۵۹ -

(۳) پلینی - نیچرل هسٹری -

(۴) انسائکلو پیڈیا برٹینکا جلد ۱۱ - صفحہ ۴۱۰ -

میلے

ملک کی اندرونی تجارت میں مختلف میلوں اور تیرتھوں سے بہت فائدہ ہوتا تھا - تیرتھوں میں سب طرح کے تاجر اور گاهک آتے تھے اور وسیع پیمانہ پر خرید فروخت ہوتی تھی - آج بھی ہردوار ' کاشی ' اور پشکر وغیرہ تیرتھوں میں جو میلے لگتے ہیں اُن کی تجارتي وقعت کچھ کم نہیں ہے -

صنعت و حرفت

فی زماننا ہندوستان صرف زراعتی ملک ہے ' لیکن پہلے یہہ حالت نہ تھی - یہاں صنعت و حرفت نے بھی خوب ترقی کی تھی - سب سے بڑھ قیمت دستکاری کپڑے بننا تھی - مختلف قسم کے کپڑے بنتے تھے - مہین سے مہین ململ ' چھینٹ ' شال ' دوشالے ' وغیرہ کثرت سے بنائے جاتے تھے - رنگ سازی کے فن میں لوگوں کو کمال حاصل تھا - نباتات سے مختلف قسم کے رنگ نکالے جاتے تھے - یہہ ایجاد بھی ہندوستان ہی کی ہے - نیل کی کاشت تو رنگ ہی کے لئے کی جاتی تھی - کپڑوں کی دستکاری تو اتھارہویں صدی تک قائم تھی - یہانتک کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اُسے بالکل غارت کر دیا -

لوہا اور دیگر معدنیات

لوہے اور فولاد کی صنعت میں ہندوستان نے حیرت انگیز ترقی کی تھی - کچے لوہے کو گلا کر فولاد بنانے کا

طریقہ اهل هند کو زمانہ قدیم سے معلوم تھا - زراعت کے سبھی اوزار اور حرب و ضرب کے اسلحے قدیم سے بنتے چلے آتے تھے - لوھے کی صنعت تو اتنے فروغ پر تھی کہ مقامی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد بھی فینیشیا بھیجا جاتا تھا - ڈاکٹر راے نے لکھا ھے "دمشق کی تلواروں کی بڑی تعریف کی جاتی ھے ' لیکن فارس نے هندوستانیوں سے هی یہہ فن سیکھا تھا اور فارس سے عربوں نے اُسے حاصل کیا " - (۱)

هندوستان کے کمال آهنگری کی مثال قطب مینار کے قریب کا آهنی ستون ھے - اتنا بڑا ستون آج بھی یوروپ یا امریکہ کا بڑے سے بڑا کارخانہ نہیں بنا سکتا - اِس ستون کو بنے تیرهہ هزار سال گزر گئے هیں ' پر وہ موسمی تغیرات کا دلیرانہ مقابلہ کر رها ھے ' یہاں تک کہ اُس پر زنگ کا کہیں نام نہیں اور اس کی کاریگری تو اپنی نظیر نہیں رکھتی - دھار کا " جے استمبھہ ' (یعنی ستون فتح) بھی ایک قابل دید چیز ھے - مسلمانوں نے اسے مسمار کیا - اُس کا ایک کھنڈ ۲۲ فٹ اور دوسرا ۱۳ فٹ کا ھے - اس کا ایک چھوٹا سا تیسرا کھنڈ بھی مانڈو سے ملا ھوا ھے - اس زمانہ کے راجہ اپنی فتوحات کی یادگار میں ایسے ستون تعمیر کرایا کرتے تھے - لوھے کی صنعت کا ذکر کرتے ھوے مسز مینلنگ نے لکھا ھے کہ آج

---

(۱) هربلاس ساردا - هندو سوپیریارٹی صفحہ ۳۵۵ -

بھی گلاسگو اور شیفیلڈ میں کچھہ سے بہتر فولاد نہیں بنتا - (۱) لوہے کے علاوہ دیگر معدنیات کا کام بھی بہت اچھا ہوتا تھا - سونے اور چاندی کے انواع و اقسام کے زیور اور ظروف بنتے تھے - ظروف کے لئے بیشتر تانبے کا استعمال ہوتا تھا - بھانت بھانت کے جواہرات کاٹکر سونے میں جڑے جاتے تھے - بودھہ زمانہ کے کچھہ ایسے سونے کے پتر ملے ہیں جن پر بودھہ جاتکیں (روائتیں) منقوش ہیں - اُن میں کئی ورق پلے اور ہیرے کے بنے ہوے ہیں اور پچی‌کاری کے طریقہ سے لگے ہوے ہیں - جواہرات اور قیمتی پتھر کی بنی ہوئی مورتیں دیکھنے میں آئی ہیں - اور ایسی ایک بلوریں مورتی تو اندازاً ایک فٹ اونچی پائی گئی ہے - پپراوا کے استوپ (مینار) میں سے بلور کا بنا ہوا ایک چھوٹے منہہ کا گول خوبصورت برتن نکلا ہے جس کے ڈھکن پر بلور کی خوبصورت مچھلی بنی ہوئی ہے - سونے کی بنی ہوئی کئی مورتیں اب تک موجود ہیں - پیتل یا ہشت دھات کی طرح طرح کی قابل دید اور جسیم مورتیں اب تک کتنی ہی مندروں میں موجود ہیں - اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان میں کہاں سے دھات نکالنے اور انہیں صاف کرنے کی ترکیب لوگوں کو معلوم تھی -

---

(۱) اینشنٹ اینڈ میڈیول انڈیا - جلد ۲ - صفحہ ۳۶۵ -

کانچ وغیرہ کی صنعت

دھاتوں کے علاوہ کانچ کا کام بھی یہاں بہت اچھا ہوتا تھا - پلینی نے ہندوستانی شیشہ کو سب سے اچھا کہا ہے - کھڑکیوں اور دروازوں میں بھی کانچ لگتا تھا اور آئینے بھی بنائے جاتے تھے - ہاتھی دانت اور سنکھ کی چوریاں وغیرہ بہت خوبصورت بنتی تھیں - اُن پر طرح طرح کی کاریگری بھی ہوتی تھی - ان کاموں کے لئے بہت مہین اوزار بنائے جاتے تھے - اسٹیورنس نے لکھا ہے کہ ہندوستان کے دستکار اتنے چھوٹے اور باریک اوزاروں سے کام کرتے ہیں کہ اہل یوروپ ان کی چابکدستی اور صفائی پر متحیر ہو جاتے ہیں - (۱)

حرفتی جماعتیں

صنعت اور حرفت پر بڑے بڑے سرمایہ داروں کا اقتدار نہ تھا - اس زمانہ میں حرفتی جماعتوں (Guilds) کا رواج تھا - ایک پیشہ والے اپنی منظم جماعت بنا لیتے تھے - جماعت کے ہر ایک فرد کو اس کے قواعد کی پابندی کرنی پڑتی تھی - یہہ پنچائت ہی اشیاء کی پیداوار اور فروخت کا انتظام کرتی تھی - گاؤں یا ضلعوں کی سبھاؤں میں اِن کے قائم مقام بھی رہتے تھے جو ملک کی صنعت و حرفت کا دھیان رکھتے تھے - آئین بھی ان جماعتوں

---

(۱) اسٹیورنس کا سفر نامہ - صفحہ ۲|۳ -

کے حقوق تسلیم کرتا تھا - یہہ جماعتیں صرف اهل حرفه یا دستکاروں هی کی نه هوتی تھیں - کاشتکاروں اور تاجروں کی جماعتیں بھی بنی هوئی تھیں - گوتم' منو اور برهسپتی (سنه ۶۵۰ ع) کی اسمرتیوں میں کاشتکاروں کی پنچائت کا ذکر موجود هے - گڈیریوں کی پنچائتوں کا حواله کتبوں میں پایا جاتا هے - راجندر چول (گیارهویں صدی) کے زمانه میں جنوبی هند کے ایک گانوں کی گڈیریوں کی پنچائت کو ۹۰ بھیڑیں اس غرض سے دی گئی تھیں که وہ ایک مندر کے چراغ کے لئے روزانه گھی دیا کرے - ایک کتبه سے معلوم هوتا هے که وکرم چول کے زمانه میں ۵۰۰ تاجروں کی ایک جماعت تھی - پنچائتوں کا یہہ طریقه زمانه قدیم سے چلا آتا تھا - بودهه تذکروں میں بڑی بڑی پنچائتوں کے حوالے ملتے هیں - گپت زمانه میں اهل حرفه کی بہت سی پنچائتیں موجود تھیں - ۴۶۵ ع میں تیلیوں کی ایک پنچائت کو مندر کا چراغ جلانے کا کام سونپا گیا تھا - اسی طرح کول' گندهی' دهانک وغیرہ پیشەوروں کی پنچائتیں بھی قائم تھیں - یہہ پنچائتیں بینکوں کا کام بھی کرتی تھیں - هندوستان کی تقریباً ساری تجارت اور صنعت انھیں پنچائتوں کے ذریعه هوتی تھی - (۱)

---

(۱) دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی هندوز - صفحه ۴۰-۵۰ -

سکے

سکوں کا کچھ مختصر تذکرہ یہاں بے محل نہ ہوگا - پہلے ہندوستان میں تبادلہ کا رواج عام تھا - دوکاندار بھی تبادلہ ہی سے خرید فروخت کرتے تھے - سلطنت کی طرف سے اکثر اہل‌کاروں کو مشاہرہ بھی غلہ ہی کی صورت میں دیا جاتا تھا - سرکار بھی لگان غلہ ہی کی صورت میں لیتی تھی - اس انتظام کے باعث ہندوستان میں سکے بہت کم بنتے تھے - سکوں کی زیادہ ضرورت بھی نہ تھی - ہر ایک راجہ اپنے نام کا سکہ بنواتا تھا - سکے بیشتر سونے، چاندی یا تانبے کے ہوتے تھے - زمانہ قدیم میں بھی سکوں کا چلن تھا - لیکن اس وقت ان پر کوئی عبارت یا راجہ کا نام منقوش نہ ہوتا تھا - صرف ان کا وزن معین ہوتا تھا - ہاں، ان پر آدمی، جانور، پرند، سورج، چاند، دھنش، تیر، مینار، بودھی درخت، منگل، بجر، ندی، پہاڑ وغیرہ کی تصویر یا اور کسی قسم کے نشانات بنے ہوتے تھے - یہہ تحقیق نہیں ہے کہ یہہ سکے سرکار کی طرف سے بنتے تھے یا تاجروں یا پنچائتوں کی طرف سے -

سب سے قدیم سکے تیسری صدی قبل مسیح تک کے ملتے ہیں جو مالو قوم کے ہیں - ان کے بعد یونان، شک، کشن اور چھتریوں کے سکے ملتے ہیں - یہہ سکے زیادہ خوبصورت اور کثیرالنقوش ہیں - اِن کے سکے سونے، چاندی

اور تانبے کے ہوتے تھے - گپت خاندان کے راجاؤں نے سکہ سازی کی طرف خاص طور پر توجہ کی - یہی سبب ہے کہ ان کے سکے کثرت سے ملتے ہیں - سونے کے سکے گول اور منقوش ملتے ہیں اور ان میں سے بعض پر منظوم عبارت منقوش ہے - چاندی کے سکوں میں گپتوں نے بھی بے احتیاطی سے چھتریوں کی نقل کی - ایک طرف چھتریوں ہی جیسا سر اور دوسري طرف عبارت ہوتی تھی - گپتوں کے بعد چھٹویں صدی میں ہنوں نے ایران کا خزانہ لوٹا - اور وہاں سے ساسانیوں کے چاندی کے سکے ہندوستان لائے - وہی سکے راجپوتانہ ' گجرات ' کاٹھیاوار ' مالوہ وغیرہ صوبوں میں رائج ہو گئے اور پیچھے سے انہیں کی بھدی نقلیں یہاں بھي بننے لگیں - ان کی ہیئت بگڑتے بگڑتے یہاں تک بگڑي کہ راجہ کے چہرہ کا نقش گدھے کے سم سا معلوم ہونے لگا - اس لئے ان سکوں کا نام گدھیا پڑ گیا - ساتویں صدی کے قریب یہاں کے راجاؤں کي توجہ اس طرف مبذول ہوئی - جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ راجہ ہرش ' گوهل بنسی ' پرهار بنسی ' تور بنسی ' ناگ بنسی ' (نرور کے) کاهڑوالوں ' راشٹر کوٹوں ' (دکن کے) سولنکیوں ' جادووں ' چوهانوں (اجمیر اور سانبھر کے) ' اُدبھانڈپور (اوهند) ' وغیرہ راجاؤں کے سونے یا چاندی کے کتنے ہی سکے ملتے ہیں - لیکن ہر ایک راجہ کے نہیں ملتے - اس سے سکوں کے متعلق راجاؤں کي غفلت اور بے توجہی ثابت ہوتی ہے - یہی سبب ہے کہ سونے

وغیرہ میں آمیزش کرنے والوں کو سزا دینے کا ذکر تو موجود ھے لیکن راجہ کے حکم کے بغیر سکے بنانے والوں کے لئے کسی قسم کی سزا کا ذکر نہیں ھے - بعض اوقات راجہ کی منظور نظر رانی بھی اپنے نام کا سکہ مضروب کرتی تھی - اجمیر کے چوہان راجہ اجے دیو کی رانی سومل دیوی نے اپنے نام کے سکے چلائے تھے - مسلمانوں نے اجمیر پر قبضہ جمایا تو پہلے رائج هندو سکوں کی نقل کی لیکن بعدہٗ انہوں نے اپنے سکے خود مضروب کرنا شروع کیا -

هندوستان کي مالي حالت

هندوستان اپنی زراعت ، تجارت ، حرفت اور معدنیات کی بدولت بہت مرفہ حال تھا - اُس زمانہ میں کسب معاش کی زیادہ فکر نہ کرنی پڑتی تھی - شہری زندگی ، جس کا ذکر هم اوپر کر چکے هیں ، سے بھی یہی معلوم هوتا ھے کہ قدیم باشندے بہت خوشحال تھے - تجارت برامد کی کثرت کے باعث ملک کی دولت روز بروز بڑھتی جاتی تھي - یہاں هیرے ، نیلم ، موتی اور پنا کي کھانیں تھیں - مشہور کوہنور هیرا بھی اس زمانہ میں هندوستان میں تھا - پلینی نے هندوستان کو هیرے ، موتی اور دیگر جواهرات کا مخزن کہا ھے - واقعہ یہی ھے کہ هندوستان هیرے ، موتی ، مونگے ، لال ، اور متعدد قسم کے دیگر جواهرات کے لئے مشہور تھا - سونا بھی یہاں

بہ افراط ہوتا تھا - لوہا ، تانبا اور سیسہ بہ کثرت نکلتا تھا - چاندي زیادہ تر دوسرے ملکوں سے آتی تھی اس لئے مہنگی ہوتی تھي - شروع میں سونے کی قیمت چاندی کی آتھ‌گنی ہوتی تھي جو ہمارے زمانہ کے آخر تک سولہ گنی ہو گئی تھي -

ملک کی یہہ خوشحالی ہمارے زمانہ کے آخری حصہ تک قائم رہی - سومناتھہ کے مندر میں سونے اور چاندی کی کتنی ہي جواہر نگار مورتیں تھیں - قریب ہی ۲۰۰ من سونے کی زنجیر تھی جس کے ساتھہ گھنٹے بندھے ہوتے تھے - محمود غزنی اِسي مندر سے ایک کرور سے زیادہ کی دولت لوت لے گیا - اِسی طرح قنوج اور متھرا وغیرہ مقامات سے بھی وہ بے تعداد دولت لے گیا - اگر ہندوستان کی معاصرانہ خوشحالی کا اندازہ مقصود ہو تو اس زمانہ کے بنے ہوے سیکڑوں عالي شان مندروں کو دیکھنا چاہئے جن کے کلس ، مورتیاں اور ستون سونے چاندی کے یا جواہر نگار ہیں -

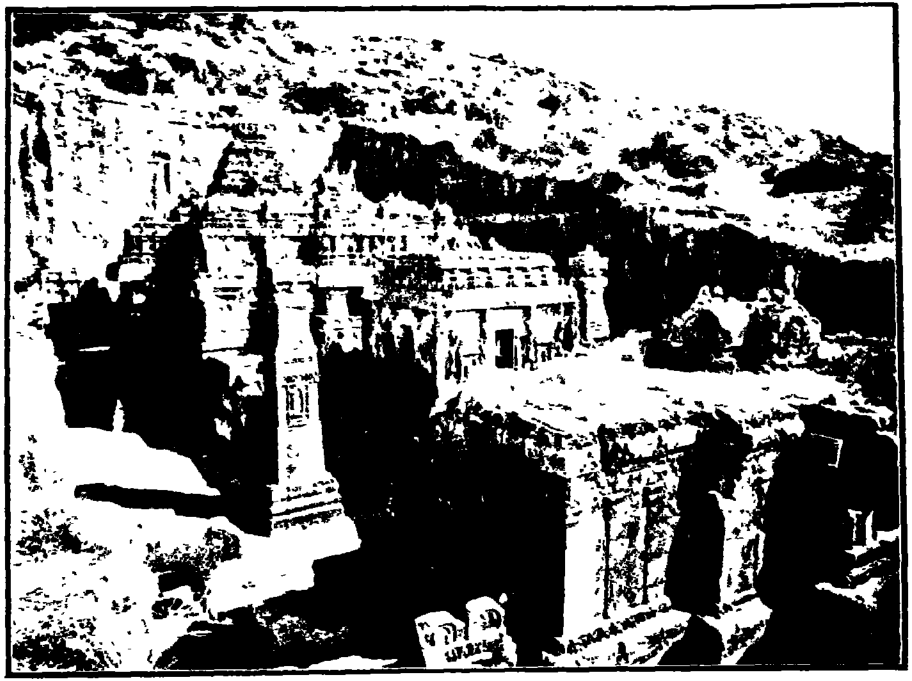
صنعت اور دستکاری

فن سنگتراشی کے چار حصے کئے جا سکتے ہیں - غار ، مندر ، ستون ، مورتی - ہمارے یہاں سنگتراشی کے فن کا نشو و نما مذہبی جذبات کے زیر اثر ہوا ہے - بودھہ مینار ، چیت اور بہار وغیرہ اس فن کے سب سے قدیم محفوظ

کارنامے هیں - مہاتما بدھ کے نروان کے بعد ان کی لاش جلائی گئی اور معتقدین نے اس کی خاک کو لے جا کر اُن پر مینار بنوانے شروع کئے - بودھوں میں ان میناروں کا بہت احترام هونے لگا - رفتہ رفتہ کئی مینار تعمیر هوے جن کی صناعی قابل دید ہے - مینار بھی مندر کی طرح پاک سمجھا جاتا تھا اور اُس کی چاروں طرف گلکاریوں سے آراستہ عالی شان دروازے ' اور بیرونی محراب وغیرہ بنائے جاتے تھے ' اور اُن کے چاروں طرف اُتنی هی خوشنما جنگلے لگائے جاتے تھے - ایسے میناروں میں سانچی اور بھرهت کے مینار خاص هیں جو عیسیٰ کے قبل دوسری یا تیسری صدی میں تعمیر هوئے هیں - اب تک اُن پر بودھ دھرم کے قابل پرستش نشانات ' دھرم چکر ' بودھی درخت (شجر معرفت) ' هاتھی وغیرہ ' اور بدھ کے پہلے جنم کے خاص واقعات بڑی خوبصورتی اور صفائی سے منقوش هیں -

غار

همارے یہاں پہاڑوں کو کاٹکر دو طرح کی گپھائیں بنائی جاتی تھیں - چیت اور بہار - چیت کے اندر ایک مینار هوتا تھا اور ایک وسیع دیوان جہاں عوام جمع هو سکیں - ایسی گپھاؤں میں کارلی کا ذکر کیا جا سکتا ہے - بہار بودھ سادھوؤں اور بھکشوؤں کا متھ هوتا تھا جس میں هر ایک بھکشو کے لئے الگ الگ کمرے بنے



(۱۸) ایلورا کا پہاڑی کیلاس مندر

صفحہ ۲۱۳

ہوتے تھے - ایسے غار خاص طور پر دکن میں ہیں جن میں اجنتا ' ایلورا ' کارلی ' بھاجا ' بھوسا وغیرہ خاص ہیں - دکن کے علاوہ کاٹھیاواڑ میں جوناگڑھ کے قریب ' راجپوتانہ میں ' جھالاوار راج میں ' کولوی اور ممالک متوسط میں دھمنار ' باگھہ وغیرہ ایسے مقامات ہیں - اِن میں سے کئی گپھاؤں میں سنگتراشی کا کام اتنا خوبصورت اور نفیس ہے کہ ناظر حیرت سے انگشت بدنداں رہ جاتا ہے - زیادہ‌تر گپھائیں بودھوں کی ہیں - جین اور ویدک دھرم سے متعلق گپھاؤں کی تعداد زیادہ نہیں - اکثر گپھائیں ہمارے زمانہ مخصوص سے قبل کی ہیں لیکن اجنتا کی بعض گپھائیں ' اور کولوی ' دھمنار اور باگھہ وغیرہ ہمارے زمانہ کے ابتدائی حصہ کی ہیں - یہہ سب گپھائیں ہندوستانی سنگ‌تراشی کے بہترین نمونے ہیں اور بڑے بڑے نقادان فن نے ان کے کمال کی داد دی ہے -

مندر

عیسوی سنہ کی ساتویں صدی سے بارھویں صدی تک سیکڑوں جینیوں ' اور ویدک دھرم کے معتقدوں یعنی برھمنوں کے مندر اب تک کسی نہ کسی حالت میں موجود ہیں - مقامی حالات کے مطابق ان مندروں کے طرز تعمیر میں بھی فرق ہے - کرشنا ندی سے شمال کی جانب اور ساری شمالی بھارت کے مندر آریہ طرز کے ہیں ' اور جنوب کی جانب دراوڑی طرز کے - جینوں اور برھمنوں

کے مندروں میں بہت کچھہ یکسانیت پائی جاتی ہے ' فرق صرف اتنا ہے کہ جین مندروں میں ' ستونوں ' دیواروں اور چھتوں میں جین دھرم سے متعلق مورتیاں اور روائتیں منقوش ہیں - برہمنوں کے مندروں میں اُن کے دھرم سے متعلق اکثر جھنڈوں کے خاص مندروں کی چاروں طرف چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں بنی ہوتی ہیں جن میں مختلف تیرتھنکروں کی مورتیں نصب کی جاتی ہیں - برہمنوں کے خاص مندروں میں چاروں گوشوں پر چار چھوٹے چھوٹے مندر ہوتے ہیں - ایسے مندروں کو پنچائتی مندر کہتے ہیں - برہمنوں کے مندروں میں خاص گربھہ گرہ ہوتا ہے جہاں مورتی نصب کی جاتی ہے - اُس کے آگے منڈپ ہوتا ہے - جین مندروں میں کہیں کہیں دو منڈپ اور ایک لمبی چوڑی بیدی بھی ہوتی ہے - دونوں طرز کے مندروں میں گربھہ گرہ کے اوپر کنگرہ اور اُس کے سب سے اونچے حصہ پر ایک بڑا پہیہ ہوتا ہے جسے آملک کہتے ہیں - آملک کے اوپر کلس رہتا ہے - کلس ہی میں جھنڈی ہوتی ہے جسے دھوج ڈنڈ کہتے ہیں -

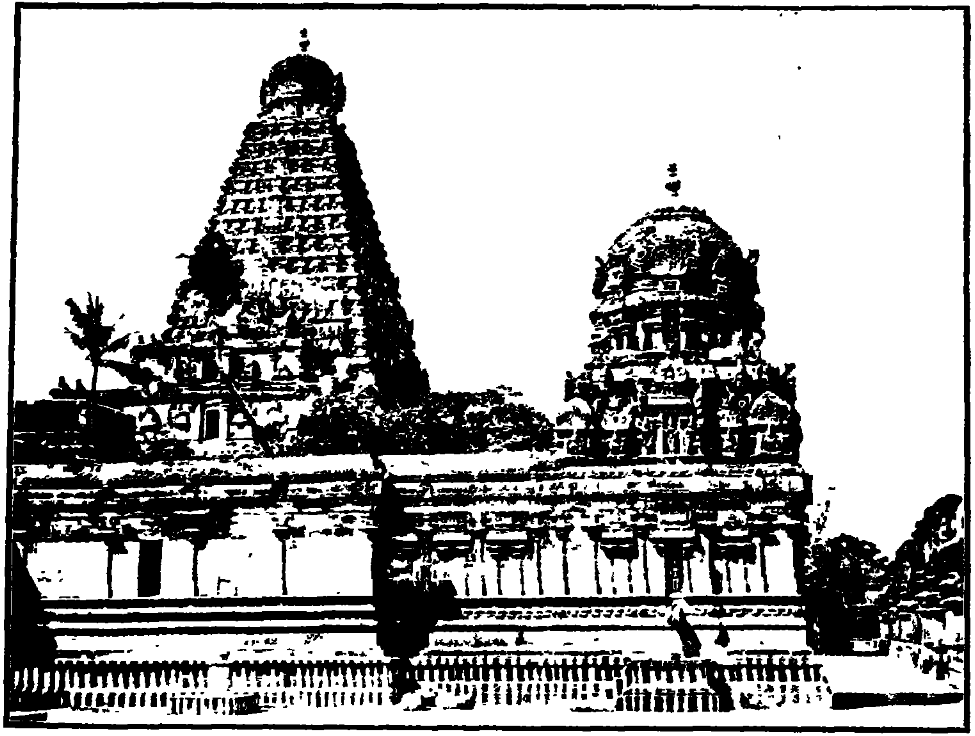
دراوڑ طرز کے کچھہ مندروں میں اس حصہ کے اوپر جہاں خاص مورتی نصب ہوتی ہے کئی منزلوں کا ایک چوکور منڈپ ہوتا ہے جسے بمان کہتے ہیں - اس کی شکل بتدریج مخروطی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ سب سے بالائی حصہ بہت چھوٹا رہ جاتا ہے - در اصل اس بمان



(۱۹) دراوڑ نمونہ کے مندر کا دھرم راج راتھہ

[ماموں پورم]

صفحہ ۲۱۴



(۲۰) دراوڑ نمونہ کا ہندو مندر

[تانجور]

صفحہ ۲۱۵

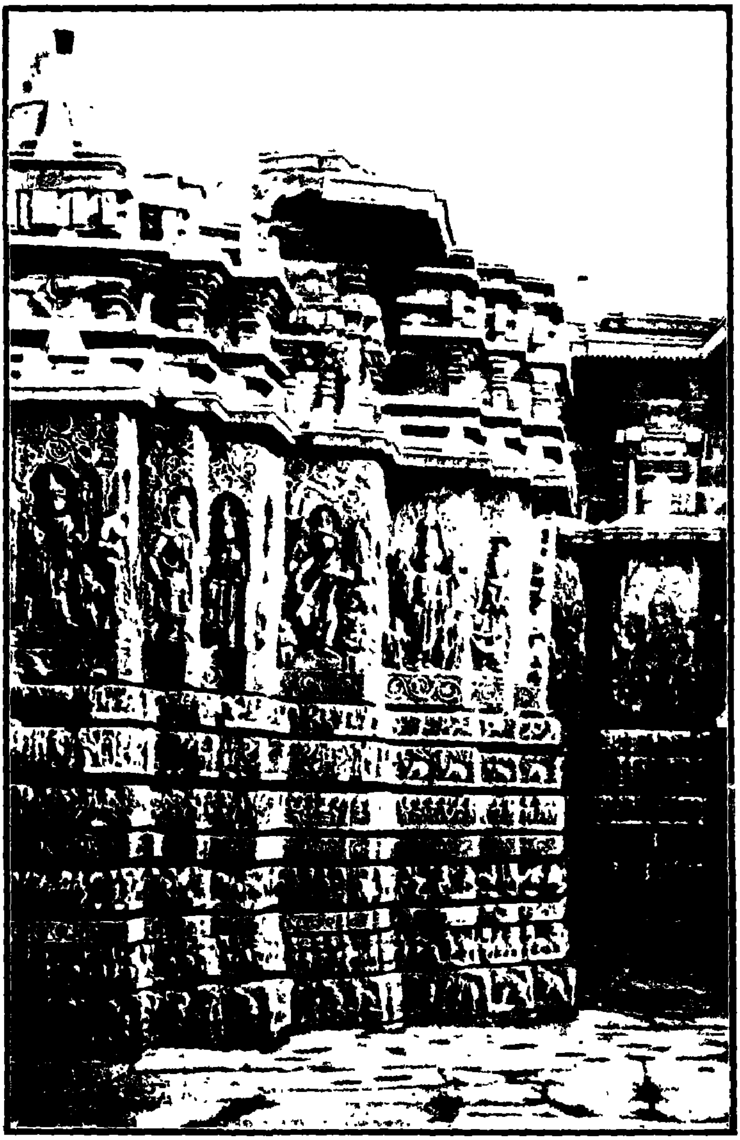
کا اوپری حصہ چوکور مخروطی شکل کا ہوتا ہے - ان بمانوں کو آریہ طرز کے مندروں کے کنگرے کا قائم مقام سمجھنا چاھئے - گربھہ گرہ کے آگے منڈپ یا متعدد ستونوں کی وسیع جگہ ہوتی ہے اور مندر کے احاطہ کے ایک یا ایک سے زیادہ دروازوں پر ایک بہت اونچا "گوپُر" (گوپور صدر دروازہ) ہوتا ہے جس پر دیوی دیوتاؤں کی صورتیں منقوش ہوتی ہیں - شمالی ہندوستان میں "پشکر" بندرابن وغیرہ تیرتھہ استھانوں میں رنگ جی وغیرہ کے نئے مندر بالکل دراوڑ طرز کے ہیں - دکن کے پوربی اور پچھمی سولنکی راجاؤں کے زمانہ کے مندر بھی زیادہ تر دراوڑ طرز کے ہیں - کچھہ خفیف سی ناہ‌شابہت ضرور پائی جاتی ہے - اسی بنا پر علما نے اُن مندروں کے لئے چالوکیہ طرز کا نام ایجاد کیا ہے - معلوم ہوتا ہے مغربی ہند کے کاریگر بھی ان مندروں کی تعمیر میں لگائے گئے تھے جس سے دراوڑ طرز میں آریہ طرز خلط ملط ہو گیا ہے - اس طرز کے مندر احاطہ بمبئی کے جنوبی حصہ یعنی کناڑی صوبہ سے نظام اور میسور راج تک، جہاں چالوکیوں کی بادشاہت رہی، کئی جگہ ملتے ہیں - نیپال کے شیو اور ویشنو مندر شمالی ہندوستان کے طرز کے ہیں - کچھہ مندر چینی طرز کے چھجےدار اور کئی منزلوں کے بھی ہیں -

ہمارے زمانہ کے جدا جدا طرز کے سیکڑوں خوبصورت

مندر موجود هیں جن میں سے بعضوں کا حواله ذیل میں دیا جاتا هے -

آریه طرز کے برهمنوں کے مندر د بهونیشور ، (اُڑیسه میں) ، ناگدا اور باڈولی (اُدےپور راج میں) ، چتوڑ گڑهه ، گوالیر ، چندراوتی (ریاست جهالاواڑ میں) ، اوسیاں (ریاست جودهپور میں) ، چندراوتی ، برمان (سروهی راج میں) ، کهجراهو (وسط هند میں) ، کنارک ، لنگ راج (اڑیسه میں) ، وغیره مقامات میں هیں - اسی طرح آبو ، کهجراهو ، ناگدا ، مکت گری ، اور پالی تانا ، وغیره مقامات کے جین مندر بهارتی فن تعمیر کے اعلیٰ نمونے هیں - دراوڑ طرز کے مندر مامل پور (چنگلی پت ضلع میں) ، کانجی ورم (کانچی) ، اِلورا ، تنجور ، بیلور (میسور ریاست میں) ، بادامی (بیجا پور ضلع میں) ، سری رنگم (ترچناپلی میں) ، اور سرون بیل گولا (حسن ضلع میں) ، وغیره مقامات میں هیں - فن تعمیر کے اعتبار سے یهه مندر کتنے اعلیٰ پایه کے هوں یهه علما کے ذیل کے اقتباسات سے ظاهر هوگا -

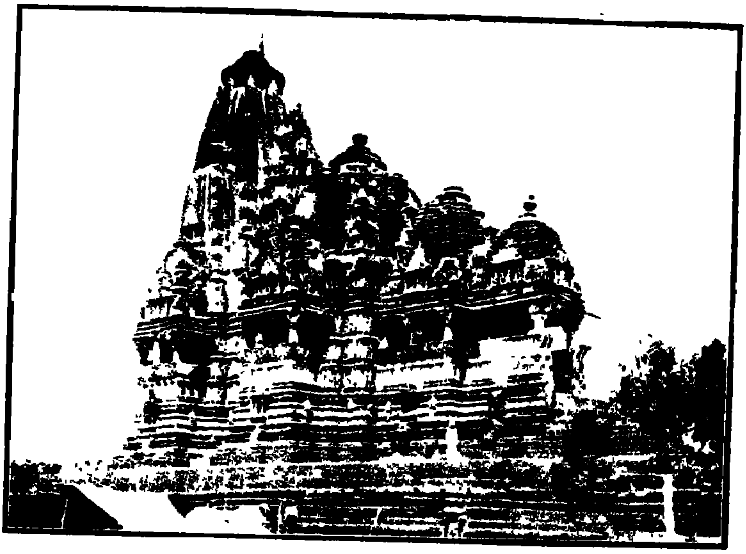
باڈولی کے مندر کی سنگتراشی کی تعریف کرتے هوے کرنل ٹاڈ نے لکها هے : "اُس کی حیرت انگیز اور بے مثال کاریگری کی داد دینی قلم کی طاقت سے باهر هے ، گویا کمال کا خزانه لٹا دیا گیا هے - اُس کے ستون ، چهت اور کنگره کا ایک ایک پتهر چهوٹے سے مندر کا نظاره دکهاتا هے - هر ایک ستون پر نقاشی کا کام اتنا باریک



(۲۱) هویس لیشور کے مندر کا باهري حصه

[هلیبڈ]

صفحه ۲۱۶



(۲۲) آریہ نمونہ کا ہندو مندر

[کھجراہو]

صفحہ ۲۱۷

هے کہ اس کا ذکر ہی نہیں ہو سکتا " (١) - ہندوستانی فن تعمیر کے مشہور ماہر مسٹر فرگوسن کہتے ہیں : " آبو کے مندروں میں ' جو سنگ مرمر کے ہیں ' ہندوؤں کی چھوٹی کی پر اعتقاد ریاضت نے ایسی باریک صورتیں نقش کی ہیں کہ ہر چند محنت اور کوشش کرنے پر بھی میں کاغذ پر اُن کی نقل نہ کر سکا " - (٢)

ہیلےبڈ کے مندر کی بابت ونسنٹ اسمتھ صاحب کہتے ہیں : " یہہ مندر انسانی اعتقاد اور مذہبی جوش کا حیرت انگیز نمونہ ہے - اس کی گلکاریوں کے دیکھنے سے آنکھوں کو سیری نہیں ہوتی " (٣) - اسی مندر کے متعلق پروفیسر اے اے میکڈانل کا بیان ہے کہ شاید ساری دنیا میں ایسا دوسرا مندر نہ ہوگا جس کے بیرونی حصہ میں اتنا نفیس کام کیا گیا ہو - نیچے کی مربع ہاتھیوں کی قطار میں دو ہزار ہاتھی بنائے گئے ہیں مگر ایک کی بھی صورت دوسرے سے نہیں ملتی - (٣)

متھرا کے قدیم مندروں کے بارے میں جو اب مسمار ہو چکے ہیں محمود غزنوی نے غزنی کے حاکم کو لکھا تھا کہ یہاں بے شمار مندروں کہ علاوہ ایک ہزار مندر مسلمانوں کے

---

(١) ٹاڈ راجستھان - جلد ٣ - صفحہ ١٧٥٢-٥٣ -

(٢) پکچرسک اِلسٹریشنس آف اینشنٹ آرکي ٹکچر ان ہندوستان -

(٣) ہسٹري آف فائن آرٹ اِن انڈیا - صفحہ ٣٢ -

(٣) انڈیاز پاسٹ - صفحہ ٨٣ -

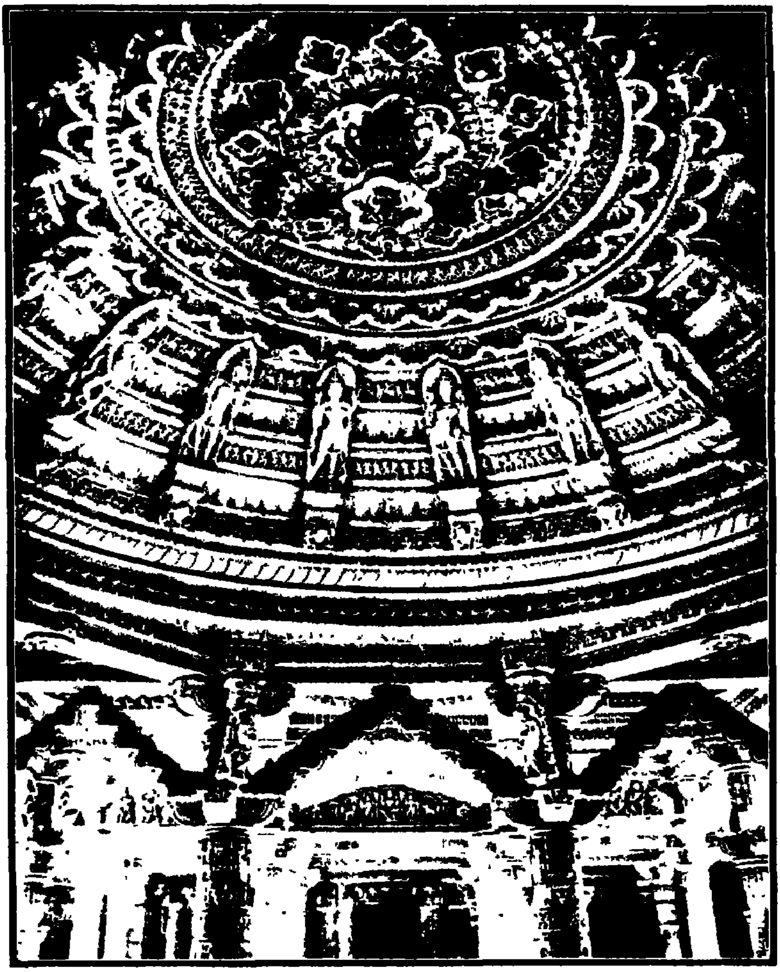
ایمان کی طرح مستحکم ہیں - اُن میں سے کئی تو سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہیں جن کی تعمیر میں کروڑوں دینار خرچ ہوئے ہونگے - ایسی عمارتیں ۱۰۰ سال میں بھی تیار نہیں ہو سکتیں - (۱)

ستون

دہلی ' پریاگ ' سارناتھ وغیرہ کے اشوک کے بنوائے ہوئے ستون ہندوستانی فن تعمیر کی یادگاروں میں سب سے قدیم ہیں - یہہ کوہ پیکر ستون ایک ہی پتھر سے کاٹے گئے ہیں اور اُن پر جلا اتنی خوبصورت ہے کہ اس کا بیشتر حصہ آج تک قائم ہے - فی زمانا پتھر پر اتنی مضبوط پالش کرنا غیر ممکن سا معلوم ہوتا ہے - ان ستونوں کے بالائی حصہ پر نقش و نگار سے آراستہ کلغیاں تھیں - چوٹی پر کہیں ایک اور کہیں چار شیر بنے ہوئے تھے - ایسے دو نوں ٹکڑے اب تک موجود ہیں جو اُس زمانہ کے کمال سنگتراشی کی شہادت دے رہے ہیں - اشوک کے بعد بوس نگر کا مشہور ستون ' مہرولی (دہلی سے ۱۳ میل) کا مشہور آہنی ستون اور دیگر تعمیرات ہیں جو ہمارے دور مخصوص سے قبل کی ہیں - ہمارے دور کے ستون میں دو عظیم‌الشان ستون مندسور کے قریب سوندنی موضع میں ہیں - انہیں راجہ یشودھرمن نے اپنے فتوحات کی

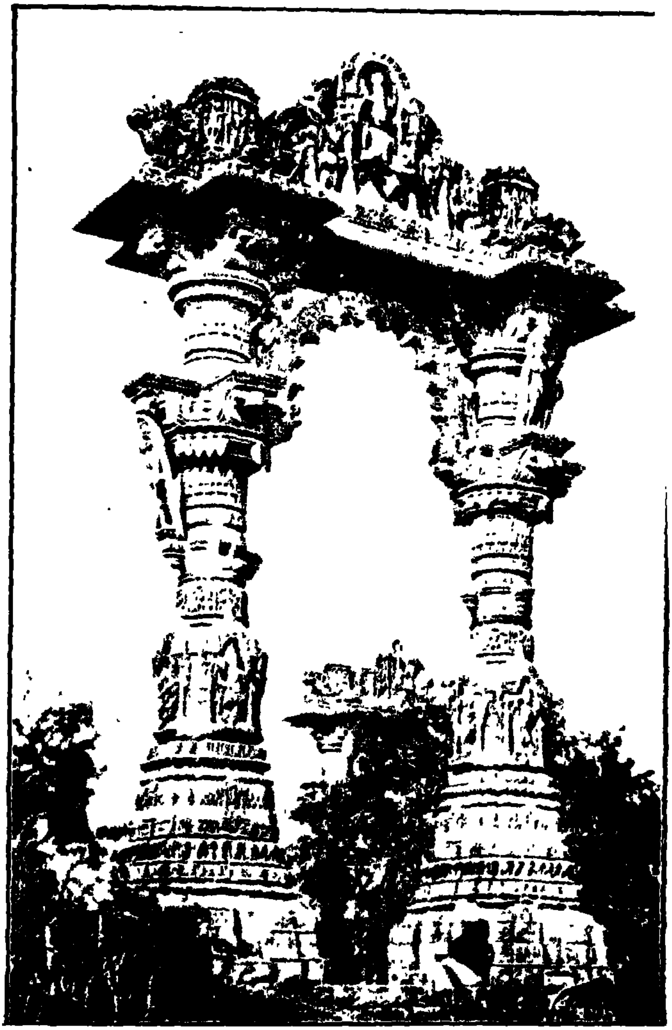
---

(۱) برگ - نوشتہ - جلد ۱ - صفحہ ۵۸-۵۹ -



(۲۳) آبو کے جین مندر کا گنبج اور دروازہ

صفحہ ۱۸



(۲۴) بڑنگر (گجرات) کے مندر کا پھاٹک

صفحہ ۲۱۹

یادگار میں بنوایا تھا - یہہ دونوں ستون ایک ہی پتھر سے نہیں بنائے گئے ہیں، بلکہ کئی ٹکڑے ایک دوسرے پر جما دئے گئے ہیں - آج کل وہ کھڑے نہیں، بلکہ زمین دوز ہو رہے ہیں - یشودھرمن کے ستونوں کے علاوہ مختلف مقامات پر ہزاروں ستون یا تورن موجود ہیں، جن میں کچھہ مندروں کے سامنے نصب ہیں، اور کچھہ مندروں ہی میں لگے ہوے ہیں - اُن کی صناعی کا اندازہ دیکھنے ہی سے ہو سکتا ہے -

مورتیں

بڑی بڑی مورتوں کے بننے کی سب سے قدیم شہادت کوتلیہ (چانکیہ) کے ارتھہ شاستر (اقتصادیات) میں ملتی ہے - لیکن دست برد روزگار سے بچی ہوی مورتوں میں سب سے قدیم یوسف زئی، یا قندھار سے نکلی ہوئی مختلف قامتوں کی بدھہ کی مورتیاں ہیں - متھرا کے کنکالی ٹیلے والی جین مورتیں اور راجہ کنشک کی بنوائی مورتیں بھی بہت قدیم ہیں - یہہ سب عیسوی سنہ کی پہلی صدی کے قریب کی ہیں - ہندوؤں کے بھاگوت فرقہ کے بشنو مندر قبل مسیح کی دوسری صدی میں موجود تھی - یہہ بات بیس نگر (بدشا) اور نگری (چتوڑ سے سات میل شمال میں) کے کتبوں سے واضح ہے - بیس نگر کے متذکرہ بالا عظیم‌الشان ستون کے کتبے سے پایا جاتا ہے کہ "راجہ اینٹی آلکیڈس کے زمانہ میں پنجاب کے رہنے والے دیہ (Dion) کے بیٹے

هیلیوڈورو (Heliodoros) نے جو بهاگوت (ویشنو) تها دیوتاؤں کے دیوتا باسدیو (وشنو) کا یہہ د گروز دهوج ' بنوایا - اشومیدهہ یگیہہ کرنے والے پاراشری کے بیٹے سروبتات نے نارایں‌بٹ نامی مقام پر بهگوان سنکرشن اور باسدیو کی پوجا کے لئے پتهر کا مندر بنوایا - بودهوں میں مورتی پوجا کا رواج مہایان فرقہ کے ساتهہ عیسوی کی پہلی صدی میں شروع هوا ' لیکن مورتی پوجا کی متذکرہ بالا دونوں مثالیں عیسوی سے قبل کی هیں - اِسی طرح عیسوی سنہ کی چهٹویں صدی تک کی سیکڑوں مورتیاں ملی هیں جن کا همارے مخصوص زمانہ سے کوئی تعلق نہیں هے - همارے دور کی بهی هزاروں هندو اور جین دیو مورتیاں ملتی هیں اور کلکتہ ' لکهنؤ ' پیشاور ' اجمیر ' مدراس ' بمبئی وغیرہ کے عجائب خانوں میں ' نیز مندروں میں موجود هیں - یوں هی کئی راجاؤں اور دهرم آچاریوں کی مورتیں بهی ملتی هیں - ان مورتوں کے کمال صناعی کا بڑے بڑے نقادوں نے اعتراف کیا هے - لیکن یہہ یقینی امر هے کہ عیسوی سنہ کی بارهویں صدی کے نصف ثانی سے سنگتراشی کے فن کا انحطاط شروع هوا اور جتنی خوبصورت مورتوں پہلے بنتی تهیں اُتنی پیچهے نہ بن سکیں -

هندوستانی فن تعمیر کے متعلق یہاں چند علما کی رایوں کا اقتباس بے موقع نہ هوگا -

مسٹر هیول نے لکها هے : "کسی قوم کے کمال فن کا

صحیح اندازہ کرنے کے لئے یہہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں کہ اُس نے دوسروں سے کیا لیا ھے ' بلکہ یہہ سوچنے کی ضرورت ھے کہ اس نے دوسرے قوم والوں کو کیا سکھلایا ھے - اس اعتبار سے دیکھا جاے تو ھندوستانی فن تعمیر کا درجہ یوروپ اور ایشیا کے تمام دیگر طرزوں سے اونچا ھے - قدیم یادگاروں کی تحقیقات سے یہہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ھے کہ فن تعمیر کا کوئی بھی طرز نہ تو کامل طور پر وطنی ھے اور نہ ایسی جس پر دوسرے ملکوں سے کچھہ سیکھنے کی ضرورت نہ پڑی ھو - یونان اور اٹلی کا فن تعمیر بھی اس کلیہ سے مستثنئی نہیں ھے - ھندوستان نے جو کچھہ غیر ملکوں سے سیکھا ھے اُس کا صد چند غیر ملک والوں کو سکھلایا ھے " (۱) -

مسٹر گریفتھہ کا قول ھے : " غاروں کو غائر مطالعہ کرنے پر ایسا کہیں بھی میرے دیکھنے میں نہیں آیا کہ کاریگر نے پتھر کو ضرورت سے شمہ بھر بھی زیادہ کاٹا ھو " (۲)

پروفیسر ھیرن لکھتے ھیں : " مربع ستونوں کی نقاشی ' اور نسواتی شکل کے ستونوں کی تعمیر میں ھندو قوم یونان اور مصر سے کہیں بڑھہ چڑھکر ھے (۳) - ھیول صاحب فرماتے ھیں : " ھندوستانی طرز کی مورتوں میں جو عمق ' جو

---

(۱) ھیول - انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ - صفحہ ۱۶۹ -
(۲) دی پینٹنگس اِن دی بدھسٹ کیو ٹمپلس آف اجنتا -
(۳) ھر بلاس شاردا - ھندو سوپیریارٹی - صفحہ ۳۴۳ -

معنویت اور جو قوت اظہار ہے وہ یونان کے مجسموں میں نہیں نظر آتی - (۱)

نظریات کی ترقی

ہمارے دور زیر بحث میں نظریات میں بہت ترقی ہو چکی تھی - اس صنف کی کئی کتابیں آج بھی موجود ہیں - ابھی تھوڑا ہی زمانہ ہوا راجہ بھوج کی تصنیف کردہ "سمرانگن سوتردھار" ایک نہایت اعلی درجہ کی تصنیف شائع ہوئی ہے - اس سے واضح ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں حیرت انگیز نظری ترقیاں ہو چکی تھیں - اس کتاب میں شہر، قلعہ، وغیرہ کی تعمیر کے لئے موزوں مقام و محل، اس کی چاروں طرف خندق کھودنے، راجاؤں کے خاص خاص قسم کے محلات، باغیچے اور مورتیاں وغیرہ بنانے کے مفصل اور مشرح اصول و قواعد درج کئے گئے ہیں - مگر یہاں ہم خوف طوالت سے انہیں نظر انداز کرتے ہیں -

نظریاتی ترقیاں

اس کتاب کے اکتیسویں باب میں اوزاروں کا نہایت اہم تذکرہ ہے - اُس میں مختلف قسم کے صدہا اوزاروں اور آلات کا بیان کیا گیا ہے - ان میں سے بعض کا ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں : -

---

(۱) ہیول - انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ - صفحہ ۱۳۴ -

آلات کے ذریعہ آفتاب کی گردش اور ستاروں کی رفتار بتلائی جاتی تھی - مصنوعی انسان آلات کے ذریعہ باہم لڑتے ' چلتے پھرتے اور بنسی بجاتے تھے - چڑیوں کی سی آواز نکالنے والے لکڑی کے پرندے کلنگن اور کنڈل وغیرہ بنانے کا بھی اس میں حوالہ ہے - لکڑی کے ایسے انسان بنائے جاتے تھے جو ڈوری کے ذریعہ ناچتے ' لڑتے اور اور چوروں کو پیٹتے تھے - مختلف طرز کے خوشنما فوارے لگائے جاتے تھے - ایسے نسوانی مجسمے بنائے جاتے تھے جس کے سینہ ' ناف ' آنکھ اور ناخن سے فوارے نکلتے تھے - قلعوں کی حفاظت کرنے والے آلات حرب بھی بنائے اور چلائے جاتے تھے - باغوں میں مصنوعی آبشاریں بھی بنائی جاتی تھیں - زمانہ جدید کے "لفٹ" (اوپر چڑھنے کی کل) جیسے آلہ کا ذکر بھی اس میں ہے جس کے ذریعہ لوگ ایک منزل سے دوسری منزل پر پہونچ جاتے تھے - ایک ایسی پتلی بنائی جاتی تھی جو چراغ میں تیل کم ہوجانے پر اس میں تیل ڈال دیتی تھی اور خود تال سے ناچتی تھی - ایک ایسی مصنوعی ہاتھی کا ذکر ہے جو پانی پیتا جاے پر پتہ معلوم نہ ہو کہ پانی کہاں جاتا ہے - اس قسم کے کتنے ہی عجیب و غریب آلات کا ذکر اس میں کیا گیا ہے - لیکن سب سے زیادہ متحیرالعقل اور مہتم بالشان امر جس کا ذکر آیا ہے وہ فضا میں چلنے والے بمان یا ہوائی تخت ہیں - بمان کے متعلق واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ مہا بھلنگ نام کی لکڑی کا بنایا جاے ' اس میں پارے کا آلہ

رکھا جاے - اُس کے نیچے آگ سے بھرا ہوا ایک آتشدان ہو اس پر بیٹھا ہوا آدمی پارے کی طاقت سے آسمان میں اُڑتا ہے - اس تذکرہ سے قیاس ہوتا ہے کہ گیارھویں صدی میں اِن آلات کا بنانا لوگوں کو معلوم تھا ، یہاں عام طور پر اس کا رواج نہ تھا - اس کتاب کے مصنف نے لکھا ہے کہ ہمیں اور بھی کتنے ہی آلات کے بنانے کا علم ہے ، لیکن اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں اس تصنیف سے اِمعاصرانہ فنی اور علمی ادب پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے - اسی صنف کی بہت سی کتابوں کا ذکر ہم ادبیات کے ضمن میں کر چکے ہیں -

فن تصویر

هندوستان جیسے گرم ملک میں کاغذ یا کپڑے پر کھنچی ہوئی تصویریں بہت عرصہ تک نہیں قائم رہ سکتیں - اسی لئے یہاں سنہ ۱۲۰۰ ع سے قبل کی تصویریں نہیں ملتیں - کتنی ہی کتابوں میں مضمون کے متعلق تصاویر ہیں لیکن وہ سب ہمارے زمانہ مخصوص سے بہت بعد کی ہیں - اُس زمانہ کی رنگین تصویریں وہی ہیں جو گپھاؤں کی دیواروں کو کھود کر بنائی گئی ہیں - وہی ہمارے اس دور اور اس سے قبل کی مصورانہ کمالات کی یادگار ہیں - اب تک چار گپھاؤں کا پتہ ملا ہے - اس اعتبار سے اجنتا کی گپھا کو سب پر فوقیت ہے - یہہ گپھائیں ریاست

حیدرآباد میں ضلع اورنگ‌آباد کے ایک اجنتا نامی موضع سے شمال مشرق کی طرف چار میل پر پہاڑوں میں کھدی ہوئی ہیں - ان میں ۲۴ بہار (متھہ) اور ۵ چیت (وہ شاندار عمارت جس میں مینار ہوتے ہیں) بنے ہوئے ہیں جن میں سے ۱۳ میں دیواروں ' اندرونی چھتوں یا ستونوں پر تصویریں منقوش ہیں - تصویر کھینچنے کے پہلے پتھر پر ایک قسم کا پلاسٹر لگاکر چونے جیسے کسی چیز کی گھٹائی کی گئی ہے اور تصویریں نقش کی گئی ہیں - یہہ سب گپھائیں ایک ہی وقت میں نہیں بنی ہیں - قیاساً تیسری صدی سے ساتویں صدی کے آخر تک ان کا سلسلہ برابر جاری رہا - تصاویر کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے - کئی تصویریں ہمارے دور سے قبل کی ہیں ' لیکن زیادہ‌تر تصویریں ہمارے دور کے آغاز یا اُس سے کچھہ ہی قبل کی معلوم ہوتی ہیں - ان تصاویر سے اس زمانہ کی هندوستانی تصویرنگاری کے پایہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے - ان تصویروں میں گوتم بدھہ کے واقعات زندگی اور ماتری پوشک جاتک ' وشوانتر جاتک ' شد دانت جاتک رو رو جاتک ' اور مہا ہنس جاتک ' وغیرہ بارہ جاتکوں میں بیان کی ہوئی روایتیں جو بدھہ کی سابقہ زندگیوں سے متعلق دکھائی گئی ہیں - ان کے علاوہ مذہبی تاریخ اور لڑائیوں کے نظارے ' تمدنی اور ملکی مناظر بھی دکھائے گئے ہیں ' باغیچوں ' جنگلوں ' رتھوں ' راج درباروں ' هاتھی '

گھوڑے ' هرن ' وغیرہ جانوروں ' هنس وغیرہ پرندوں ' اور کمل وغیرہ پھولوں کی بے شمار تصویریں بنی هوئی هیں - ان کو دیکھنے سے ناظر کی آنکھوں کے سامنے ایک ایسے ڈراما کا منظر پیش هو جاتا هے جس میں جنگلوں ' شہروں ' باغیچوں ' اور محلسراؤں میں ' راجہ ' سورما ' تپسوی ' هر ایک درجہ و حال کے مرد ' عورت ' آسمانی فرشتے ' گندھرب ' اپسرا ' کِنر ' اپنے اپنے پارٹ کھیل رہے هوں - ایسی صدها تصاویر میں سے هم ایک تصویر کا ذکر اس خیال سے کرتے هیں کہ ان میں سے مختص تصاویر کا زمانہ معین کرنے میں مدد ملے - مؤرخ طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا هے کہ شاہ خسرو ثانی کے سنہ جلوس ۳۲ (مطابق سنہ ۶۲۶ ع) میں اُس کا سفیر راجہ پُل‌کیسی کے پاس خط اور تحفے تحائف لیکر گیا اور پل‌کیسی کا سفیر خط اور تحفے لیکر خسرو کے پاس پہونچا تھا - اُس وقت کے دربار کا منظر گپھا کی ایک دیوار میں یوں پیش کیا گیا هے - راجہ پل‌کیسی گدی سے آراستہ سنگھاسن پر بیضاوی تکئے کے سہارے بیٹھا هوا هے ' گرد پیش چلور اور پنکھا جھلنے والی کنیزیں اور دیگر خدام بیٹھے یا کھڑے هیں - راجہ کے مقابل بائیں طرف تین مرد اور ایک لڑکا خوبصورت موتیوں کے زیورات پہنے بیٹھے هوے هیں - قیاساً یہہ لوگ ولی عہد ' یا راجہ کے بھائی اور مشیران خاص هونگے - راجہ اپنا داهنا هاتھہ اٹھا کر ایرانی سفیر سے کچھہ کہہ رہا هے - راجہ کے سر پر مکٹ (تاج) ' گلے میں بڑے بڑے

موتیوں اور هیروں کی ایک لڑی کنٹھی اور اس کے نیچے خوبصورت جڑاؤ کنٹھا هے - دونوں هاتھوں میں بازو بند اور کڑے هیں ' انار کی جگه پچ لڑی موتیوں کی مالا هے جس میں گرہ کی پانچ بڑے بڑے موتي هیں - کمر میں جواهرنگار کمربند هے - پوشاک میں نصف ران تک کچھنی هے ' باقی سارا جسم برهنه هے - دکھنی لوگ جیسے دوپٹے کو سمیٹ کر گلے میں ڈال لیتے هیں اسی طرح ایک دوپٹه کندهے سے هٹ کر پیچھے کے تکیه پر پڑا هوا هے ' اور اس کے دونوں سمٹے هوئے کنارے گدي کے آگے پڑے هوئے نظر آتے هیں - اس کا جسم قوی ' اعضا متناسب اور رنگ گورا هے - (چہرہ کا چونا اُکھڑ گیا هے ' اس سے وہ نظر نہیں آتا -) دربار میں جتنے هندوستانی مرد هیں ان کے جسم پر وهي آدهی ران تک کچھني کے سوا اور کوئی لباس نہیں نظر آتا ' اور نه کسی کے ڈاڑهی یا مونچھه هے - کمر سے لگاکر آدهی ران یا اس سے کچھه نیچے تک عورتوں کا جسم کپڑے سے ڈھکا هوا هے ' اور بعض کے سینے پر کپڑے کي پٹی بندهی هوئی هے - باقی سارا جسم کھلا هوا هے - یہاں کي قدیم تصاویر میں عورتوں کے سینے اکثر کھلے هوئے نظر آتے هیں ' یا اس پر ایک پٹی بندهی هوتی هے - یہه پرانا رواج هے - شری مد بھاگوت میں بھی اس کا ذکر آیا هے (۱) - ایرانی سفیر راجه کے مقابل

---

(1) तदंग संग प्रमुदा कुलेंद्रियाः केशादुकूलं कुचपट्टिकां वा ।
नांजः प्रतिव्यो ढुमलें व्रजस्त्रियो विस्रुत मालाभरणाः कुरुद्वह ॥

کھڑا اس کی طرف ٹکٹکی لگائے موتیوں کی کئی لڑیں یا کئی لڑیوں کی مالا ہاتھہ میں لئے اُسے نذر کر رہا ہے - راجہ اس سے کچھہ کہہ رہا ہے - سفیر کے پیچھے دوسرا ایرانی بوتل سی کوئی چیز لئے کھڑا ہے، جس کے پیچھے ایک تیسرا ایرانی تحائف سے بھری ہوئی کشتی لئے ہوئے ہے - اُس کے پیچھے چوتھا ایرانی پیٹھہ پھیر کر ایک دوسرے ایرانی کی طرف دیکھہ رہا ہے جو باہر سے کوئی چیز ہاتھہ میں لئے دروازے میں آ رہا ہے - اس کے پاس ایک ایرانی سپاہی کمر میں تلوار لگائے کھڑا ہے، اور دروازے کے باہر ایرانیوں کی جماعت میں دیگر افراد اور گھوڑے کھڑے ہیں - ایرانیوں اور هندوستانیوں کی پوشاک میں زمین اور آسمان کا فرق ہے، هندوستانیوں کا قریب قریب سارا جسم برهنه ہے - ایرانیوں کا سارا جسم ڈھکا ہوا ہے - ان کے سر پر اونچی ایرانی ٹوپی ہے، کمر تک انگرکھا، چست پاجامہ، اور کئی ایک کے پیروں میں موزے بھی ہیں - ڈاڑھی مونچھہ سب کے تھے - ایرانی ایلچی کے گلے میں بڑے بڑے موتیوں کی ایک لڑی، پاندار کنٹھی، کانوں میں موتیوں کے آویزے، اور کمر میں مرصع کمربند ہے - دوسرے ایرانیوں کے جسم پر کوئی زیور نہیں ہے - دربار میں فرش پر پھول بکھرے ہوئے ہیں - راجہ کے سنگھاسن کے آگے اُگالدان پڑا ہوا ہے اور چوکیوں پر پاندان وغیرہ ظروف سرپوشوں سے ڈھکے رکھے ہوئے ہیں (۱) - قیاساً یہہ

(۱) دی پینٹنگس آف اجنتا - جان گریفتھس - پلیٹ نمبر ۵ -

تصویر سنہ ۶۲۶ ع کے بعد ھی بنی ھوگی -

اجنتا کی تصویریں کامل‌الفن استادوں کی بنائی ھوئی معلوم ھوتی ھیں - ان میں اعضا کا تناسب ' خط و خال ' انداز و ادا ' وضع و قطع ' زلف و کاکل ' رنگ روپ دکھانے میں مصور نے کمال کیا ھے - علاوہ ھذا چرند و پرند ' گل و برگ وغیرہ بھی اسی کمال فن کی شہادت دیتے ھیں - کئی تصویریں جذبہ‌نگاری میں بے مثل ھیں - چہرہ سے دل کی کیفیت صاف عیاں ھوتی ھے - مختلف رنگوں اور ان کی آمیزش میں مصور نے کمال کیا ھے - تصاویر سے عمیق مشاھدہ فطرت اور صحیح ذوق حسن کا پتہ چلتا ھے - ان صفات کے بغیر کوئی انسان ویسی تصویریں نہیں کھینچ سکتا - انہیں اوصاف سے متاثر ھو کر زمانہ حال کے مصوریں نے بھی ان تصاویر کی کھلے دل سے داد دی ھے - مسٹر گریفتھہ نے بستر مرگ پر پڑی ھوئی ایک رانی کی تصویر کی تعریف کرتے ھوے لکھا ھے " رقت و درد کے اظہار اور کیفیت باطن کے عیاں کرنے میں ساری دنیائے تصویر میں اس سے بہتر تصویر نہیں مل سکتی - فلورنس کے اساتذہ چاھے خاکہ اچھا کھینچ سکیں ' وینس کے مصور چاھے رنگ اچھا بھر سکیں ' لیکن جذبہ‌نگاری میں اُن میں سے ایک بھی اِس کا ھمسر نہیں - تصویر کی کیفیت یوں ھے :—

رانی کا سر جھکا ھوا ھے ' آنکھیں نیم باز ھیں ' اور جسم

خستہ ہو رہا ہے - وہ بستر مرگ پر اس انداز سے بیٹھی ہوئی ہے اُس کی ایک کنیز ہلکے ہاتھوں سے اُسے سنبھالے ہوئے کھڑی ہے ' اور ایک دوسری متفکر چہرہ بنائے اُس کا ہاتھ یوں پکڑے ہوئے ہے گویا نبض دیکھ رہی ہو - اس کے بشرہ سے اس کے دل کا درد اور اضطراب جھلک رہا ہے گویا اُسے معلوم ہے کہ میری رانی کی روح قفس عنصری سے جلد پرواز کرنے والی ہے - ایک دوسری لونڈی پنکھا لئے ہوئے کھڑی ہے اور دو مرد بائیں طرف سے اُس کی طرف دیکھ رہے ہیں - ان کے چہرے بھی اُداس ہیں - نیچے فرش پر اُس کے عزیز و یگانے بیٹھے ہوئے ہیں جو اس کی زندگی سے مایوس ہو کر غم میں ڈوبے ہوئے ہیں - ایک عورت ہاتھ سے اپنا منہ ڈھانپے زار و قطار رو رہی ہے -

اِن تصاویر کے کمال سے فن تصویر کے کئی ماہروں پر اتنا اثر پڑا کہ انہوں نے اُن کی نقلیں کیں اور ان کی تنقید کتابوں کی صورت میں شائع کروائی - چند سالوں کے اندر ایسی کئی تنقیدیں شائع ہو چکی ہیں -

اجنتا کی گپھاؤں میں جو بودھ روایتیں منقوش ہیں اُن کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ اِن کے بنانے والوں نے امراوتی ' سانچی ' بھرہت وغیرہ کے میناروں کی دیواروں پر بنی ہوئی روایتوں اور گندھاری طرز کی سنگتراشی کے

نمونوں کا غائر نظر سے مطالعہ کیا ہے کیونکہ دونوں میں بڑی یکسانیت ہے -

اسی طرح گوالیر راج کے امجھیرا ضلع میں موضع باگھ کے قریب کی کپھاؤں میں بھی بہت سی رنگین تصاویر ہیں جو قیاساً عیسوی کی چھٹویں یا ساتویں صدی میں بنی ہوں گی - اجنتا کی تصاویر کی طرح یہ تصویریں بھی بہمہ صفت موصوف ہیں - ان تصاویر کی بھی نقلیں ہو گئی ہیں' اور ان پر ایک کتاب شائع ہو چکی ہے - لندن ٹائمس نے ان تصاویر کا تبصرہ کرتے ہوے لکھا ہے کہ یوروپ کی تصاویر کمال کے اس راجہ تک نہیں پہونچ سکیں - ڈیلی ٹیلیگراف کا بیان ہے کہ کمال فن کے اعتبار سے یہ تصاویر اتنے اعلیٰ پایہ کی ہیں کہ ان کی تعریف نہیں کی جا سکتی - اِس کا رنگ بھی بہت اچھا ہے' مناظر حیات کے پیش کرنے اور باطنی کیفیات کے اظہار کے اعتبار سے یہ تصویریں لاثانی ہیں اور حسن تہذیب کا اونچا معیار پیش کرتی ہیں - محض اتنا ہی نہیں' اُن میں عالمگیر صداقت اور تاثیر بھری ہوئی ہے -

کچھ عرصہ ہوا سِتّن نواسل میں جو کرشنا ندی کے جنوبی کنارے پر پدو کوٹا سے نو میل شمال مغرب کی جانب ہے ایک مندر کا پتہ لگا ہے جو ایک پہاڑ کو کاٹ کر بنایا گیا ہے - اس میں بھی کچھ ایسی ہی تصویریں ہیں - ان تصاویر کو سب سے پہلے ٹی اے'

گوپی ناتھہ راؤ نے دیکھا - قیاس کیا جاتا ہے کہ یہہ تصویریں پَلّو فرمانروا مہندر ورما اول کے زمانہ میں (ساتویں صدی کے آغاز) میں بنائی گئی ہوں‌گی - اس مندر کی اندرونی چھتوں ' ستونوں اور دیواروں پر یہہ تصویریں بنی ہوئی ہیں - یہاں کی خاص تصویر تقریباً برامدے کی ساری چھت کو گھیرے ہوے ہے - اس تصویر میں ایک تالاب ' خوشنما کنولوں سے پر نظر آتا ہے - پھولوں کے بیچ میں مچھلیاں ' هنس ' بھینسے ' هاتھی اور تین سادھو هاتھہ میں کنول لئے دکھائی دیتے ہیں - اُن سادھوؤں کے جسم کا تناسب ' اُن کا رنگ اور حسن دیکھہ کر منھہ سے بے اختیار داد نکل جاتی ہے - ستونوں پر ناچتی ہوئی عورتوں کی تصویریں بھی ہیں - اس مندر میں اردھہ ناریشور ' گندھربوں اور اپسراؤں کی تصویریں بھی ہیں - اردھہ ناریشور جٹا ' مکٹ اور کانڈل پہنے ہوے ہیں - ان کی آنکھوں سے تقدس کی شعاعیں نکل رہی ہیں - ان تصویروں میں بعض کا رنگ پھیکا پڑ گیا ہے تاهم تصاویر کی خوبصورتی میں فرق نہیں آنے پایا - ان میں سے بعض تصاویر شائع بھی ہو چکی ہیں - ممالک متوسط کی ریاست سرگوجا میں رام گڑھہ پہاڑی پر ایک گپھا ہے - اُسے جوگی مارا کہتے ہیں - اس کی چھت میں بھی چند تصویریں بنی ہوئی ہیں جو ہمارے دور کے آغاز کے قریب کی ہیں -

اِن چاروں مقامات میں جو قدیم تصویریں ملی ہیں وهی ہمارے دور یا اس سے کچھہ قبل کے فن تصویر کے

بچے کھچے نمونے ھیں - تعجب تو یہہ ھے کہ ایسے گرم ملک میں بھی یہہ تصویریں بارہ تیرہ صدیوں تک زمانہ کے ھاتھوں سے محفوظ رھیں اور بگڑتے بگڑتے بھی کم و بیش اچھی حالت میں موجود ھیں - انھیں سے ھمارے فن تصویر کی ترقی کا کچھہ اندازہ کیا جا سکتا ھے -

ھندوستانی فن تصویر کا دوسرے ملکوں پر اثر

اس زمانہ کے بعد چھہ صدیوں تک ھندوستانی تصویر کی تاریخ پر تاریکی کا پردہ پڑا ھوا ھے - اِس زمانہ کی کوئی تصویر دستیاب نہیں - مگر چینی ترکستان کے صوبہ ختن، دن‌دن‌یولک اور میرن نامی مقامات میں دیواروں، لکڑی کے تختوں یا ریشم کے کپڑوں پر جو تصویریں ملی ھیں ان پر ھندوستانی تصویر کا رنگ صاف نظر آتا ھے - وہ چوتھی صدی سے گیارھویں صدی تک کی قیاس کی جا سکتی ھیں - جیسے لنکا میں ھندوستانی تہذیب پھیلی ھوئی تھی اُسی طرح وسط ایشیا میں ترکستان یا اس سے اور آگے تک ھندوستانی تہذیب کا اقتدار تھا - اور ھندوستان کے مختلف علوم و فنون کی وھاں اشاعت ھو گئی تھی -

ھندوستانی فن تصویر کی خصوصیت

ھندوستانی اور مغربی فن تصویر کے رنگ جدا جدا ھیں - مغربی فن تصویر کا معیار حسن ھے ھندوستانی فن تصویر کا محسوسات باطن - ھمارے اھل کمال حسن

ظاهر کے نازبردار نہیں - وہ اُس کی باطنی کیفیات کا اظہار کرنا هی اپنے فن کا معراج سمجھتے هیں - ظاهر میں جو حقیقت مستور هے اس کو عیاں کر دینا؛ اُس کا پردہ کھول دینا همارے مصوروں کا اصلی نصب العین هے - اشیا کی شکل و صورت سے انہیں زیادہ غرض نہ تھی - وہ اپنی تمامتر توجہ اس کی اندرونی اور معنوی خوبیوں پر صرف کرتے تھے - مسٹر ای ' بی ' هیول نے لکھا هے "یوروپ کی تصویریں پربریدہ سی معلوم هوتی هیں ' کیونکہ اهل یوروپ صرف حسن مادی کے شیدا تھے - هندوستانی فن تصویر حقیقی کیفیات اور ملکوتی جذبات کی ترجماں هے" (۱) - بنگال کا جدید رنگ اجنتا کے قدیم طرز کی طرف جھکا هوا هے -

فن موسیقی

یوں تو قدیم هندوستان هر قسم کے علوم و فنون میں بام رفعت پر پہونچ چکا تھا - مگر فن موسیقی میں تو اس نے انتہائی کمال حاصل کر لیا تھا علماء حال نے موسیقی کے جو ارکان تسلیم کئے هیں وہ سب ویدک زمانہ میں یہاں موجود تھے - اس زمانہ میں کئی قسم کی بینا ' جھانجھہ ' بنسی ' مردنگ ' وغیرہ باجے مستعمل هوتے

---

(۱) انڈین اسکلپچرس اینڈ پینٹنگس - صفحہ ۸۸ -

تھے - ویدک کتابوں میں مختلف قسم کی بینا کے نام ملتے ہیں، جیسے بینا، کانڈ بینا، (۱) اور کرکری (۲)، وغیرہ - جھانجھہ کو آگھاتی (۳) یا آگھات (۴) کہتے تھے - اور اس باجے کا استعمال ناچ کے وقت ہوتا تھا - مردنگ وغیرہ چمڑے سے مڑھے ہوئے باجے آڈمبر (۵)، دندبھی (۶)، بھوم دندبھی (۷) وغیرہ ناموں سے مشہور تھے - علماء حال نے تحقیق کیا ہے کہ ہندوستانی مردنگ وغیرہ باجے تک علمی اصولوں کے مطابق بنائے جاتے تھے - مغربی علما کا قول ہے کہ تار کے سازوں کا استعمال اُسی قوم میں ہونا ممکن ہے جس نے فن موسیقی میں کمال حاصل کر لیا ہو - تار والے باجوں میں بینا سب سے اچھی مانی گئی ہے - اور ویدک زمانہ میں اُس کا عام استعمال یہی ظاہر کرتا ہے کہ اس زمانہ میں علم نغمہ نے بہت ترقی حاصل کر لی تھی حالانکہ دنیا کی دوسری قومیں تہذیب کے آستانے پر بھی نہ پہونچی تھیں -

---

(۱) کاٹھک سنگھتا ۳۴-۵ -

(۲) رگوید ۲-۴۳-۳ - اتھرو وید ۴-۳۷-۴ -

(۳) ایضاً ۱۰-۱۴۶-۲

(۴) اتھرو وید ۴-۳۷-۴

(۵) باجسنئی سنگھتا ۳۰-۱۹

(۶) رگوید ۱-۲۸-۵ -

(۷) تیتریہ سنگھتا ۵-۹-۳-۷ -

زمانه قدیم میں هندوستان کے راجے اور رئیس فن موسیقی کا بڑا احترام کرتے تھے اور اپنے لڑکوں کو اس کی تعلیم دلواتے تھے - پانڈووں نے بارہ سال کی جلا وطنی کے بعد جب ایک سال تک چھپ کر رهنے کی شرط پوری کی تو ارجن نے بریہن نلا کے بھیس میں راجه ورات کی لڑکی اُترا کو گانا سکھانے کی خدمت قبول کر لی تھی - پانڈو خاندان کے راجه جنمیجے کا لڑکا اُدین جس کو بتسراج بھی کہتے تھے یوگندھه راین وغیرہ وزرا پر سلطنت کا بار ڈال‌کر خود بینا بجانے اور شکار و سیر میں محو رهتا تھا - وہ اپنی بینا کی خوش‌الحانی سے هاتھیوں کو قابو میں کر لیتا تھا اور جنگل سے پکڑ لاتا تھا - ایک بار وہ اجین کے راجه چنڈ مہا سین (پردیوت) کے هاتهه میں پھنس گیا جو اُس کا جانی دشمن تھا - چونکه وہ فن نغمه میں ماهر تھا راجه چنڈ مہاسین نے اُسے اپنی لڑکی باسودتا کو گانا سکھانے پر مامور کیا - ان دو مثالوں سے یہه ظاهر هے که اس زمانه کے راجے گانے کے شائق هوتے تھے اور اِس فن کے استادوں کو اپنے دربار میں رکھه کر ان کی قدر کرتے تھے - راجه کنشک کے دربار کا مشہور شاعر اشوگھوش فن موسیقی کا بھی ماهر تھا - گپت خاندان کا راجه سمدر گپت پریاگ کے سکوں پر جو عبارت منقوش کرائی هے اُس میں اپنے کو فن نغمه میں تمبرو اور نارد سے بڑھه کر رکھا هے یہاں تک که اس کے ایک قسم کے سکوں پر جو تصویر منقوش هے اُس میں وہ ایک باجا

بجا رہا ہے - وکرم سمبت کی پانچویں صدی میں ایران کے بادشاہ بہرام گور کا ہندوستان سے بارہ ہزار کلاونتوں کو ایران بھیجنا، جس کا ذکر ایران کی تاریخ میں موجود ہے ہندوستانیوں کے نغمہ‌دانی کا کافی ثبوت ہے - (۱)

ہمارے دور میں نغمہ کے فن نے خوب قدم بڑھائے - رقص کا ہماری مجلسی زندگی میں خاص حصہ تھا - عورتوں کو ناچنے کی خاص طور پر تعلیم دی جاتی تھی - ہرش چرت سے ظاہر ہے کہ راج‌شری کو ناچنا سکھانے کا خاص انتظام کیا گیا تھا - خود ہرش کے ناٹک رتناولی میں رانی نے "پریہ درشکا" کو نغمہ کے تینوں ارکان کے سکھانے کا انتظام کیا تھا - ہرش کے عہد حکومت میں رقص‌گاہوں اور سرورخانوں کے موجود ہونے کا ذکر ہے - راجاؤں کے دربار میں ناچ اور گانا ہوتا تھا - بان نے ہرش کے دربار میں مردنگ بجانے والوں، ناچنے والوں، حمد کی گیت گانے والوں کا ذکر آیا ہے - بھگتی مارگ کے ساتھ فن موسیقی کی بھی خاص ترقی ہوئی - فن موسیقی کی کتابوں اور اس کے اساتذہ کا تذکرہ ادبیات کے سلسلہ میں کیا جا چکا ہے - کئی باتوں میں مغربی موسیقی ہندوستانی موسیقی سے مشابہ ہے - اس پر رائے زنی کرتے ہوئے سر ولیم ہنٹر نے لکھا ہے "نشانات نغمہ ہندوستان سے ایران میں، پھر عرب

---

(۱) تاریخ راجپوتانہ - جلد ۱ - صفحہ ۲۹-۳۰

میں اور وہاں سے گائڈو ڈی اریزو (Guido d • Arezzo) نے عیسوی کی گیارھویں صدی میں یوروپ میں اُسے رائج کیا (۱) - پروفیسر ویبر کی بھی یہی راے ھے - ایلی ولسن لکھتی ھیں "هندوں کو اس امر کا غرور ہونا چاھئے کہ ان کے نشانات نغمہ سب سے قدیم ھیں" - (۲)

---

(۱) ولیم هنٹر - انڈین گزیٹیر - انڈیا - صفحہ ۲۲۳-

(۲) Short Account of the Hindu Systems of Music, p. 5.

انڈکس

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحه

صفحه

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ